TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222645

UNIVERSAL
LIBRARY

مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب یعنی کارنامہ رستم و افراسیاب المسمی بہ

شاہنامہ اردو

جس میں

رستم اور سہراب کے دلاوری اور جوانمردی کے سین ایسے موثر پیرایہ میں دکھائے گئے ہیں کہ ادنکے پڑھنے سے ہمت اور استقلال میں ترقی ہوتی ہے اور بزدل سے بزدل آدمی بھی جوانمرد بنجاتا ہے

حسب فرمایش برادر مکرم جناب شیخ ریاض الدین صاحب

باہتمام اضعف بندگان رب العالمین حافظ فیاض الدین

پٹنہ کیننگ میں چھپا

۱۴۲۱ ت ۸۹۱ ش

بوقوقیگین نمایریای حین چمن دعوخرمی فزای یاسمین سخن



در مطبع ابوالعلائی آگره مزین مطبوع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرنامہ حمد خدائے کریم
کہ ہے کردگار غفور و رحیم

کبھی دے کے فرمدیوں کو وہ دستگاہ
کرے گاہ چشید کو وہ تاجگاہ

جن و دیو و انسان ہی حور و پری
سہ و مہر اور زہرہ و مشتری

کیا اوسنے پیدا یہ بالا و پست
زیر و زبر و دنیا مین اور زیر و پست

عجب اوسکی قدرت عجب شان ہے
عیان اور پسِ پردہ راز نہان ہے

بہر دم عجب آن اوسکا دیا مین ہان
رکھے ہیچ ذکر اوسکا ورد زبان

چمن مین کیا سبز کو سرفراز
بہار و خزان سے ہوا ہی نیاز

خداوند مکون و مکان ہے وہی
نگہدار خلق جہان ہے وہی

اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے
تو پھر سستی کوئی کیا کر سکے

توانا ہے وہ آپ اور زور مند
قوی ہی خدا مند پست و بلند

گدا و شہ اوسکے ہین فرمان پذیر
وہی بیکساہی کی یاری و دستگیر

نور گاہ مین اوسکی ہو ہر زبان
ثنای اوسی کی کرے انجا

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالے

سخن بندہ درد مند افلاک ہون
رکھے ہی یہ سرگشتہ شام و پگاہ

مجھے نبد بخ والم سے چھڑا
پلا مجھکو جام مل آرزو

کہ ہے اب بہار گل آرزو
سرنامہ حمد خدائے کریم

کبھی دے کے فرمدیون کو وہ دستگاہ
جن و دیو و انسان ہی حور و پری

کیا اوسنے پیدا یہ بالا و پست
عجب اوسکی قدرت عجب شان ہے

بہر دم عجب آن اوسکا دیا مین ہان
چمن مین کیا سبز کو سرفراز

خداوند مکون و مکان ہے وہی
اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے

توانا ہے وہ آپ اور زور مند
گدا و شہ اوسکے ہین فرمان پذیر

نور گاہ مین اوسکی ہو ہر زبان
مین افتادہ یا رب سر خاک ہون

یہ بیچارہ غمین بخت برگشتہ آہ
نگاہ کرم مجھپہ کر یا خدا

کہ ہے اب بہار گل آرزو

شہی بخش شاہنشان ہے وہی
کبھی ناتوانون کو بخشے وہ زور

کیے اوسنے قدرت سے پیدا نام
بلندی وہ خسروان ہے وہی

سلیمان کو گاہ کرے مثل مور
نشان تھے موے سو ہو پیدا تمام

فراخی اوسنے یکسر زمین کو کیا
کرین ذکر اوسکا سبھی خاص و عام

عنایت ہے اوسکی ہی گل شاد بہر
پرستار اوسکے ہین سب تاجدار

کیا زشیر شیرہ نکو اوسنے ہی شیر
ضعیفون کو مومین وہ کرتی قوی

قوی ہی یک کی کرے پیر و جوان
کہ شاہ و گدا کا ہی جانب روا

تضرع کنان اور مناجات خوان
مجھے خوار رکھے ہی میل و مہار

تو ہی داد خواہو نکا ہی و داد رس
مرا کر تو روشن چراغ مراد

وے تو ہی غفار آمرزگار

گنہ بخش میرے کہ ہیں بندہ پرور — پسندیدہ ہو جان احمد سرور کا صدقہ
نہیں راہ کچھ خواہش عز و جاہ کی — ولیکن تمنا ہے یہ ہر زبان
نہ درگاہ سے اپنی رکھ نامراد — تو بر المراد اور کر مجھکو شاد
شبستان دلکو مرے سر بسر — چراغ خرد سے منور تو کر
مری طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ — معانی شناسی کی ہو دستگاہ
مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان — زبان کو مری کر فصیح البیان

بسر سے مجھے اپنے در کے سوا اور در — کہ نسبت کش سر بسر گر نہوں
ترا ایک ممنون احسان رہوں — نگر فکر روزی سے حیران مجھے
در دانش و گوہر عقل سے — شناسی دکھا مجھکو راہ سخن
بحق محمد طفیل بتول — الٰہی مری اے دعا ہو قبول

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر از مشک شد عنبر نو کیون نہ دہن — ثنائے محمد ہے ورد زبان
سر سروران ہے وہ عالیجناب — سپہر نبوت کا ہے آفتاب
سر سروران احمد مجتبےٰ — رسول خدا سید الانبیا
سحاب سخا بحر محیط کرم — یم جود و خوش خلق و عالی ہمم
فروغ جہان نور ایمان و دین — وہ شمع شبستان اہل الیقین
فراز نہ رایت سروری — درخشندہ خورشید پیغمبری
قدم اوسنے معراج پر جب رکھا — تو پایہ بڑہا اور معراج کا
میسر ہوا جبکہ قرب حضور — نظر اوسکو آیا وہ تا بندہ نور
یہ عشا اوسے پایگاہ رفیع — ہوئی جسکے ثناخوان علم السمیع
کروں اوسکے اصحاب کا بیان — کہ ہیں جنکی عزت و فخر و شان
کروں جب حوادث کا کچھ بیان — نہ طاقت قلم میں نہ تاب و توان
معین اور دیار و ہویدا مطلب — مرے دل کے بر لا دو تم مدعا

وہ ختم رسل سید و نامور — فلک جسکے آگے جھکاتا ہے سر
جہان جسکے دین سے ہے روشن تمام — سہ انور اوسکا ہے داغی غلام
خود مند و دانشور بے نظیر — بیان سہ و مہر روشن ضمیر
وہ مہر جہانتاب اوج جلال — وہ سرو سرافراز باغ کمال
شفیع گنہگاران بروز جزا — کشائندۂ عقدۂ مدعا
وہ ہے خاص خاصان پروردگار — کہ جسنے کیا دین کو استوار
سپہر برین کے زہی خوش نصیب — ہوا جلوہ گر دان خدا حبیب
نجی کہیں جسکو اہل یقین — منور ہی جس سے زمان و زمین
گرامی و انور ہے انسان میں — غرض اوسکی اولاد سے ہے جہان میں
ابوبکر و عثمان و والا گہر — عمر اور علی وہ شہ نامور
کروں جب یہ عرض میری کہ شام و سحر — یہ ہے عرض میری کہ شام و سحر
گنہگار ہوں میں برو ز جزا — مری کیجیو تم شفاعت شتاب

در تعریف ابو نصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

خداوند تاج و کلاہ و سریر — فروزندہ خور شید برج سپہر
خجستہ شمایل فرشتہ سیر — جہانبانی دین پرور حق پژوہ
مروت ہے اور سکو وفا کیش سے — ثنا ور ہے دریائے عرفان کا
نہیں اوسکے ہمسنگ کوہ گراں — فزوں شفقت و خلق و ہمت بلند

گرامی در درج شاہنشہی — حقایق نشنو شاہ والا شکوہ
دل اوسکا ہی مثل گہر بیخطا — مروت میں کیا شہ ارجمند

خدیو زمان شاہ عالی وقار
شہ و اوگر حشمہ دار نامدار
جہان پرور و کارنجش جہان

در دولت شاہ عالم پناہ
فقیر و غنی کا ہے اسیدگاہ
بنے کام یاں کس کسی کا شتاب

یہ وہ بارگہ ہے کہ اسید وار
نہ محروم یاں سے گیا زینہار
سخاوت یہ دیکھا تو حرصاب

کف جود سلطان و الا گہر
گدا بار رہتا ہے شام و سحر
اگرچہ ہو فرمانبروں سے خطا

جہان سرکشان ہو دین سجدہ کنان
وہ ہے آستان خدیو زمان
جبھی یاں جو سر آنگسار

نہ یہ رتبہ چرخ ہونا کبھی
او شاہانہ گراوسکی سوچ کمی
کہ او اب ہیں سب اس سخن کے گواہ

عطارد سے منشی جہاندار کا
سپاہی ہے مریخ سرکار کا
جو یاں شتری گرم طاعت ہوئی

یہ کیونکر ہو زہرہ کا یاں فخر شان
کہ ہر نغمہ سنجان کا چار سیان
زحل نے اطاعت جو کی اختیار

بطف شہنشاہ عالیجناب
فقط دوستان ہی نہیں کامیاب
جو دشمن بھی ہوں آنکر عذر خواہ

شہنشہ کے اوصاف ہیں بیشمار
نہیں تاب کلک زبان نیسار
کرے جو بیاں وصف شاہ زمن

پینتی کی ہی آرزو ہر زمان
یہی ہو دعا اوسکی ورد زبان
کیا یارب شہنشاہ شاداں رہے

رہے اوکی شمشیر کشور ستان
نہ خاک فون ہو سر دشمنان
جہاندار اگر یہ نیرو ئے بخت

بیان سبب تالیف کتاب

عزیزان معنی شناس ایک روز
صبا تھے سامان عیش و طرب
سرسر فرازان کس بکیسان

بسم محفل آرا تھے ہنگام شب
تو بہر کسی نے بیان یوں کیا
یہاں آکے ہر کوئی ہو کامیاب

تواریخ کا بھی جو ذکر آ گیا
یہ تاریخ فرخ نہیں ہر کہیں
حضور اوس کے خجلت سے ہے غرق آب

دے ہر کسی کو میسر نہیں
کہ احوال معلوم ہو سر بسر
کہ وے عنوان وے لطف و عطا

فکما نثر میں نسخہ خاصہ
سخن فہم و دانشور و نکتہ دان
تو چرخ بریں نے یہ پایا وقار

یہ شکر بار در مے مہربان
تم اب یحییٰ کی زبان میں لکھو
کہ ہر شکستہ شود استوار

یہ بولے کہ ای منشی اس نامہ کو
وہ خاقان کہ ہے خسرو خسروان
تو ہے ماہ کنعاں کہ ہے مصر خوبان

وہ سلطان کہ ہے تاج شاہنشہان
خدا نے جسے شاہ اکبر کیا
کہ ہر نغمہ سنجان کا چار سیان

خدا وند اورنگ و افسر کیا
لکھی نظم یہ دلکش و آبدار
فقط دوستان ہی نہیں کامیاب

ہوا میں دل و جان سے مصروف کار
سخن آشنایان باہیں وداد
نہیں تاب کلک زبان نیسار

معانی شناسان فرخ نہاد
بہت خوب ہے بلکہ ہے بینظیر
کہ وہ اللہ یہ نامہ دلپذیر

کسیا نکر تب سال تاریخ کا
مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا
کہ تا شکل نور روز بجب فروز

وہ مجلس تھی رشک بہار چمن
ہر اک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن
ہمیشہ جہان میں ہے یا تاج تخت

کہ ہے شاہنامہ تمامی کتاب
عجب نظم دلکش ہے آب و تاب
کہ تا ہر شہنشاہ کا ذکر رہے

تو کل کہ مرد سخن سنج تھا
کیا ترجمہ اوس نے شاہنامہ کا
کرے اوپہ احسان شہ دین پناہ

پیشہر خانی وہ موسوم ہے
تمام اوسمیں احوال مرقوم ہے
دعا پر ہے ناچار جسم سخن

کہ زور آور انکا جہان میں ہے نام
بخلق پسندیدہ شہرہ ہے عام
تو اسکو میسر سعادت ہوئی

کہ کرد نظم ترتیب باآب و تاب
بخلق پسندیدہ گردون جناب
تو یا فلک پر بڑا اختیار

چراغ فلکیان سلطان سپہ
جہاندار بخشندہ کعل و زر
کرے اوپہ یزدان ہمیشہ نثار

سنا یہ سخن جب تو با صد طرب
وہیں کر کے شیر خانی طلب
دعا پر ہے یا چرخ سخن

بجز فکر اشعار شام و سحر
نہ تھی مجکو زنہار فکر دگر
نزا لطف دایم نگہبان رہے

ہوئے سکے اس نظم کو شاد کام
رہ مصنفی سے یہ بولے تمام
ہمیشہ جہان میں ہے یا تاج تخت

بجا ہے جو ہوں اسپہ گوہر نثار
کہ ہے یہ بنام شہ نامدار
کہ تا شکل نور روز بجب فروز

تو ہر ہاتف غیب نے صبدم
کہا تھا کہ اے خسرو دان عجم
ہر اک لحظہ تا ذکر شعر و سخن

بختیتن ذکر سلطنت کیومرث و جنگ لشکر دیو سار

شنگوئے روشندل ہوشمند — بہ کہتا ہے زیر سپہر بلند
سدا کوہ میں تنہا وہ مسکن گزین — بجز خرم و پوشاک تھی کچھ نہیں
کیومرث کا دشمن اک دیو تھا — مدام وہ اوسے اوس سے تنہا جنگ کا
یہ ہے عرض میری کہ جو حکم ہو — تو جاؤں کیومرث کی جنگ کو
کیا اوسکو دیوؤں پر روان سوئے شاہ — کہ تا ہو کیومرث سے کینہ خواہ
کہ اب حکم کا یوں میں امیدوار — جو ہو حکم جاؤں پئے کارزار
جو وہ بادشہ زادۂ جنگ جو — ہوا بچۂ دیو کے روبرو
سیامک ہوا زرگیں ہلاک — ملا جسم اوسکا نہ خون و خاک
حضور کیومرث آئے دوان — ہوا شاہ کو گیں و گریہ کنان
سنی بعد اوسکے اکآدم از نہیب — ہوا شاہ کو دیوں عیاں از نہیب
ذرا رکھ تو دل کو تو مت خوشی — کہ اب جا کے دیو دو پہ لشکر کشی
زمین دیو ناپاک سے پاک کر — برخ دیو سرکش نہ خاک کر
کیا اپنی آراستہ فوج کو — ہوا ساتھ دیوؤں کے ہر جنگجو
دلیرو ہنرمند اہل تمیز — کیومرث کا جان و دل سے عزیز
درندا ور چرندا ور ہر جانور — سدا تھے مطیع شہ نامور
جو ہوشنگ آوہ لشکر تو یہ — ہوا آکے شہ کے مقابل تہی
ہوا گرم بازار رزم و ستیز — ہوئی ایک برپا دہان رستخیز
ہوئے دیو عاجز و درماندہ سے — حفاظ زندگی کے ہوئے تمام سے
کیومرث کے ہاتھ سے دیو سار — ہوا کشتہ خنجر آبدار
کیومرث کے فتح شامل ہوئی — تمنائے دل اوسکی حاصل ہوئی

بیان احوال سلطنت ہوشنگ

بفرخندہ فال ہوا بعد ازاں — بصد فر و بخت — جہان پر وری اوسنے کی اختیار
ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت — مالک تاج و تخت — کیا اور یہ کام فرہنگ سے
جہان داد سے اوسکی آباد تھا — نہ تا نام غم کا ہرگز نشاں تھا — کہ آتش نہ وار کی سنگ سے
جب آیا یہی اوپر پیش نظر — تو شاہ جہاندار فرخ سیر — یہ ارشاد نا گہ سے سر کیا

ہوا پہلے جو کوئی کشور کشا — نہ داد و گہر کیومرث تھا
خرومند نہ شل پدر نامور — پدر سے لگا کہنے اے نامدار
غرض بچہ اوس دیو کا ایک بار — تو دیوؤں کی فوج اوسکے ہمراہ کر
سنا اوسنے جب یہ بیان پسر — کیا عرض جا کر حضور پدر
سیامک نے جب دم سنی یہ خبر — ہمت اوسکے ہمراہ لشکر کیا
کیومرث نے اوسکو رخصت کیا — نہ ہرگز ہوئی پھر رہائی اوسے
تو پھر بچہ دیو کے ہاتھ سے — سپہر بریں نے کیا اوسکو پست
بچا یک جو لشکر نے کھائی شکست — دل و جان کو اپنے پر غم رکھا
سیامک کا یک سال ماتم رہا — زیادہ نہو نوحہ گر زینہار
کہ بس اب صبوری کو کر اختیار
مظفر تو ہوگا بفضل الٰہ — دلیرانہ دیوؤں سے ہو کینہ خواہ
کیومرث نے جب سنی یہ ندا — تو ہو شاد ماتمکدہ سے اوٹھا
سیامک کا اک پور ہوشنگ تھا — کہ سرتاپا ہوش و فرہنگ تھا
کیا شاہ نے اوسکو سردار فوج — روانہ ہوا پھر وہ مانند موج
کیومرث کے ساتھ سب جام و دد — روانہ ہوئے دان سے پھر مدد
پئے رزم شاہ ہنشہ نامدار — وہ لایا ست لشکر دیو سار
زبس گرم کین ہر دلاور ہوا — تو مغلوب دیوؤں کا لشکر ہوا
ہزاروں ہوئے کشتہ و خستہ بیس — ہی جنگ کی پھر چمن میں ہوس
غرض دیو اور بچہ دیو بھی — ہوئے قتل اوسکا لشکر سبھی
کیومرث شاہ جمشید خصال — جہانمیں رہا حکمراں بیس سال
وہ ہوشنگ فرمانروا کے جہان — کیا عدل و انصاف میں وہ نہار

کی آتش ہے نور انتہی تمام
کرے خلق آتش پرستی تمام

سوئے شہر لایا پدی آب جو
بآئین و تحسب و طرز نکو

نشان اوس نے دی رسم نامی علم
بجز میوہ غیر برگ شجر

جہان بین یہ آہن گری کا ہنر
سموار و سنجاب اور پوستین

جو عمر اوسکی آخر ہوئی اجلدان
کیا اوسنے ظاہر تہا پیشتر

در بیان احوال سلطنت طہمورث

وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند
جسے خلق عالم کہے دیوبند

تمنائے خاطر تہی مسبوط خلق
رعیت نوازاور تہا دادگر

کہ تدبیر ایسی کرو کوئی اب
جو ہفت اقلیم کے اوسکے زیر فرمان تہے

سیہ گوش اور یوز و شاہیں و باز
کہ ہو شفعت خلق کو روز و شب

شہ خلق پر ہو کا تہا اک زبیر
بعہد شہنشاہ گردن فراز

دین دیو و غیرت بین آئے تمام
خردمند دانا و درویش نصیر

جو سر کردہ دیو و دنی تہا فیوج کا
کیا عزم رزم شہ نکینام

ہم جنگجو ہر دو لشکر ہوئے
سوار اوس دیو سرکش کا نوام تہا

بک گرز تو تا سر کینہ خواہ
ہزاروں جدا سر سے واں سر ہوئے

سپہ انداز گہ سے جو وہ نخشاب
کہ گہلا دیں ہم ایک طرفہ نہر

اگر ہووے بیخبشی اے تاجور
وہ حرفوں کا پہنا تا یا دیں

سپہ تہا جو جمشید طہمورث کا
سپہ دار اقلیم فرماندہی

بیان احوال سلطنت جمشید

جہاندار جمشید عالی وقار
خداوندہ اوشہر دہ ہوشیار

ولیعہدی زور آفاق گیسے
ہلاک شاہ تہا اوسکا فرمان پذیر

بیان سے فزوں اوسکا جاہ و شم
سدا خلق پر اوسکا لطف و کرم

فن پانچہ بانی دکشکار
کیا شاہ جمشید نے آشکار

ہوا عہد میں اوسکے پیدا یہ سب
ہوئے اس جہانمیں ہویدا یہ سب

کیا شہ نے مردم کر سکن گزین
ہوا ہر کوئی ہر مکان میں مکین

کہ اب اس مکاں میں زراعت کرو
نہ بے شغل بے کار ہرگز رہو

جہاندار نے یہ آئین نیک
بجز میوہ غیر برگ شجر

سموار و سنجاب اور پوستین
کیے اوسنے پیدا برو بر زمین

چہل سال یا دو دو دانش رہا
جہاندار ہو شنگ فرمانروا

در بیان احوال سلطنت طہمورث

رعیت نواز اور تہا دادگر
ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان

جو تتمے عہد میں اوسکے دانشوران
نتہا کام خرد اور شام و سحر

سہ اوزن سے نکلا کنے شاہ جہان
یہ اوزن ہے شاہ جہان کہ پوشاک مردم کو کانی ہوئی

وہ سیکے شکار افگنی سر بسر
کہ پوشاک مردم کو کانی ہوئی

لے آیا حضور شہ نامجو
وہ سیکے شکار افگنی سر بسر

اوہر سے ہوا شاہ بہی کینہ خواہ
لے آیا حضور شہ نامجو

اوہر تہے دلیران گیہان خدیو
اوہر سے ہوا شاہ بہی کینہ خواہ

تو تو غوشاہ شہ قاتل ہوا
اوہر تہے دلیران گیہان خدیو

اوہر میں تمید کرلے گیا وہ خدیو
تو تو غوشاہ شہ قاتل ہوا

لگے کہنے دیوان آخونوارت
اوہر میں تمید کرلے گیا وہ خدیو

وہ لائے دوات و قلمدان کے پاس
لگے کہنے دیوان آخونوارت

رہے اسکے حکموم دیو و پری
وہ لائے دوات و قلمدان کے پاس

ہوا بعد اوسکے وہ فرمانروا
رہے اسکے حکموم دیو و پری

سپہ دار اقلیم فرماندہی
ہوا بعد اوسکے وہ فرمانروا

اور اقبال و دولت سے تہا ارجمند
سپہ دار اقلیم فرماندہی

فراست سے ہر پیشکار انمون
اور اقبال و دولت سے تہا ارجمند

زرہ جوشن و تیغ برگستوان
فراست سے ہر پیشکار انمون

سوا اوسکے جو انتہا آبدیدن
زرہ جوشن و تیغ برگستوان

دیا اور کیا حکم یہ بعد ازان
سوا اوسکے جو انتہا آبدیدن

کہ ہم طرز و نقشہ مکانات کا
دیا اور کیا حکم یہ بعد ازان

کہ ہر شخص کے ہر مکان
سزاوار ہر شخص کے ہر مکان

یہ دیو و دکو ارشاد پیروان کیا
کہ ہم طرز و نقشہ مکانات کا

سکھا دیوان مرزبان کو تمام | کہ کرنے لگیں سب عمارت کا کام | ہوا جبکہ حکم شہ نامدار | ہوئے دیو نیچے جن مشغول کار



وہ حمام اور قصر و دیوان و کاخ | بنائے گزیں و بلند و فراخ | بنائے کہ خشت اور سنگ سے
بہت دلکشا اور بہت استوار | سراپا بطافت سراپا بہار | بہر اک سخت شہ نے مرتب کیا
اور اوس سخت پر تخت بنا مدام | رہے تہا سدا خرم و شاد کام | کبھی حکم کرتا وہ یون دیو کو
غرض دیو دونے کے دوش پر کیے تخت | جہان چاہتا وہ شہ نیکبخت | بروئے ہوا تخت کو لے چلو
شہنشہ نے کشتی بھی تیار کی | محیط جہان مین یہ پہلے نہ تھی | تہا دلین اندیشہ تخت و توف
جب آیا بہ فیروز و مشہرت قرین | تب اک جشن ترتیب کرنا دہین | سواد سکاہی موجدہ شہ و اکرام
جن و انس و دیو و پری کو مدام | کیے بخشتا خسرو نیک نام | غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان
رہی خلق آسودہ و بے خطر | بہت خرم و شاد شام و سحر | رہا حکمران شاہ زیر فلک

نہ ستا کوئی سنجر ولوں دور مین
رہے مرگ بھی دور لوگون مین
جگذرے برس سات سو اسطرح

نوشہ سے ہوئی دور دانش وزور
ہوا شاہ کے دل مین پیدا غرور
کیا ہے بیان مین نے بان جسطرح

تو آیا وہ مین دل مین جمشید کے
کہ ہمسر ہون مین ماہ و خورشید کے
کہ جگہ وچشم ہے مرا اسقدر

اکابر جو تھے اوسکو کرکے طلب
یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب
برابر کوئی اپنے دیکھا نہین

خداوند اور گرگ افسر ہون مین
جہانداور وتخت وہ زیبہ ہون مین
کہ جسکا برابر مرے ہو وے جاہ

خورد وخواب وآرام اہل جہان
یہ جہت خاطر مردمان
جہان سے ہوا رنج بر خاستہ

جہان مین ہوا جسے پیدا سہر
نہین کوئی مجھسا نہ ہوگا مگر
مری ہی سیے ہے ہمہ ایک شے

کہ رسمے تو بخشندۂ داد گر
نشاط وخوشی نغمہ وجام مے
لگے کہنے دانشوران زمن

ہوا رخصت اوس سے بس اقبال وبخت
سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن
کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس

وہ فرمانبران شہ نامدار
دلے دلمین سمجھے یہ یزدان شناس
ہوئی فرو فرمان وہی اوسکی رد

نشستہ کے دلمین یہ آیا ہر اس
کوئی زندگو دیکھے ہمیشہ نہ زید
غرض اوسکے سر سے وہ دیہیم وتاج

لگی ہونے اوس شہ سے بیزار دل
خفا ہوکے شہ سے وہ دیہیم تاج
گرفتار رنج اتنی ہوا

دہن اور گرے اوسکے موتون سے بھر
یقین ہوگیا یہ کہ یزدان پاک
لگی اسکو بدبینی گھیرنے

دیا شاہ سے تخت شاہی ہوا
جہانداجمشید اسجام کار
وہ شاہانہ کروفر خاک مین پست ہم

بیان احوال سلطنت ضحاک تازی

طلا الوزش خاک مین پست جم

شہ عالمین حسنہ وخوبو اکرام
کہ تازیان مین وہ پیدا ہوا
ضحاک تازی سنہ سیصد پیر

رکھے تا سیصد برس تخت وکاخ
شہ وفرزان چار پایہ کاخ
ہزار ون برس تخت وگاہ ویش

جوان دولہ ومند اقتدار
رکھے اسپتا نبی سنہ وہ تین سو
سپہ ایک سنا اوسکا ضحاک نام

ہوا حاضر اک دن شیطان لعین
لقب اوس کی تھی تضیی کہین اون کو
حضور وسکے ابلیس راست گو

فتح سے سخن کہنی خالی سنا
سوا تھا ضحاک جو مقبل سے
وہ بد دن سے ناخرخداد

بیان کرکے لطیفہ لطف وخوشی
وہ بولا اے تاخرخداد
کہ گر عہد اور قول سے نہ تجھے

دیا اوسکو لفظا کا یہ جواب
یہ بھی کر کہ فرمان سے تیرے نو دہی
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار

یہ بندہ ہے زیبندہ تاج وسریر
یہ بندہ کیا چیز ہے تیرا پید
یہ سنکر ہوا وہ کواک اوسکے درد

نہ میزان دانش مین سنجیدہ ہے
رہ وین ودانش سے جو دور ہو

کہی شاہ ہرزہ دنے یہ بات جب
یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب

اگر اس کلم سے تو کرے درگذر
بہرے عہد سے اپنے اے نامور

رہے تیری گردن پہ سو گند بند
تو ہو خوار اور تجھکو پہونچے گزند

نہ خون بہے راہ سکو سنسو رہا
ولیکن وہ نا چار رہجبور تھا

یہ پوچھا کہ کس طرح کیجے ہلاک
بتا کوئی تدبیر جو خوف وباک

یہ کچھ کام مشکل نہین زنہار
کرون کشتہ نا وہ مگر ہے چاہین

شہ نامور نے کیا تب ادا
سکان ایک بیرون بلند سرا

عبادت کو جاتا تہا ہنگام شب
ستمگار ناپاک نے ایک چاہ

کیا یکبہ وہ دہین سر راہ شاہ
گرا شاہ آزاد اوس چاہ مین

گیا جب اوپر ہر کو تو ریزہ مین
گرا شاہ اور ہر تو ریزہ مین

وہ ضحاک بیرحم دبیداد گر
سر تخت بیٹہا بجائے پدر

ہوا قید ہستی سے دم مین رہا
ہوا یہ ہی تدبیر سے اب نشا

مبارک تجھے تخت وتاج وکلاہ
کہ صد شکر اے شاہ کشور کش

خداوند ہو تخت وسیم کا
تو ہو باد شہ ہفت اقلیم کا

علی تو کرے ہر شب و روز گر
یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ

میسر ہون اے باد شاہ جہان
خورش رنگ اور چرب میوہ دنان وان

کلید خورش خانہ ہر اوسکو ہی
پکانے لگا نغز وخوشتہ طعام

ملا جبکہ اوسکو تو شام وسحر
پکا ایک دن بیقیہ مرغ خوان

کبھی مرغ لاتا کبھی چارپا
زروئے طرب خبر اوسکی آ ان

کہ تہا خوشتہ و نغز تر یکو طعام
غرض دو سرے روز ہر شاد شاد

خورش لاو نگا اس سے کل نغز تر
وہ ضحاک نے جبکہ کیا یہ طعام

پکا لیگیا باد ل پر اسید
کیا عرض ابلیس نے ہر شتاب

جو کچھ چاہیئے مجھسے کر تو طلب
یہ رتبہ نہین گرچہ ہر اوسے

کہ دون ایک بوسہ سر کتف شاہ
یہ ضحاک بولا کہ اے شیخو

مجھے کامیابی ہو اصد طرب
یہ کیکر دئے کھول کتف اژدہا

کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند
دئے جبکہ بوسے سر کتف شاہ

تو شیطان ہے تو سپہ تو دئے
جہانداز ضحاک حیران ہوا

نظر سے وہ غایب ہوا نا بکار
پراس در رکا کچھ نہ پایا علاج

لگے کرنے تدبیر و تجویز سب
وہ آکر حضور شہ نامدار

بنکل طبیان ہو پیدا ہوا
تری زندگی اب تو دشوار ہے

نہین دفع ہونی یہ ہرگز بلا
تری زندگی سے نا چار ہے

بہرے عہد سے اپنے اے نامور
ولیکن وہ نا چار رہجبور تھا

یہ کچھ کام مشکل نہین زنہار
شہ نامور نے کیا تب ادا

کیا یکبہ وہ دہین سر راہ شاہ
گرا شاہ آزاد اوس چاہ مین

گیا جب اوپر ہر کو تو ریزہ مین
گرا شاہ اور ہر تو ریزہ مین

وہ ضحاک بیرحم دبیداد گر
سر تخت بیٹہا بجائے پدر

ہوا قید ہستی سے دم مین رہا
ہوا یہ ہی تدبیر سے اب نشا

مبارک تجھے تخت وتاج وکلاہ
کہ صد شکر اے شاہ کشور کش

خداوند ہو تخت وسیم کا
تو ہو باد شہ ہفت اقلیم کا

علی تو کرے ہر شب و روز گر
یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ

میسر ہون اے باد شاہ جہان
خورش رنگ اور چرب میوہ دنان وان

کلید خورش خانہ ہر اوسکو ہی
پکانے لگا نغز وخوشتہ طعام

ملا جبکہ اوسکو تو شام وسحر
پکا ایک دن بیقیہ مرغ خوان

کبھی مرغ لاتا کبھی چارپا
زروئے طرب خبر اوسکی آ ان

کہ تہا خوشتہ و نغز تر یکو طعام
غرض دو سرے روز ہر شاد شاد

خورش لاو نگا اس سے کل نغز تر
وہ ضحاک نے جبکہ کیا یہ طعام

پکا لیگیا باد ل پر اسید
کیا عرض ابلیس نے ہر شتاب

جو کچھ چاہیئے مجھسے کر تو طلب
یہ رتبہ نہین گرچہ ہر اوسے

کہ دون ایک بوسہ سر کتف شاہ
یہ ضحاک بولا کہ اے شیخو

مجھے کامیابی ہو اصد طرب
یہ کیکر دئے کھول کتف اژدہا

کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند
دئے جبکہ بوسے سر کتف شاہ

تو شیطان ہے تو سپہ تو دئے
جہانداز ضحاک حیران ہوا

نظر سے وہ غایب ہوا نا بکار
پراس در رکا کچھ نہ پایا علاج

لگے کرنے تدبیر و تجویز سب
وہ آکر حضور شہ نامدار

بنکل طبیان ہو پیدا ہوا
تری زندگی اب تو دشوار ہے

نہین دفع ہونی یہ ہرگز بلا
تری زندگی سے نا چار ہے

ہوا سے مشاک اندر کمین ہم — ہمارے سخن را بود داوری تاب — بگوئے نگاہے بر و رد نیاز — کہ اے مرد خود زندہ تا جاودان
کسے را سے چارہ سازی نو کر — شنیدی سے عاجز نوازی تو کر — کریما خطا نیب بیت بکسار — تو ہو لا وہ سپہ بین کہ ہستی غفار
نہ بین اس سے چارہ کوئی او فغر — کہ سائین کو در کار ہی کا تو فغر — نہی جان کو بیہ رہیچ گنجد — رہے سپہ نو امید و رد نہ شد
بتایا جو ابلیس نے چال — نگاہ کرنے والے ہند اختلاج

آمدن سلطنت ایران بیہ شہ مشاک

و آوارہ شدن جمشید و رسیدن تہماورث بابلستان بلباس دیگر و شناختن او را

و فقر و ال بابلستان و عقد بستن بالو

کہ تہر ملک و کشور مین ہو پنچی خبر — ہیبت ہوئی خلق کی دہر مین — کہ مشاک نے ہند کی ہے سفر
رکھے ہے دو مار سیہ اپنے پاس — ہوئے ہوش مشاک حاضر سبھی — بندگان ایران کے ہمیشہ سے
بیان کر کے احوال ایران تمام — اگر فوج سرکار جاوے ادہر — بیان کر کے احوال ایران تمام
یہ لشکر و ہن لشکر بیکران — وہ جمشید بھی آمقابل ہوا — یہ لشکر و ہن لشکر بیکران
شکست او نے کھائی ہنگام جنگ — جو اقبال اور بخت برہم ہوا — شکست او نے کھائی ہنگام جنگ
رہا کوئی بھی سپہ مین ہمراہ جسم — ہوا شاہ مشاک ایران کا شاہ — رہا کوئی بھی سپہ مین ہمراہ جسم
کئے لوگ مشاک نے سپہ روان — اوسے قید کر کے بیان لا ؤ تم — کئے لوگ مشاک نے سپہ روان
کردن سپہ ہر اک کا مین تیہ فزون — ہر اک طرف کے سپہ طرفدار کو — کردن سپہ ہر اک کا مین تیہ فزون
کہ لاوے اوسے جو گرفتار کر — بڑا رتبہ او سکا ہو سیر حضور — کہ لاوے اوسے جو گرفتار کر
سمندیدۂ چرخ پر فتنہ جسم — جو کوئی آدمی دکھ آوارہ تہا — سمندیدۂ چرخ پر فتنہ جسم
ہر اک سے چہپا تا تہا وہ آپ کو — پہی دار مردم سے پوشیدہ تہا — ہر اک سے چہپا تا تہا وہ آپ کو
غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم — سپہدار او رنگ زابل کا شاہ — غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
سو دہر سے حسن مین خوب تہی — وہ لاڈ لا دلدار محبوب تہی — سو دہر سے حسن مین خوب تہی
وہ ابرو تہے یا تیغ بران تہے — وہ خنجر نگان نہ تہے بلکہ پیکان تہے — وہ ابرو تہے یا تیغ بران تہے
وہ قامت کمون یا قہر کمون — قیامت سے بالا وہ قامت کمون — وہ قامت کمون یا قہر کمون
لبون سے جو کچہ او سکے ہو آشکار — وہ ہم میری سے منو زہنیا ر — لبون سے جو کچہ او سکے ہو آشکار
سو اخوی و حسن کے وہ مجسم — نہ مردون سے تہی کچہ جنگ مین کم — سو اخوی و حسن کے وہ مجسم
جو ہر پیش آجاتی کوئی جنگ — تو خنجر و اندر زیر سپر یہ نگ — جو ہر پیش آجاتی کوئی جنگ
بہر ہندیہ کی تہی وہ دستان — خود سند و دانشور و نکتہ دان — بہر ہندیہ کی تہی وہ دستان

ادھی رات میں جو شہ جم شاہ — سوا زابستان لایا پناہ — تو تعبیر سے اوسکی بدخواہ میں — شہ زابستان نے پائی ظفر
دلیر و ہنرمند صاحب جمال — جہان میں تھی وہ دولت بیمثال — بہت اوسکے شاہان باجگزار تھے — یہ تھا دل مجان خوبدار سے
دلے اب اوسکو خواہ سکے نکالتا — کبھی کوئی تیاوہ زنہار تھا — یہ بس عمر دانش نما باہمگر — کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھکر
دیکھے دل کی آرزو میں ہوس — خوشی سے وہ ہمبستر اوسکا ہو بس — کہ انجم شناس و خوبمند تھی — زن عاقل اک حامی بہت کی
سوا اوس دایہ نے ایکدن جسکو — کہا تھا کہ بدبخت فرخندہ خو — تو میں نے دیکھے جو طالع تو ہاں — مدا یون عیان ہم پہ ہے از نہان
کہ ہووے تجھے ہمنوا یہ شاہ جم — اور اوس سے ہو اک طفل فرخ شیم — بہت شاد ہوجا سے اے نیکفر
کہا تھا وہ دایہ نے جا کر شتاب — حضور شہنشاہ عالیجناب — کہا تھا باسکے اے نیکوزر
یہ مژدہ جو تو نے سنایا مجھے — تو راز نہان سب بتایا مجھے — نہ سنتا تھا خواہ مخواہ کا سخن
وہ جم غفلت کیش جو گیا — سر راہ اک باغ تھا شاہ کا — جو ذرات جم کی طبیعت تھی
یہ تھی آرزو دل شاہ جم — کہ اس باغ میں چلکے اکبار ہم — صبا کیطرح سیر کر آئیے
وہ لے جا چمن نے نجانے کہاں — وہ ناچار ٹہرو سرا رہگیا — وہ مہ ابر اوراق سے ہو نہاں
کہ ہو دور دل سے غبار الم — تو حیران ہوئی بس وہیں دیکھکر — کنیز اوس پیر و کی آئی وہاں
عیان کر تو مجھسے یہ راز نہان — بہت خشت و جاہ و ثروت عظیم — کہ خواہش بادہ ناب ہے
کہا یہ کہ اے بانوئی مہربان — ادھر باغ پر ہے اک آبا جوان — کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور
ادسے اور ہمگر نہیں کچھ ہوس — غلاموں کا اوسکے ہے اک کارواں — کہا اوسنے تو بس مر جا ہی شراب
کہ او سنے تو بس مر جا ہی شراب — وہ لے اوسکو پہنچا تو ہے اس شتاب — یہ کہکر وہ بھی ہوئی سرو دان
پرستار کے ساتھ ہی وہ جوان — یہ سمجھی نہیں وہ بت دلستان
کہ ایرانیوں میں سے ہے یہ جوان — اثر کر گیا عشق جمشید کا
گرفتار الفت ہوئی دلربا — تو شیدا ہی کیوں نہ اسپر ہو آکر — تو بیٹھا ہے اب کیوں زیر شجر
تجھے یاد ہے اے اری نیکخو — بس اب دیکھکر اس پرستار کو
اگر مجھکو ہے آرزوئے شراب — خیاس باغ میں ہیجوان آفتاب

کیا جب طلب سے جمشید کو
تو سو چار جمشید فرخندہ خو

جو جاؤں مین پیش بت نازنین
سبا وا بلا کوئی آوے میان

کیا جم نے جانے مین آخر خبر
ولیکن وہ بولی حذر کیجئے نکر

مین اوسکی ہون اک خور دسال
مین اوسکو کیونکر ہون خورد سال

رکھے جان سے ہے گرامی مجھے
بہت پاس خاطر ہے میرا اوسے

جسے چاہون اوسکو کرون مین طلب
کہ شاہ ہی ہے اور سرور و شہ

غرض شوق سے نیمان آفتاب
از عشق کا دل مین پیدا ہوا

اک اس وقت سے رشک شمس و قمر
اور اب اوسکو دیکھا تو شیدا ہوا

ہوئی شاہ و خرم بت نازنین
شہ جم کے رکھ ہاتھ مین ہاتھ

ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
خزان جم مین ہوئی اوسکے ساتھ

نہ جم کے پہ پاؤن ہے ہوسکتا ہے
ہوئین جم کے آگے وہ سجدہ کنان

کیا شیشہ و جام پر جان طلب
ہوا اور عیش و نشاط و طرب

جو حکم اوس پر جم نے یون کیا
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا

برسم شہان جو ہوا بادہ کش
یہ کہنے لگی جم مین وہ حور وش

کہا پھر جمشید سے اسجہان
رہ دور سے ہے تو آ یا بیان

لگی کہنے پھر یون وہ رشک مہ
تجھے خواہش بادہ ہے اسقدر

دیا شاہ جمشید نے جو جواب
کہ ہی بیشتر مجھکو میل شراب

عجب چیز ہی بادہ اے نازنین
کہ دل سے کرے دور کلفت و کین

کرے دم مین یہ دردون کو دبیر
پیئے جو کوئی کرے کار شیر

خورش کے مزہ کو زیادہ کرے
غم و دلکو بس دور بادہ کرے

زبس مجھکو تھی راہ کی ماندگی
تمنا ہوئی بادۂ ناب کی

کہ جمشید شاہ جہان ہے یہی
جہاندار شاہ و شہان ہے یہی

یکایک یہ خاطر مین گذرا کہ اب
شبیہ شہ جم کرون مین طلب

توانے مین گلشن کی دیوار پر
پڑی اوس پر چہرہ کی جو منظر

کوئی شوخ سے جیسے بید و رقم
ملاوے لب یار سے لب ہمیم

جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم

تو فرمائے انمین سے اک دم مجھے
کہ یون بیٹھ کر دیکھے کبوتر بہم

کہ زن پیشہ بستی کرے وقت کا
اگر مثل پیستی تو اب نازنیار

وہ دونون سے سرگرم راز و نیاز
طلب کرکے پھر وہین پیر و مکان

وہ بولا کہ اے نازنین
شہ جم سے

اگر لاکھ زن ہو شجاع و دلیر
کہ زن زن ہے آخر کو اور مرد مرد

وے ہمسری مرد سے کیا کرے
کرے ہمسری مگر تو بیجا کرے

نسو زر زمان پیش مردان مگرو

وہ بھی ہوئی بیدرد و نامہرباں کہ کسے مہر و وفا کہتے ہیں نہ جانے
یہ سنکر پریرو ہوئی غمگین عرق آلگا چہرے پر پسینہ ہوئی
گمان ہاتھ سے گئے جم کے کہنی کیا عذر بھی اور بہت عاجزی
تو پہلو جسے چاہے دل دیں کہ تو ہیں صدقے شوق جم بستر اپنا کروں
پریرو بھی اس رمز کو پاگئی یہ بات اوسکے جی میں سمانہیں آگئی
گمان سے ہوا تیر جسدم رہا گھڑی ماہ وسمبل ہوا زار و رنگ گیا
وہ پریرو ذہبی نازنین کی گمان کر زابل ہیں تھے جسقدر پہلوان
نگی جی میں کہنے کہ کیا احتیاج شبہ شہ جم کی دلکو نہیں آج
غرض قوت و زور جم دیکھکر ہوئی آخر میں خوان وہ رنگ قمر
مضو ہیں جم کے پیا پر شتاب پریچہر نے ایک جام شراب
کبوتر جو بیٹھا ہے پہلو تنکے نشانہ کروں تیر کاکر اوسے
مراوہ ہم آغوش ہو شوق سے کروں اوسکو ہمخوا ہیں دو دن سے
سمجھ یہ گیا شاہ جم بھی وہیں کہ سیری طلبگار ہے نازنیں
کہا اوسنے یہ باجرا اک قلم نگر کی دہیں دایہ نے سوے جم
جو دیکھا نہا طاق میں تیر و تواب ہوا آشکارا یا باطاف رب
نکر دیر ہو وصل سے کامیاب خوشی سے چھوا بستر اوسکی شتاب
سنا اوسنے دایہ سے جب یہ سخن ہوئی اور دیوانی وہ سیمتن
سودایہ سے بولی جو تو نے کہا زر و نے کرم را رست لا بے خدا
جو عورت سے جم کے مقابل ہوئی تو نہیں باعشرت خدمت دل ہوئی
تو اورنگ و سیم کو یاد کر دل پر الم سے کیا نالہ سر
پریرو نے دیکھا جو یہ حال جم تو پوچھا کہ کیوں تو نے کی چشم نم
یہ صحبت ہے دلچسپ بزم طرب یہ اسوقت گریہ کا کیا ہے سبب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گلعذار جو دنیا میں ہیں عاقل و ہوشیار
سخن چنیان کی جو میں نے نگاہ تو دیکھی شبیہ جم اسے نرنگ ماہ
نگار دنے جون ابر بے اختیار رہا کچھ نہ دلمیں شکیب و قرار

ہوا نے مرے گریہ تیز و کمان ہشو دیکھ یہ ابر نوا سے دلستان
وہ دلمیں انکو میں محبت ہوئی زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی
کہا پھر جم نے کہ اسے نیکخو کروں گر ہدف تیر کا ماہ کو
مراد اس سخن سے تھی وہ نرنگ شاہ کہ ہووے ہم آغوش جمشید شاہ
پیا جام پھر جم نے لعل رنگ کماں کھینچکر ایک مارا خدنگ
پھر اکدم میں بیٹھا وہ نر آنکر کہ بیٹھا ہوا تھا جہاں پیشتر
کوئی کھینچ سکتا تھا اوسکو نہیں وہ لے جم نے کھینچی تو وہ نازنیں
ہوا بس یقین یوں کہ جمشید ہے تہ ابر پوشیدہ خورشید ہے
طلبگار جم کی ہوئی دل میں بس ہوئی دل کی اوسکے جمیں ہوس
شہ جم سے پھر آپ لیکر کماں یہ کہنے لگی وہ بت دلستاں
نوچہر مروفرخ پیامل ہو دل علامات کا اوسکے سایل ہو دل
یہ اس گفتگو سے تھی اوسکی مراد کہ ہو وہ صفت جمشید فرخ نہاد
ہم گفتگو دان خوشی سے یہ تھی کہ دایہ بھی آپہنچی آوش کی
لیا جم کو پہچان اور یوں کہا کہ اے دختر مہوش طرفہ لقا
طلبگار تھی جسکی سو ہے یہی نہ جم شہ نہا مجو ہے یہی
وہ دختر کہ تھی عاشق روے یار رکھے تھی تمنائے بوس و کنار
اور اپنے ہوئی دلمیں خوش بیشتر کہ معشوق مطلب ہوا جلوہ گر
پھر اتنے میں ان جم کی آئی شبیہ وہ دایہ کو اوسنے دکھائی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے پھر دی شبیہ اور اوسنے وہ اپنی جو دیکھی شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پر شہریار ہوئی زار بھی نرگس شکبار
نگہ کرکے اب تو سوے پر نیان ہوا کہنے لگا یوں تو نالہ کنان
گیا کس طرف ہائے تیر اخیال مگر ہے کچھ تو نے پایا ملال
ستمدیدگاں کے وہ احوال پر غم و درد سے نالہ کرتے ہیں سر
مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم بزرگی و اورنگ تاج و علم
کیا جو چرخ نے تنگ ہائے کیا ظلم اس سفلہ پرور نے ہائے

کیا شاہ جمشید کو یوں تباہ
دیا تاج و تخت و کیا خاک کو

وہ دارا سے جسکی ہیں کنف پر
نہیں مال سے اور کے کچھ آگہی

کرا ہے وہ برگشتہ اختر کہاں
ہوا اور سکا جانے جو حال کیا

کہیں ہے اسیر بلائے برنگ
تباہ اس خت ایسے نہیں کیا

کہ ہے آپ جم برشہ ناجم
رہی نامہ اور وہ بت خاک پر

کہاں پر یہ خلوت نہیں تو ہی ہے جم
یہ کہتی ہے کیا پیکر پر بیان

سنہ جم یہ بولا کہ اے دوستان
مگر کوئی جنگل ہوتا نہیں

نمک بہت ناز نہیں نے کیا
وہ بولی کہ اے حضرت نامدار

کرنگا تو انکار گر لا کسے پر
تو مت جان مجھکو انجان آج

سہا نہ تو کرتا ہے اب بار بار
خبر دار ہے راز اخت سے یاں

ترے وصل کا مجھکو مژدہ دیا
یہ سنکر شب و روز و شام و سحر

تو تمکار ہی تضائے دیدار تھی
گر فتار غم ایک مدت سے ہوں

نہ آرام جان ہی نہ کچھ بیکلی تاب
کسیطرح تیری ملاقات ہو

غرض آ کر کار لایا وہ ہمسر
کسی طرح تیری ملاقات ہو

بہت شاہ سیرے ہوئے خواستگار
نہ اقبال میں نے کیا زینہار

تو جمشید سی دلارام و دلدار سے
پر بچھڑو ماہ رخسار سے

جدائی کے ہون وہ سے فقرار
خدا کیلئے مجھسے ہو ہمکنار

یہ کسکر لگی رونے بے اختیار
زبان پر یہ لائی کہ اے نامدار

یہ دل جیسے چند تے کرون ملکر جان
تو کر مجھسے راز نہفتہ عیان

کیا وہ خط نے جب بہت انکسار
یہ کہنے لگا بت شہ نامدار

مخالف مرا ایک تو بخت ہے
مراد و تمن وہ کہ بخت ہے

مجھے دوسرے تجھسے اندیشہ ہے
کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہے

یہ سنکر لگی کہنے وہ گلعذار
کہ ہرزن نہیں بیوفا زینہار

کہ بدخواہ تیری سنون زینہار
دل جان سے تیری جنون ہون وہ نار

یہ جب وہ سیاح نے قول و قسم
تو امین ہوا بس وہین شاہ جم

جہان کیا کہ شاہ سخاک کو
نہیں ہے خبر شاہ جمشید کی

خدا جانے جیتا ہے یا مر گیا
یہ قصہ بیان جو جم نے کیا

کنیز و نکو کیسر کیا دان سے دور
کہا مین نہین جم وہ بجلی کا تان

مجھے جم جو کہی تو ہے جین
بہت کر کے پیر عجز اور انکسار

کہ تجکو لیا مین نے بچان پہ
یہ وہ جو ہوئی ہے بیان

کہ مجھسے خدا دے مجھی اک پسر
زہی شنفتہ ایک مدت سے ہون

خدا سے یہ خواہش تھی آٹھ جا مجھ
فقیت سمجھ تو مرے وصل کو

کہ تجھپر دل زار دیوانہ تھا
تو شوق سی کر ہم آغوش اب

نہین تو کرون اپنے سینے کو چاک
مقرر ہے تو جم مجھے ہے یقین

جو کچھ یہ استی ہے وہ ہی بات تو
مجھے راستی سے نکیون ہو حذر

خبر دار کو ہو پہنچے سباد اکہین
نہین ہے پسندیدہ عاقلان

قسم ہو مجھے اب تری جان کی
شکر خوف و اندیشہ سے نامور

کہا قصہ یہ جم نے اپنا تمام
کیا ظاہر آگے پریون کے نام

پریشہ کے ہاتھ میں جم کا ساغر
طرف تھے کہ کیقی نے ساغر

ہوئی ساغر جمشید کے جلوہ گر
کیا جا کے آرام تخت زر

ہوا ساغر نگارو کے پیوند جم
ادا کی جو رسم و دیں تھی

ہوا اتصال سہ و آفتاب
ہوئی شب کی تاریکی روشن

نشانہ یہ مٹیا خدنگ مراد
عجب تنگ کی تھی گھڑی تھی

بہت کم لگی آنے پیش یہ
کئی روز گذرے کہ وہ بیسر

رہے ہے ہم آغوش روز و شب
ہوئی اک جوان سے گرفتار اب

دگا کرنے اوس سے کہ ہو خشم
تو چین بر جبین ہو کے آرزوئے

لیا جانہ جیبائی چین
کیا چاک اب شرم کا پیرہن

سوا یا عمل چین بطرز نکو
وہ تھی حاملہ اوج نون گلبدن

کیا جنت وہ شاہ عالم پناہ
کہ جا ہے جسے اوس سے ہمخوابگی

شہا مین نے جو تجکو مژدہ دیا
رکھا مین نے ناموس یکسر نگاہ

ہوئی حاملہ اوس سے بیگمان
یہ وایے نے بھی عرض شہ سے کیا

مرے دل کو سرور و شادی کیا
شہ نجم بیان آگیا گمان

رہا نہ کرون سو کے خاک شاہ
یہ بولا کہ خوش تو نے مژدہ دیا

دُر و لعل بخشے زر سیم وے
مقرر اوسے باندھ کر جاگاہ

تو جو رہ قدمی کے وہ پے نصو
مجھے لطف سے اور انعام دے

دعا سا خدا دیکے ہے بیدار شاہ
یہ بولی کہ اے خسرو نامجو

ہمیشہ زر و سیم رہا نہین
جو لے اپنی کشور مین آرامگاہ

خداوند جان آفرین سے ڈر
سدا تخت و سیم رہا نہین

وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا
یہ بیچارے چہرہ بیداد کر

تو حرم اگر اوسکا باپ کو بس نہین
تو جمشید کو مجھسے مت کر جدا

کہ اس کام سے مین نے توبہ کی اوس
ہوئی بس لگی کرنے بے اختیار

زیادہ کرون عزو توقیر جاہ
مجھے تیری خاطر ہے عزیز

غم فکر کو کر رکھون قاب میں دور
نہ ہر گز گذرنے دونگا کسو کو پہونچنے دونگا

کہ اے بادشاہ ثریا جناب

ہوئی شاہ دوہ دختر دلستان — گئی پیش جمشید دہ بہن دوان — سنا سنا جو کچھ باپ سے سو کہا — دل شاہ کو مطمئن کر دیا
فروزان ہوا جیکو نور سحر — ہوا مہر خورشید جب جلوہ گر — گیا پیش جم شاہ ذابلستان — جبکا گر سر اپنا بہ زانو دہان
کہا یون کہ اے شاہ عالی تبار — نہو بدگمان مجھسے اب زینہار — یقین جان تو جبتک زندہ ہون — یہ دختر کنیز او ہین بندہ ہون
نہ دنیا کچھ اندیشہ کو دلمین راہ — کہ خدمتمین حاضر ہون تا دمِ گاہ — ولا سادہ و تنہا سنا سنا م دسحر — ولے دلمین جمشید کے تا خط
یہی قصد نہا یان سے نکل جائے — ملے جبکہ قابو نکل جائے

گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل مین جم — دلے دلکو تسلا دے کے آرام کم
رہی تا شبے روز انذیشہ مند — کہ پہنچے مبادا یہان کچھ گزند
کہ تجھکو پکڑ کر جلال تباہ — روانہ کرین سوے ضحاک شاہ
ہوا جب خبر دار ثبات سے — گزریان ہوا شاہ جم گھات سے
وہان سے سوے ہند راہی ہوا — بیابان و نور و دشاہی ہوا
وہ از بسکہ تنہا اپنجی سے تنگ — لگا بخت نا ساز سو کرنے جنگ
خراب اور آوارہ مجھکو کیا — ملا خاک مین تا نوے دیا
کہانتک پھرونگی تباہ و خراب — کہانتک رہونگی بون بن کے مہ رو
عدم سے نہ آتا مین ہستی مین کاش — نہو تا مجھے یہ غم جان خراش
اودسے آگیا خواب اور نا گہان — ہوا فتنہ خفتہ بیدار وان
غرض ایک ضحاک کا ایلچی — کہ ساتھ اوسکے تھوڑی سی تھی فوج بھی
شہ جم کو پہچان اوسنے لیا — گرفتار بس اوسکو وہین کیا
کسیکا نہین یہ جہان دو ستمدار — کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
کہ دولت بھی ہے آہ نا پایدار — نہ دنیا کوئی چیز ثبات و قرار
ہوا پھر گرفتار بخسیر و بند — اوسے چرخ گردان سے پھر پڑا کام
گیا جبکہ جم آگے ضحاک کے — پرستش تے ہاتھ دونون کیے
الم سے تمام اوسکا چہرہ تھا زرد — گرفتار خواری شاہ دہ نکرد
خوشی سے وہ ضحاک بیداد گر — ہوا خندہ زن حال یہ دیکھکر

وہ ولدار تہی را تندرا دے کے پا — وہ تسپر بھی تسا تسا ہر دم اودسا
کسی نے کہا اے شہ بینظیر — یہ چاہی جہان پاک کے زیر و زیر
نہین تو وہ لشکر اوسکو پھیر کر — کریگا تبہ ملک کو سر بسر
وہ نہاوند سے چلکر سوے چین گیا — ولیکن وہان بھی بہت کم رہا
جو گیسر اگیا راہ کے رنج سے — گیا بیٹھ سایہ مین اک نخل کے
کہ اے بخت کبوخت سیاہ روے — بہلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہے
ہوا یہ مخاطب بسوے فلک — کہ اے چرخ بیداد دیکھ تیرا ملک
یہ نا سازی بخت ہے سر بسر — کہ سر گشتہ ہونگین یون نام دسحر
یہ کرتا ہوا زاری و آہ جم — ہوا سے ادر اسو گیا اکیدم
اجل بھی کمین گاہ مین تھی کہین — سودہ آگئی اوسکے سر پر وہین
وہ تنہا سو کو خانمان چین سیر — کہین انقضا تا جو گذرا ادہر
بحال پریشان و بند گران — کیا سوئی ضحاک جم کو روان
عبث ہے جو دولت پہ بھولے کوئی — طرح محل کے شادی ہے پھولا کوئی
ذرا دیکھنا حال جمشید کا — کہ تہا چرخ چبکا تاج و کلاہ
خبر سنکے بولا ضحاک شاہ — کہان جم کو لاؤ بحال تباہ
فقط پاؤن مین کچھ نہ زنجیر تھی — نہ ہی تن پہ رسن اوسکی گردن مین تھی
اوٹھانا نہ تھا شرم سے سر ذرا — اور آنکھون سے تھا وسکی آنسو رواں
لگا کہنے ظالم جمشید سے — فرو تر قرار تبہ خورشید سے



بر اب اسطلع کیون ہوا خوار تو
خرابی مین کیون ہو گرفتار تو

کہان باد شاہی و تاج و علم
کہان لشکر و فوج و جاہ و حشم

جواب اوسکو جمشید نے یہ دیا
کہ مجھسے لیضیا جو بون پہر گیا

نہ مغرور دولت پہ ہو استقدر
ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر

کریگا فلک جبکہ خوار اسطرح
کہ دیکھے ہی تو مجھکو اب جسطرح

کرون یا قلم سر کو شمشیر سے
پر رون نہ تن کو یا تیر سے

یہ گفتار سنکے لگا کہنے جم
کہ مجھکو نہین اسقدر کچھ ستم

یہ منھ اسکے بہر کسی کو کہا
کہ ہیرو اسے ایک دھنگا ہوئے

بہر آرہ سے چیرا لوسے بدن کو ان
کہ ہیر تا رہے یہ یہ یل و نہار

نہ دور فلک کا ہی کچھ اعتبار
کہ دور فلک کا ہی یہ فرخ دون

ہوا کسلئے تجھے برگشتہ بخت
کہان ہے وہ تیرا اب دبدبہ و تخت

کہان ہے تیرا تاج و تخت و نگین
کہان وہ ترے رسم و آئین و کار

توجیسا ہی اس تختیاری پہ ناز
عجب ہے یہ تیرا تاجداری پہ ناز

تجھے بھی پیش آئیگا ایک روز
رہیگا نہ تیرا صدا نیک روز

لگا کہنے بہرون کہ بیداد گر
کہ کہینچون تجھے اسکمر کی دار پر

ذرا دیکھ کہ کیا ہے تری آرزو
وہ منظر رہے جو کہ میرے تو

قضا نے چلایا تو کیا خوب تیر
تو بسطرح چاہے مجھی کر ہلاک

وہ دو تختے لایا اور ایک آرہی
شہ جم کو تختے سے باندہا بھی

جہان سے عجب ہے اسید و فا
کہ بیمہر ہے اور سراپا خطا

جو ہوا جمشید اسپر یہ فرخ دون
کہے آفرین کار یون سرنگون

ہر اکرم ہے ہو جہاں پاک تر
جب اوس نازنین کو یہ پہونچی خبر
اوسے کام شاہ اشکبار کے ساتھ
اوہ ضایابت اوسی پہ اوہ ہر
کیے خلق تھی ایک کو شہر ناز

سدا گوش زد ہی یہ آواز مرگ
تو بیخ وال سے ہوتی تو مگر
سدا شغل تہا آہ و زاری کے ساتھ
ہر آخر کو وہ مر گئی کہا کے ہر
اوہ اس سرخ سر کا تہا نام ارقواد

خبر یہ گئی سو نے راجہ تان
نہ آنکو نہین خواب یہ سہ نہ دکہ زار
تہی اوشاہ دختر خواب سے
وہ ہنسیہ تین شاہ جم کی کمین
اونہین شاہ ضحاک نے زطلب

ہوا قتل جمشید شاہ جہان
گئی برس بیتیاب پیل و نہار
وہ بیگانہ تہی جہاں ناب سے
اونہین لوگ لائے پکڑ کر تین
رکہا اپنے گرز ین ملک و طرف

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس انقتل جم
وہ مرد جوان کو وہ خونخوار بیباک
غرض شہر کو اوسنے کیسکر تمام
یہ دیکہا کہ پیتا ہے تین گرد
وہ گرد و دلاور کہ تہا نوجوان
شگوفے ہاتھون کو باندہا تہا
ہوا اور یکسر خواب وہ ہولناک
ہوئے دو مرین بیدار دل جم
فغان خواب مین کیون کیا اسقدر
مری زندگانی سے ہوا امید
تو اخترشناس آکے حاضر ہوین یان
سنی داستان خواب کی یکقلم
زوال اوسکی دولت کا پہنچا یقین
یہ اندیشہ تہا گر کہین رات اب
ویا تین دن تک ہر گز خواب
کہ اے شاہ اقبال راہی ہوا
فریدون کوئی شخص ہوگا شاہ
کہین ہوویگی گاؤ پرمایہ ایک

جہان مین لگا کرنے جور و ستم
طلب کر کے ہر روز کرتا ہلاک
کہلاتا وہ سانپون کو ہر صبح و شام
اور اوڈہین سے وہ مین کلان ایک خرد
سواسو سنے دہین ایک گرز گران
رسن ڈال گردن مین کینچا شتاب
ہوا اول کو اندیشہ خوف ہلاک
دل اوسکا ہوا ہول سے پر الم
لگے کانپنے جس سے دیوار و در
شہا جو حق سے ہوا امید
کرین اوسکی تعبیر یکسر بیان
گئے ہوش اوسکے ہوا گیا سند و دم
ہوئی اوسکے دیدہ ولی اضطراب
نہ ہووے شہ ناموربر یہ غضب
بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب
سہی تخت و اب تخت شاہی ہوا
بعد شوکت و حشمت و فر و جاہ
سو پاویگی اوسکو آئین نیک

لگے قتل اور گاہ غارتگری
وہ ہونے غریب اور بار جہند
لگا کرنے بیداد وہ بیحساب
کیا حملہ تینون نے ضحاک پر
جہار اسر شاہ ضحاک پر
اوسے لیگئے کینچ بالائے کوہ
کیا سخت اوسکو زبون و ستوہ
کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان
یہ فرماوگیا فتنہ برپا ہوا
سنو تم تو تکیسر پریشان ہو جان
یہ شہر اگر ہو وہ گر صبح شب
نہ حاضر ہو سب بدن وان شتاب
ہوا تخت برگشتہ ضحاک کا
زنہار اوسکے بیجا ہوش تھے
نہ کہتے تھے کچہ اسلئے ہوشمند
تو تا چار یون ہو بدان نے کہا
ہوا تو گر فتار رنج و ملال
وہ فرمانروائے جہان ہوویگا
کہ آثار اوسکے ہویدا نہین

گذشتہ نے پوچھا یہ کیسی ہے بات
سرے سر یہ ماجرا سبھی گزرا ان
لگے کہنے یوں عاقل ہوشیار

وہ مارا گیا اک گزندہ گاؤ سر
گرا گیا تجھے یاں سے آکے بدر
یہ پوچھا پھر اوسنے کہ ظاہر کرو

دیا مجھ سے کہا شاہ بخوت ہلاک
گرا گیا پدر کو تو اوسکے ہلاک
غرض تجھ سے چاہا گا خون پدر

سنی شاہ نے جب یہ تعبیر خواب
ہوا دور و دھم سے وہ بھیر و سراب
فریدون کر تجھ سے قتل وہ آن کر

جو ہوش و حواس اوسکے آ میں بجا
تو پھر تخت پر پاؤں اوسنے رکھا
گرا گیا تجھے جان سے آ زرد

نشان فریدون کی تھی جستجو
لگے ہاتھ دوشن یہ تھی آرزو
زمین پر گرا بروبن تخت سے

کیا حکم یوں شاہ ضحاک نے
وہ سب کو فرمان یہ ناپاک نے
شب و روز بیتاب رہنے لگا

داستان تولد شدن فریدون

سنا دوں فریدون کی اب داستان
خردمند اور نیک فرجام تھا
کہ زر پدر شاہ فرخ نہاد

ملک زادہ اک آبتین نام تھا
پدر بر پدر شاہ فرخ نہاد
کہ زر جاں سے نکلے تھا یا تھتین

گرامی تبار و خجستہ نژاد
ہمیشہ تھا ایرانیوں سگن گزین
یہی جی میں تھا خوف شام و سحر

کہ ضحاک ناپاک کے مرد ماں
تو بیجا نے اوسکو گرفتار کر
دل و سکا شب و روز تھا بیقرار

رہے تھا وہ پوشیدہ گھر میں مدام
اور اوسکی تھی اک خجستہ سیم فام
ہوئی وہ زن سرو شں بارور

اور اوسکا تھی اک خجستہ سیم نام
کہ زر نگ اوسکا تھا نازنیں نام تھا
ہوا اوس سے پیدا اک فرزند ارجمند

جبیں سے عیاں اوسکی شان یہی
منور تھا مانند فرشا نہشی
اوسے دیکھکر دل ہوا شاد کام

ہر اوس آتشیں بخت میں یہ کہا
کہ دل سے مٹے بیٹے تنگ آگیا
وہاں چلکے کیجے در اگیر و شت

یہ کہکر وہ من سوئے صحرا گیا
لگا پھرنے اور سیر کرنے لگا
جو پہونچے تو پہنچا نکر بس اوسے

گرفتار کر کے بحال تباہ
دہن بیگے پیش ضحاک شاہ
کیا قتل آخر اوسے شاہ نے

فریدون کی جبکو یہ سخی خبر
تو اندیشہ دل میں موجیں تھا زن
کیا یہ ستم ہائے ناپاک نے

وہاں سے شتابی سے وہ نکلی
فریدون کو لیکر نکل وہ گئی
کہ رہتی جہاں تھی وہ عابد نہار

وہاں کا نگہباں تھا خوش نشاں
اور اگ گا و پر شیر بہی کو پاس
وہ پہونچی وہاں با دل سوگوار

غرض نا لگ گا نے زود تر
پلایا فریدوں کو شیر اسقدر
غرض پینکو شیر تو سکا بیخلف تھا

وہاں ایک شب وہ زن نیکذات
رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات
نہ خواہش رہی شیر کی زنہار

مری اور اس طفل کی جان لے
تو سو اس یہ آگیا ناگہان
کہ چلے کہیں اور رہنے یہاں

نہ زندہ رہے شیر خونخوار
وہ سکن جو گمگین رہی تھی مدام
ہوا شیر تا خنک اوس کا نام

گئی پھر کر اوس نگہباں کے پاس
وہ طفل اندنوں دو مہینے کا تھا
شب و روز سوچ اوسکو جینے کا تھا

بجوں کر وہ بن یہ قصہ بیان
لگی رہنے وہاں جا بے اختیار
کیا اوسکے آگے بہت انکسار

یہ کہنے لگی ایک بخت ہون
ترے پاس اب جو رجال ہون
قبول اوس جوانمرد نے سب کیا
روان ہوگئے البرز کوہ کو
اوسے جانتا تھا بجائے پسر
گئے جب گذر الغرض تین سال
ہوئی کوہ البرز سے وہ روان
کہ البرز میں یا شکیبا ہون آپ
یہ سنکر تو دیرانے میں طفل کو
خدا کیطرف سے ہوئی رہبری
ہوئی شاہ ضحاک کو جب خبر
نگہبان کو اور گاؤ کو کر ہلاک
نشان کچھ بنایا فریدون کا جب
کہ آنے سے ضحاک کے پیشتر
فریدون کو وہ لیگئی اوسکے پاس
سر مجمر سے پھر فریدون کا سر
جو کچھ قوت اوسکو پہنچا بہم
خداوند روئے زمین ہوویگا
کریگا یہی قتل ضحاک کو
کہ بخواہ سے تخت و پہیم لے
فریدون نے صحرا میں سکن کیا
کیا شاہ ضحاک نے کیون ہلاک
کیا سوئے ضحاک بیدادگر
تو بیکس ہے کچھ اوسکے ہمسر نہین
ذرا صبر کر تو بالطاف رب

یہ بچہ ہے بیچارہ و بے پدر
اوسی گاؤ پایہ کا دیکھو نشیر
ہوئی دان سے رخصت اوسکو سونپکر
یہان تک اوسے گاؤ پایہ کا
وہ معروف تھا پر ورش مین تمام
سو مغز اب ذرا جایئے
کیا اوسنے آکر کے ایرج پہ سیر
وہ بولا کہ ہے یہ اسی خود سر
وہ کہنے لگی یون کہ پھر دیکھ
یہ کہکر اوسے لیگئی اس مکان
یہ سنکر تمگار رہ بدر روزگار
گیا پھر وہ ظالم تشابی وہان
بداندیش تھا گرچہ ضحاک شاہ
سر کوہ اک مرد درویش تھا
یہ بچہ ترا بندہ ہے اور غلام
کیا عجز نان نے فریدون کی جب
لگا کہنے درویش پھر اکر وزہ
یہ چنیگا ضحاک کا تخت و تاج
زن خوش سیر بھی یہ بولی ہین
بہا الغرض شانزدہ سالہ جب
یہ پوچھا کہ اے مادر مہربان
وہ قصہ سنا جو کیا اوس نے کب
وہ بولی کہ ضحاک سے بادشاہ
نصیبون مین ہی تیرے شاہی اگر
کرے شاہ دفع اگر اسی تجھے

تو کر پرورش اوسکی تمام و سحر
کہ پرورندہ ہو کو دلک دلپذیر
نہ یکبار ذرا اوسنے پھر کر اودھر
فریدون پہ کرتا تھا شفقت بڑی
وہان سے فریدون کو لے آئے
مجھے دے مرا کو دلک دلپذیر
اسے ہوویگی ان ادب کا کمال
مری دیکھ بھال گذرا ہی وہ سوا اس یک
جہان اسکا البرز میں ہے مکان
وہ کین سے آیا سوئے مرغزار
فریدون کے رہنے کا تھا جو مکان
دے تھا فریدون پہ فضل الٰہ
کہ رد شمع مہر و صفا کیش تھا
کرم کی نظر کہ تو اوسپر مدام
اوسے رحم آیا فریدون پہ جب
کہ یہ طفل فرخندہ و نیک روز
شہان جہان سے یہ لیگا خراج
کہ ہے طور سے اوسکے جھلکو یقین
سر کوہ البرز سے آکے تب
ہمارے پدر کو تہ آسمان
یہ سنکر فریدون ہوا پر غضب
رکھے ہووے ساتھ اپنی گنج و سپاہ
تو کیا اضطراب اسقدر آپکو
میسر ہو سب تا شہی تجھے

فریدون بیکر سوختہ کین — یہ باسنج دیا اپنی مان کو جہین — خدا نے کیا ہی مجھے بھی دلیر — اکیلا لڑونگا مین مانند شیر
مدد گار میرا ہے پروردگار — نہین خوف ضحاک سے زینہار — کرون ایکدم مین اسکے دو ٹوک — زر تاج داو ر تخت چین و توک
وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہے — پسندیدہ تیری نہ گفتار ہے — نجے قوت فرور آسمان کمان — کہ ہو ہم نبرد اوس سے تو بجو ان
یگانہ دستانہ بہتر نہین — اگر ہو نہ یاد اوسمین کہین — رکھے حق سد انجمکو آباد و شاد
سنو آگے احوال اب کادہ کا — نفیعت مری اسپر رکھو نیاد — کہ کیا اوسنے کار نمایان کیا

منحرف گشتن کادہ آہنگر از ضحاک و

انبوہی بسیار فراہم آوردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بد روزگار — فریدون کی جانب سے بیمار — رکھے دلمین تہا یم خوف دہرہاں — بجالتھے نہ کچھ اوسکے خوش و خواں
بہت مردم آزاری اوسنے کی جو کی — تو ضحاک سے خلق آزردہ تہی — یہ اوسکی شب و روز زیتی آرزو — کہ کیا رب فریدون شہ نامجو
کرے آکے ضحاک کا سر جدا — خداوند ہو تاج و اورنگ کا — سلاسل فریدون سے تہا اوسکو کام — نوض منظور تھے یہ ہم
کہین ایکدم ظالم کینہ جو — طلب کر بزرگان اقلیم کو — یہ بولا مراد و تمسن جان و مال — جہانمین ہمارا کوئی خم و سال
دل اوسکی طرف سے جو ہے درد مند — شب و روز رہتا ہے بیم و گزند — سمجھے یاد ہی قول مردان پیر — بچے سمجھے نہ دشمن کو ہرگز حقیر
خبر جبکو یہ پہنچی ہے آکر یہان — کہ اب وہ گیا سوئے ہندوستان — اگرچہ ابھی سال مین خرد ہے — ولیکن بڑی پیری مین اک گرد ہے
خرد مند مثل بزرگان ہے وہ — ولاور یسان و بہتر ان سے وہ — یہ ہے عزم میرا کہ اے مردمان — پرسی دیو مردم سے فوج گران
فراہم کرون اور جاؤن اودہر — شتاب اوسکو لاؤن گرفتار کر — سفر مجھکو درپیش ہی دور کا — یہ خرد و کلان سے مہین مین چاہتا
کہ ایکدم بلیدار مضمر کرین — گواہی دو مہر اپنی اوسپر کرین — یہ مضمون ہو مہر قوم اوسمین تمام — کہ ضحاک ہے خسرو نیک نام
نہین کار اوسکو بجز عدل و داد — جہان اوسکے لطف سے کہ سبز و شاد — نہ خلق یہ سنکے گفتار ہے
خط اوسکو قہا اوس ستمگار کا — سبہون نے یہ ناچار مضمر کیا — ہر اک شخص کی پہر گواہی ہوئی
ولیکن جو کادہ تہا آہنگر ایک — دلیر خرد مند تہا مرد نیک — کہین نسب اوسکے تہی فرزندگی
کہ کادہ کے فرزند کو قتل کر — کہلا دیجئے سانپون کو مغز سر — وہ کادہ ہوا آنکر داد خواہ
کہ اے شاہ سن میری فریاد کو — ذرا کام فرما نہ بیداد کو — تو ہے اژدہا پیکر و بیلتن
دلے کسلئے ہیچ سختی و جور — ذرا کیجئے اپنے دلمین تو غور — کہ یہی ہے انصاف کوئی بہلا
کرے میرے فرزندکو یونہی خاک — نہ آوے تری دلمین کبہی یہ ترس و باک — پہر اپنی بھلائی کا مضمون لکھے
یہ گفتار سنکے وہ حیران ہوا — ہراسان ہوا دلمین ترسان ہوا — تو اوسنے اوسکا بٹا جواب کیا
لگا کہنے کادہ سے وہ تاجور — کہ اب مہر جلد اپنی مضمر پہ کر — ہوا تب خروشان و نعرہ زنان
پڑہا جبکہ کادہ نے مضمر وہان — لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ
جہاندار سالار شاہ زمن — کہے نام تو داد و بیداد کا
نکوئی کا مضمون سر اسر لکھے — اوسے اوسکا بیٹا حوالے کیا

بزرگان و نعیم سے یوں کہا
کہ اے مردان تم نے یکیا کیا
کہ ضحاک ہرگز نہ کار آگہو
غرض جو کہ وہ زر کما سے نہ
کہے اور بھی کچھ سخنہا درشت
حضور خداوند دیہیم و تخت
ہوئے آخرین خواندہ سب شاہ کو
یہ کہنے لگے اے شہ نامجو
حضور خداوند دیہیم و تخت
زبان پر وہ لا سکتے خاکین
شقاوت سے لی اب رہ انحراف
کیا یاں سے بس ہو وہ برخلاف
نہ فرمانبری کی جو گمراہ نے
تو پھر کیوں تحمل کیا شاہ نے
کیا آنکے کاوہ نے جب خروش
تو یکبارگی اور گئی سر کے ہوش
خدا نے جو چاہا سو یار و کیا
اور اگے کرے گا جو کچھ چاہیگا
طلب کرکے پھر جرم آہنگران
یہ کہتا تھا ہر بار کرکے خروش
گری چاکری پیر ضحاک کی
یہ کاوہ تھا بابل کے اگے روان
سبک کاوہ انبوہ پیر و جوان
وہ پہونچے وہاں تا فریدون جہان
ترے یار دولت مددگار بخت
کہ تائید غیبی ہوئی ہمرکاب

خطر سے شہ دہ چہرہ کے آب
یہ کہکر شتابی سے بخوف و تاب
پھر اوس انجمن سے روان اٹھ گیا
ہوا کاوہ گستاخ و بے ادب
رہ کینہ سے چاک محضر کیا
مگر دو سند از سر بدون ہوا
دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب
لگا پیٹنے اپنے سر کو وہ بیحد
گیا جبکہ وہ کاوہ کینہ خواہ
علم ہاتھ میں لے کے وہ نامور
فریدون کا ہو جبکے دامن خیال
ہوئے جمع واں شہر کی دشتری
کہاں ہے فریدون یہ تو نے کہا
جو کاوہ حضور فریدون گیا
تو ضحاک کا چلکے دیہیم لے
کیا شکر لطف جہان آفرین

گر فتار عصیاں ہوئے ہم بہائے سب
کیا اوسنے یکدست محضر کو چاک
کاوہ کا سکاوہ مٹنا ہی ہمرہ گیا
حق نعمت نہ گیا ہمول سب
اطاعت سے بیحد وہ یوں سر کیا
کہ دشمن ترا نہ بگردون ہوا
تحمل کا مجھنے نہ پوچھ جواب
بس اک خوف آتا ہے مر دیکھکر
ذرا ہم ہوئی پاس اوسکے سپاہ
روانہ ہوا وان سے بیحد بشیتر
سو آدی یہاں وہ نامور منتخل
ہوا ہمرہ فرزون رتبہ سروری
مگر سر اوٹھائے وہ بیحد چلے
ادب سے جھکا اپنے سر کو دیا
جہاندار ہو ہفت اقلیم لے
بجا سجدہ شکر لایا وہیں

رفتن فریدون بمعیت کاوہ بارادہ جنگ ضحاک و نشستن بر تخت شاہی و تسخیر ملک تبائید خدا

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم
علم پر جو بھا چرم آہنگران
وہ یکدست تہا سرخ و زرد و بنفش
کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان
شہان کیان نے بصد فرخی
گیا پاس مان کے یہ اوسنے کہا
وہ جاہ و حشم و یکہ شاہان ہوئی

سپاہ قراوان تاج و سلم
کیا زر دیبائے رومی نہان
رکہا نام پہر کاویانی درفش
تو پہنے سنگا چرم آہنگران
یہ رسم و رہ و نیک جاری کہی
کہ کہتا ہو کین فریدون کا
ولیکن جدائی سے گریان ہوئی

ہوا خوش فریدون فرخ سیر
بنی پیکر گوہر بن او سپہ ایک
علم کی جو اسطرح زر بفت ہوئی
بنا کر علم اوسکو یزدان کرے
کیا پہر فریدون نے یہ عزم جزم
دعا کرتو اے مادر مہربان
دعا دیکے پہر رخصت اوسکو کیا

کیا تاج شاہنشہی زیب سر
بہت نادر و فتنہ و دلپذیر و نیک
ہمیشہ کہ سیر رسم قائم ہوئی
مزین بدیبا و گوہر کرے
کہ ضحاک سے کیجو اچھے رزم
کہ ہم بین ظفر یاب جاکر وہان
اور اوسدم خدا سے یہ کی التجا

کہ سونپا تجھے یارب اپنا پسر
نگہدار رہنا تو تا نام و سحر

روانہ ہوا پھر وہ عالیجناب
ہوا کا وہ رتھ گرد لے پھر گلاب

فریدون کے تئیں دودھ اور زر دیا
ولیکن وہ تھے کینہ ور نسل اگ

فریدون نے ساتھ اپنے انکو لیا
دغا ور عنایت سے نتاوان کیا

سپہر آہنگ اوس شاہ نے کر طلب
کیا حکم اسطرح اوسکو کہ اب

بنا دے تو اک گرزہ گاؤ سر
عجب کیا اوسنے بس زور ور

اور تا ناشب کوہ و صحرا جہان
سحرگاہ ہونا تھا واں سے روان

اسی طرح ہر روز رہتے رہ نورد
سر چرخ پہونچے تھی شک گرد

وہ پہونچے نکیسن اوسجگہ اکیبار
رہا شاہ تنہا وہاں وقت شب

فریدون کو الہام آوسدم ہوا
یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھ

اور امداد کی اوسنے واں سے طلب
فریدون کا دل جس سے خرم ہوا

سپہر اک شخص پیدا ہوا ناگہان
فریدون کو سکھلائی افسونگری

یہ بولا کہ اے لایق سروری



کہو اے دریں شکل جانشاد
یہ افسون تو پڑھنا وہاں یکبیک

کہ ہو جاوے آسان مشکل تمام
خوشی سے اوسوا ور خوشحال ہوئی

بن آوے نتا ہی سے حکایت کا کام
زیادہ فریدون کو ہمت ہوئی

یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
ہوا دل مین اپنے بہت شادشاد

ترقی یا اقبال تہماسٹاہ کا
ظہور اوسکی تہاد دولت وجاہ کا

لگے کہنے باہم کہ ہی یہ غضب
جو ہون اوسکے محکوم ہر روز و شب

کہا ایک نے ہے یہ تدبیر کامل
ہلاک فریدون ہی ہر حال

کرینگے ہلاک اوسکو تدبیر سے
بہانے سے حیلے سے تدبیر سے

گئے بڑھ دونون نشہ تخت کے
اوکہا ڈہین ایک سنگ گران

یکایک سنی اونی آواز سنگ
ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ

یہ غلطان ہوا پھر ذرا پشیر
یہ بولے کہ ہیکو تعجب ہے یہان

جہان آفرین نے زکاخ بلند
بلا کسطرح یان سے سنگ گران

نہ کچھ سنہ پہ اونکے کسار نہار
لیجا لائے لشکر لطف الٰہ

بیابان اور کوہ کی راہ سے
زیادہ کیا اونکا جاہ و وقار

گذر یان سے کشتی جودان کی طرف
سیاہ و خشم شوکت وجاہ سے

نہ ہرگز ذرا دلمین آیا خطر
ندی اور ہوا شہ ہان پر غضب

مکان وہ بنایا تہا صاحب کے لئے
گئے بحر خار سے سب اتر

طلسم ایک تہا وہ در دون مکان
کیا تہا بنا یا سکو ناپاک نے

نہایان ہوئی وہ بلائے عظیم
ہلاہائے و شوار تر تین جہان

کیا گرز سے اونکو دونون ہلاک
سیہ دیو اور اژدہائے عظیم

یہ کاوہ سے پوچہا کہ کسکا ہے تخت
پہر آگے گیا شاہ بیخوف و باک

بصد فرحی پہر شہ نامور
نگاہ کہنے یون کاوہ تیکبخت

کہ ضحاک بیداد گر ہے کہان
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر

ادہر پہر لیگیا لشکر بیکران
جو کچہ بیچکے معلوم ہو کر یہان

رہی فوج تو ڑی سی باقی وہان
زرہ پوش مردان جنگی یلان

سیا مال و زر لاد تو ڑا طلسم
طلسم و حرم خانہ کی پاسبان

گیا پہر شہنشاہ گیتی پناہ
نہ چہوڑا قرانہ نہ چہوڑا طلسم

بتان پر چہپر و سینبر
لیا کی شبستان ضحاک شاہ

ہوئین شادمان شاہ کو دیکہکر
بڑے بہائی دونون بیٹے جو کینہ ور

حسد لیگئے یہ چشم دیکہکر
فریدون کو بس قتل اب کیجئے

نہ تاخیر کو راہ یان دیجئے
دیا دوسرے نے یہ اوسکو جواب

نہین لازم اس کام مین اضطراب
کہین اکیدن بادل پر جفا

نہ دا من کو وسوتا وہتا
کہ نا رزیدہ رزیدہ ہو سر شاہ کا

ہوا بند وہ سنگ غلطان وہان
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے

تو ضایع فریدون ہی تو ابہی
کہ یکلم انکا ہی تہا بیگمان

دم صبح دان سے ہوا رہ نورد
فریدون کو کاوہ وہان لیگیا

رونہ ہوئی فوج بہی بعد ازان
ہوا سوئے بیت المقدس روان

فلک بہی ادسے دیکہ تہرا تہا
دلیری کو جسکے نہ پہونچے تہا شیر

کہ عاجز ہوے دیو اور اژدہا
سکل بیا توت دل و گہر

ولے اب فریدون فرخ گہر
اور اوس شخص سنتی مذہبون کیا

فریدون کی کرنے گیا جستجو
رکہا ہی یہان گنج و للہ گہر

بنصرف مین لایا وہ زرین سریر
کہ جسنے خدا وندی دولت کیا

فریدون شبستان مین داخل ہوا
ہوا قتل جو دان مقابل ہوا

کیا اون کے نونے ہکو رہا
یہ بولین کہ ہم تہے اسیر بلا

وہی خواہران جسم نامور — لگیں کہنے یوں چشم کو کر کے تر
اوٹھایا نہانے چہ رنج و عذاب — کہیں کیا وہ اکخاہ عالیجناب

کہ اک دیو پیکر کی صحبت میں تھے — گرفتار ہم اک بصیبت میں تھے
اودھر اوس سبز رو کا نہایم پیام — کہ آیا تو ہی وارث تاج و تخت

ہوا ہمپہ یارب خدا مہربان — کہ بھیجا بجاوہ خشم عجم کو یہاں
سہرے دن ہوا ہمپہ پروردگار بخت — یہی اپنے دل کی ہی اب آرزو

کہ بیشک جہاں ہے جہانجین ہو تو — یہ پوچھا فریدون نے اہی دارا
وہ بولی کہ تجھسے خفا اوسکو خطر — تجسس کی تیری گیا ہی اودھر

کہ شاید کہین ہاتھ آجاے تو — کہ ہندوستان کو سحر کرے
دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے — تجھے جسکے جادو دی پہونچے گزند

فسونساز و جادو و گرد و شیار — وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند
وہ اسے ہی پہونچا ہی اک سحکار — تو دایم جہانمین جہانبار ہو

بہم والے چاہتا ہی یہ عالم تمام — دعا ہی یہ ہر ایک کی صبح و شام
رہے تیرا اقبال تا دور قرن — نگہبان ہو تیرا جہان قرن

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ — نصیب شہنشاہ کیتی پناہ
سراپا گلستان ہوا وہ مکان — ہوا تازہ کیدست باغ جہان

ہوا ہمسر عرش و افلاک تخت — کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت
شبستان ہوا عشرت صد چمن — ہوئی رشک باغ ارم انجمن

ہوئین کامران وہ پری پیکران — کیا شاہ نے ملک تسخیر جب
ہوا کامیاب نشاط و طرب — ہوا رونق افزائی تخت کیان

بہم زیبی خسرو کامران — جو تھا کندر نامی اک پہلوان
طلسم و زر و مال کا پاسبان — گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر

فروزندہ خورشید بخت کیان — کہ شاہان شہ گرد گردن بلند
جوان دو دلیر و توی اژدہ بند — کسی طرف سے لاے فوج گران

وہان جاکے اوسنے کہی یہ خبر — بزرگ اور نمبر دہ پہلوان اک جرار سے
سوی شہر بند اوآئی دوان — تماہان ہی چہرہ سے فرکیان

خداوند و دولت ہی وہ نوجوان — رکھی ہے وہ پاس اپنے لشکر گران
وہ سر کردہ ہے لشکر و فوج کا — ترے دیو گردان خبگ آزما

جوان ہے جو دہ ہے جنگجو پہلوان — ہوا تیری حاصل شبستان مین
بجاوہ خشم اوسنے دان آنکر — دے اسنے پنہان کیا راز کو

جوان نے اوتہین قتل اوسکو کیا — نہین جاے اندیشہ کچھ زینہار
کیا زیر پا اپنے تیر اوہ بخت — رہا چاہے تنہا دمیل و نہار

نصف کیا تیرے ایوان مین — کہ تا کوئی لشکر مین میل نہو
سنگار سمجھا یہ سنکر خبر — کہ پہونچا فریدون کے آی دربار

کہ شاید کہین ہاتھ آجاے تو — کہ بیشک جہان ہے جہانجین ہو تو
یہ پوچھا فریدون نے آی دربار — تجسس کی تیری گیا ہی اودھر

کہ ہندوستان کو سحر کرے — دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے
تجھے جسکے جادو دی پہونچے گزند — وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند

فسونساز و جادو و گرد و شیار — نو دایم جہانمین جہانبار ہو
بہم والے چاہتا ہی یہ عالم تمام — دعا ہی یہ ہر ایک کی صبح و شام

رہے تیرا اقبال تا دور قرن — نگہبان ہو تیرا جہان قرن

یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے
تو کی خواہش مرگ ناپاک نے

تری بات کا کچھ نہیں اعتبار
ذرا بھی نہیں راستی زر نہیار

نہ اب ناظم شہر تجکو کروں
نہ خدمت تجھے کوئی زنہار دوں

تو ہرگز نہو بہرہ ور تخت سے
نہو کامران افسر و تخت سے

ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر
نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر

کیا حکم ضحاک نے یہ پرخون سب
کہ گردن رکھو اب سر راہ زمین

وہان شاہ ضحاک آیا دوان
فریدون شہ نامور شاہجان

طلبگار رعد فریدون تھی سب
کہ اوسکے ستم سے وہ پرخون تھی سب

دلیران و مردان و برنا و پیر
کہ تھے پہلوانی مین وہ بینظیر

وہ لشکر دون ہوگیا برخلاف
تو بیداد گر دلمین سمجھا یہ صاف

کیا مشورہ یہ دل مین دہمین
کہ تنہا سلح ہون اب بہرکین

ہوئی رات جسدم تو وہ بیحیا
ہوا غرق آہن مین سرتا بپا

کمند ایک لیکر گیا یہ دہمین
چڑھا بیسر بام کاخ برین

ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب
دل اوسکا ہوا گرم کین و غضب

بلندی سے بدخواہ آیا فرود
فریدون نے اوسکو جو دیکھا تو زود

وہ گرز اوسکے سر پر جو مارا شتاب
تو ضحاک کو سیر ہی کچھ نہ تاب

ملا دیجئے اسکو نہ خون و خاک
زمین تا کہ ناپاک سے ہووے پاک

اسے قید کر کوہ کے درمیان
رہے یہ گرفتار بند گران

کہین کوہ تھا اک دنا وند نام
وہان غار تھا اژدہا تھے تمام

بنا ہی اوسے سال گذرے ہزار
ہوا جلوہ اوسکے گرفتار و خوار

کہ نام نکوئی رہے یادگار
ہمیشہ نکو نام ہے برقرار

ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب
سعادت ہوئی شاہ کے ہمرکاب

شتابی سے حاضر ہوئے آفریں
حضور رشید اوادل و اوگزین

کیا شاہ نے اونپہ لطف و کرم
فزونتر کیا اوکا جاہ و حشم

نوازشگری شہ نے کی اختیار
کیا جعل اور داد سیل و نثار

لگا کہنے یون اوس سے اژدہا کہین
تو مارے خطر کے گریزان ہوا

کہ کچھ ہے اب یہ گمان خیز ترا
اوسے کند رو نے یہ پاسخ دیا

کرے ناظم شہر کو نیک مجھے
بھلا شہریاری نہو جب تجھے

تو آیا ستمگار کرکے کمین چوکس
روانہ ہوا واں سے وہ تیز گام

غرض کرکے تیار لشکر تمام
نہ یاد اوسکو کوئی ہی ناپاک سے

وے فوج بیدل تھی ضحاک سے
دل اوسکا ہوا خوم و شاد و کام

سنا فوج نے جب فریدون کا نام
کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق

فریدون کے آگے ہوئے سب رفیق
نہین جاتا سیری شاہی کوئی

کہ کرتا نہین خیرخواہی کوئی
وہان جاکے لیں قتل اصل کو کرون

سنو خواہگاہ فریدون چلون
کہ کوئی نہ پہچانے پہر تیز تیز

یہ اوسدم نبی صورت ناگہان
فریدون سے پوچھے کہ شوق مین گرم تاز

چو دیکھا تو اوان مین فرانوز
کہ وان جاکے پوچھے کہ شہ کو گزند

شتابی سے ایران مین وا آی کند
مقابل ہوا اوسکے وہ تیز گام

اوٹھا لیکے وہ گرزۂ گاؤ سر
کہ اک ضرب اوراسکے سر پر لگا

فریدون نے پہر یہ ارادہ کیا
کہ باقی ہی اوس کی ابھی زندگی

صدا غیب سے لیکن آئی تبھی
تو ضحاک کو قید وہ مین کیا

فریدون لے خنجر رستمی یہ صدا
کہ اسکا سر نگون اوسے مین ضحاک کو

کیا بند لیجا کے ضحاک کو
ولیکن جہان مین ہی بہتر یہ بات

یہ دنیا کہ ہر چند ہے بے ثبات
کیا جز نکوئی نہ کارہ گر

فریدون مین بھی صفت سرسری
کہ تھے دولت و مال سے شاد بہر

تو سب نامداران و گردان شہر
پرستندۂ شاہ آفاق گیر

کیا عرض یون ہم مین فرمان پذیر
ہوا خواہ شاہنشہ دور بین

سر تخت ایران و توران چین
رعیت نوازی پہ باندھی کمر

گشادہ کیا دان و گنج و زر

نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک | تو نام نکوئی بھی ہے اب تلک | جو کار فریدون کرے بیگمان | فریدون وہی ہے تہ آسمان
ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک | تو بیشک ہوا غازہ انجام نیک | سنو تم کہ آگے کہ دون میں بیان | فریدون کے بیٹوں کی داستان

تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست ایشان

شہ ہفت اقلیم کے تخت سہ پور | کہ تھا اونکا نام ایرج و سلم و تور | ملکزادہ ایرج و لے خود تنہا | خردمند و دانشور و خوش لقا
ہوئی جب جوان یادشہزادگان | ہوئی ہون تمامی لگا جہان | سبھو خرجہان ایک مادر سے ہون | فزون حسن مین ماہ انور سے ہون
تو انکو وہان بکعدا کیجئے | کوئی مرد دانا تا صدل بنام | طلب کرکے لاوے سکو شہ ذوالکرام
یہ بولا اگر وجہان پیر کے تو | جو ہے مدعا اوسکی کر جستجو | تو رخصت ہوا وان سے وہ راہی ہوا
بہت ملک مین گشت اونکو کیا | لے جبکہ شہر مین گیا | کہ حب تمنائے شاہ جہان
رکھے تین دختر ہے شاہ مین | پریچہرہ و مہوش و نسترین | گیا وان رسول مبارک پیام
فریدون کا پیغام مکسر کہا | وہ اقبال شاہ مین لے گیا | ہوا خوش کہ دلکی برآئی امید
بصد حشمت و شوکت و فرو شان | گیا شاہزادون کو شہ نے روان | ہوا شاد بہ شہر یار مین
پری طلعتون کو کیا کر چند | سبت مال اور گنج اونکو دیا | ملکزادگان اور وہ مہوشان
فریدون کے دل مین یہ آیا خیال | کہ باہم برادر ہنون کینہ جو | کہ باہم برادر ہنون کینہ جو
دیا سلم کو روم و خاور دہین | ملا تور کو ملک توران و چین | مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام
سور روم و خاور گئے سلم و تور | رہا ایرج ایران مین با صد سرور | ہوئی تخت و دیہیم کی کامران
یکایک دل سلم بدل ہوا | سر کین ایرج وہ مایل ہوا | نہ تایا پسند اونکو بخشش پدر
سر تور یکلکے کے نامہ شتاب | رسول ایک بھیجا کہ لا دے جواب | نہ زنہار ایرج سے کہتر ہین ہم
ز ایرج اب امید اونکو تور | کہ ہرگز نہین ہا یکو کہتر شعور | کہ مجھسے ہی اور تجھسے ہے فروتر
کیا ملک ایران کا ایرج کو شاہ | کہ ہے جاہ اسکا فریدون تخت گاہ | جہان جنگ کینہ ہے صبح و مسا
بیان کا ہی حاصل ہی ایران کے کم | غنیمون سے ہی زرم دین سپرد | نرمی مصلحت کیا ہی اسکے شمار
جو نامہ پڑہا تور نے سر بسر | ہوا دل مین اونکے غضبناک تر | کرا ے بادشاہ تو ریاحباب
یہ ہر یک پہ مہتر ہوا شامل ہوئین | نہین جانبو تو کہ یکدل ہوئین | بے قتل ایرج کمر بستہ ہون
گر اس نامہ پر کو بسوئے پدر | روانہ کرو اب تو ہے خوبتر | بزرگی و خردی یہ کیجے نگاہ
ہمین تخت ایران سزاوار ہے | یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہے | تو بہتر ہے نہیر نہ تیغ و سپر

جب آیا رسول خود سند یاں
کیا سلم نے جب یہ اوس سے بیان

یہ پیغام سیجا جاند ارد کو

کہ دونوں برادر نہ تھے جز ازدرد
کہا یوں کہ اب زیر چرخ کبود
کہ وہ اختر و اقبل کو تیری کیا

نہیں خوب یہ رسم و آئین و راہ
کہ ایرج کو دی تخت و تاج و کلاہ
یہ کیا ترس دل سے تر ترس خدا

ستم ہی جو کہیئے کرے مستری
غضب ہے کہ کہتر کرے مہتری
نہ زاور اور رنگ و افسر میں ہم

یہ ہی حق میں اپنے کہ خوب و نکو
کہ ایران سے وسط برد ار ہو
عبث ہے اوسی اور باقی ہوس

شتابی سے ہوں سوئے ایران روان
قیاست کریں ایک پر پادشاہان
دلیران رومی و ترکان چین

وہاں سے روانہ ہو پیغام بر
جو آیا حضور شہ نامور
خبر شرط ہی ہے سکا جواب

فرستندگان کیطرف سے دیا
درود اور ثنا اور شہ رو بخدا
رکھا سر کو اپنے ستر آستان

کیا عرض پہ یوں کہ پیغام بر
گزندہ اور زیان سے بس بے خطر
وہ بولا کہ ہاں حکم کر لے میں یاد

اگر میری تقصیر ہووے معاف
تو پر میں گذارش کروں صاف صاف
کہ لایا پیام ایک دشوار ہے

تو کہہ بیخطر ہو کے یہ سب پیام
بیان خوب سے کر حقیقت تمام
یہ بندہ تمہارا گنہگار ہے

پیام درشت اور سخن ناسخت
کہے سب حضور خداوند تخت
یہ کہتی تھا شاہ سالم نباہ

کیا تینوں کو یعنی تسلیم ملک
کہا جبکہ یہ شاہ آزادہ نے
تو کھولی زباں پہر ستادہ نے

نہ زنہار باہم خرابی کرو
فریدون یہ سنکر خداوند فرہ
یہ بولا کہ آئی نہیں اونکو شرم

کہ تا ہم نہیں ہووے چرخ بلند
بدی کچھ نہیں جس نے کی زینہار
فرو تر کیا فخر و جاہ و وقار

ورا گوش دل سے مری سن آویز
مجھے اب تمنائے تاج و سریر
نہیں کچھ کرو کچھ ہوا میں تو تیر

شہ نامور سے یہ سنکر جواب
رہو راضی اب سر بسر تی تقسیم پہ
لیے کینہ خواہی نہ باندہو کمر

کیا یہ پیام از نخفتہ عیان
فرستادہ رخصت ہوا پر شتاب
کہا بایوں کا وہ پیغام سب

ارادہ کیا ازرہ سرکشی
کہ پرخاش پر ہیں وہ گرد کشان
رکے ہیں ترے ساتھ دونوں تفاق

اگر میں بھی تیرا ارادہ کروں
آکہ پر کریں آکے نشکر کشی
کہ تیرا چین لیں ملک سے بوس

وہ ہیں کینہ جو زیر چرخ کہن
معادن ترا وقت پیکار ہوں
کہ مقتل پہ سیر باندہی ہوس

جہاندار نے یہ کیا یوں بیان
تو کیا فکر کرتا ہی ایجان سن
تو بیرے بھی ہووے مقابل ہیں

تو ہی خرد اور نہیں چرخ میں تاب
اے نوچشم سعادت نشان
یہ بولا وہیں ایرج نام جو

وہ دیکھا ہے جو ہر وہ خنگ گراں
جو اونسے نہ ہووے زمانہ شتاب
ترے ہیں وہ دونوں برادر برابر

پسند یدہ عقل و رائے نکو
فراہم کیا لشکر بیکران
مری ہی یہ حالت کہ ہیں نہیں سیر

کہ تا جان پہ تیری نہ پہنچے گزند
یہی ہی کہ تو اون سے کر لے صلح جو
یار یا ساتھ اونکے نہیں ہے خنگ

تو ایمن رہی زیر چرخ بلند
مرا طرح خاہی سے اب ہے گذر
نرکھ دلمیں کچھ پر اہش تاج و زر

نہ آرام جان افسر و زر ہوا
قلم آخر ش شمع کا سر ہوا

سنی گوش جان سے فریدون کی نہیں
جو دنیا و دولت نہیں پایدار
تو گذرا مین اس تاج و اورنگ سے
کہ مین خود ہون اندوہ مین ہمچو مرگ
مجھے دہر مین کچھ نہین جب جاہ
تھین ہر کہ پیہر مجھے الفت کرین
برادر ہین پیری خشم و کین
دلے مین بھی اک نامہ آگہی لکھون
تجھے پیر بخوبی وہ رخصت کرین
یہ کہکر فریدون نے نامہ لکھا
سر تخت شاہی سے آیا فرود
تمین بھی ہی لازم کہ شفقت کرو
سر نامہ جب شاہ نے نہر کی

کہا کہنے لون ایرج ارجمند
تو ہم کہان کیون مردم ہوشیار
بہم صلح بہتر ہی از جنگ سے
بجاہ و حشم ہی مین مجھسے سترگ
نہین کچھ تمنائے تاج و کلاہ
بر رگا نہ مجھسے الفت کرین
تو ہی صلح جو لو محبت گرین
رقم او سین یعنی دردون انیا کرون
محبت کرین اور الفت کرین
رقم او سین یعنی یہ مضمون کیا
کلاہ شہی سر سے لایا فرود
سر تخت سے گذرو محبت کرو
تو ایرج نے توران کی راہ لی

کہ زنہار ای شاہ فرخندہ بخت
یہ کینہ اگر سہراب اورنگ ہے
حضور اونکے جاؤن مین اب بیکہے
کرون عرض یون ہمچو فرمان پذیر
مری ساتھ کو واسطے خشم کین
فریدون نے ایرج سے سہ یون کہا
بہت خوب جانا ہی تیرا ادہر
کہ بس پڑیگے اونکا دل کینہ ور
ترا مجھکو دینا حاصل ہو سہر
کہ تم ہو بزرگ اسیجو انان گرد
کہ انہی باندہی پے بندگی
کئی روز وان جبکہ جائین گذر
لئے اسقدر ساتھ برنا و پیر

نہین کچھ مجھو الفت تاج و تخت
پے پادشاہی اگر جنگ ہے
نہ دسواس کو دل مین انپے دون راہ
مبارک تمھین ہو سہ تاج و سریر
کہ ہون بندۂ خسرو روم و چین
کہ اے یو صد آفرین مرحبا
کہ دونون وہ کیجا ہین اور بسیر
سر مہر آجائے پیر زود تر
وزین سسرت مرا دل ہو پیر
اور ایرج تمہارا برادر ہے خرد
یہ آیا برائے پرستندگی
تو پیر اونکو رخصت کرو تم ادہر
کہ تھے واسطے راہ کے ناگزیر

داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بی فوج بہ آغذر و انکسار رعنا پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را و رد گین و سرش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شہ روم و تورانی و چین سلم و تور
وہ تورانیون مین اگر زہر ہوے
فریدون کے نامہ بھی جاکے لکھا
ملکزادہ ایرج تنہا فرخندہ خو
کہ نہ بخیطا کشتہ وہ نامدار
کہا تور سے کام ابتر ہوا
ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر
گیا دوسرے دن جو اونکا حضور
ہمارا ادب کچھ نہ رکھا نگاہ

وہ رکہتے تہی ایران کیطرف عزم
خبر انکو پہنچی یہ اتنے مین وان
خوشی سے جہان آپکی تہی بارگاہ
مگر اب جو یہ ماجرا یہ سنا د
سو خانہ جا بر نہو زینہار
کہ ایرج سے وابستہ تنکا ہوا
وگرنہ نہم مین نہ تاج و سریر
تو بولا یہ ایرج سے کہ بخت تور
ہوا ملک ایران کا تو یا د شاہ

وہ علیا رکہتے تہی اسباب رزم
کہ لے فوج آیا ہی ایرج یہان
اوسی لشکری وان وہ با عز و جاہ
تو آئے پہر اسبات پر بد نہاد
بنایا بطرف اپنے پیل سیاہ
ولے اب ہے اندیشہ تورانکا
رکہا خون رعنا و اوسکا سنور نے
نہ ہرگز ہنر آوار افسر سے تو
رہو تو وہان شاہ یا تاج و رنج

یہ باتیں جو بندی سے اودسے کہیں
تو ایرج نے پاسخ دیا بہر دہن
کہ ایران جہان سے وہ یکبارگی
کہ اے بادشاہ جہانگیر و گرد
بزرگ آپ ہیں ہر طرح مہین ہوں خرد

مجھے چاہیے اب تاج و کلاہ
نہ گنج اور نہ کشور نہ فوج و سپاہ
گزند بادرس آیا پسند
نہیں مجھ پہ لازم ہی اتنا عتاب
کہ ہوں بندہ شاہ عالیجناب

یہ کرتا تھا نیچر اور گفتار زرم
ولے تیسرے ہوتا تھا وہ تند و گرم
ندے ہاتھ سے پاس شرم بدد
نہ گفتار ایرج کی بھائی اودسے
نہ الفت برادر پہ آئی اودسے

سر کرسی زر وہ مہیا جو تھا
دہان سے وہ یکبارگی لب اوٹھا
مری جان پر رحم کر خسروا
وہ کرسی زر از رہ خشم و کین
اوٹھا سر سے ایرج کے مارا زمین

پہر اوسکے رکھا دست مانند تیر
بہت کر کے غیب ہی انکسار
نہ آیا سر رحم پیدا مگر
بہت کر کے غیب ہی انکسار
نگاہ کینے ایرج کہ اے نامدار

تکر قتل مجھکو خدا سے تو ڈر
یقین جان یہ تو کرا انجام کار
حضور فریدون روانہ کیا
تجھے رنج سہنا پڑیگا کردگار

ترکھ ہائے خون برادر روا
نہیں کچھ مجھے خواہش سروری
بہا اوسکو بالائے تخت شہی
کروں راندن محنت و چارہ کری

کیا بجز ایرج نے ہر چند پر
وہیں کہنجر آبگون
لئے اوسکا تابوت ہیچ دہان
کیا اوسنے ایرج کو بیدغ خون

سنا سر کر کے تن سے جدا
لکھا یوں کہ تو نے جسے اے پدر
وہ تابوت کھولا تو آیا نظر
دیا تاج و زر تہا یہ اوسکا ہی سر

تو رکھ اسکے اب سر تہ تاج ہی
فریدون یہ کینے تہا وان تہکار
ذرا ہوش آیا فریدون کو جب
کہ آوے سکین ایرج نامدار

کہ اتنے نہیں نالہ کنان ہر دہان
وہ تابوت کہ لاتو آیا نظر
بنایا تہا ایرج نے اک گلستان
وہ بولا کہ ہو دین سیہ پوش سب

فریدون اوسے دیکھکر گریان ہوا
یہ کہتا تہا گریہ کنان شہریار
سر اوسکا کیا دفن اسکے دہان
کہ افسوس اے گردش روزگار

دہن تو ڈالے وہ کوس و سلیم
ہوا کشتہ یوں ایرج نازنین
ترے فضل سے ہوں یہ امیدوار

اوکسار و نالان گلشن تمام
کہ ہو تخم ایرج سے اک نامور
سنواب سنوچہر کی داستان

جلائے گل و سرو و سوسن تمام
کہ سر سے کہین اور تن سے کہین
سنواب سنوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن ہمشیر ایرج و کشتہ شدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خواہی او

شبستان مین ایرج کے شاہ جہان
کیا آگہ دن تو یہ بیوہ جہاں و دہان
خدا دے اوسے ایک فرخ پسر
کہی نے دیا شاہ کو یہ نوید
کہ ہے حاملہ ایک ماہ آفرید

وہ تہی حسن مین ایک ماہ تمام
فریدون نے رکہا پچیہ نام
کہ لے بد سگالان سے خون پدر

جوان و دلاور نہنگ ایک تہا
اوسے ساتھ اوسکے کیا تخت تہا
شتابی سے منوچہر کرو آشکار

ہوئی حاملہ جب وہ نرنجک قمر
تو اوس سے تولد ہوا اک پسر
کہ ہے کوئی بان ماہرو بردار

کہا مہ بین اوسکے نے شاہ جہان
یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار
کہا یون کہ اب ہو نمین امیدوار

خدا دے اوسے ایک فرخ پسر
گذر جب گئے نو مہینے دہان
تو پیدا ہوئی دختر دلستان

وہ تہی حسن مین ایک ماہ تمام
کیا پرورش ناز و نعمت کے ساتھ
رکہا منوچہر اوسکو دنیا کے نام

جوان و دلاور نہنگ ایک تہا
فریدون کی تہا نسل سے وہ جوان
ہنرمند و دانشور و پہلوان

ہوئی حاملہ جب وہ نرنجک قمر
ملکزادہ ایرج کے ہمشکل تہا
منوچہر نام اوسکا نسنے رکہا

بہت شاہ کو شاد مانی ہوئی — سر نو اودے زندگانی ہوئی — وہ لایا بچا تنکر پروردگار — دعا مانگتا تہا یہ بیل و نمار

کہ جنبک فلک پر سہ دہر مہر — الٰہی جہان مین منوچہر رہے — رہے اسکا اقبال و ایام بلند — نہ میوہ بچے ور اجھم بد سے گزند

ہوا وہ جوان وہ منوچہر جب — نہر پہلوانی کے سکہلائی سب — سکہائے سب آئین رسم کہنی — پہر اوسکے رکہا سر پہ تاج بہی

کہا یون نظر کرکے سوئے سپاہ — تمہارا منوچہر ہے بادشاہ — منوچہر کی تم اطاعت کرو — دل و جان سے تم اوسکی خدمت کرو

درگنج شاہی کشادہ کیا — سپہ کو زر سیم و گوہر دیا — فراہم ہوا لشکر بے شمار — دلیران جنگی و مردان کار

منوچہر سے مردمان سپاہ — کہ عزم عدم سو ری اب کیجیے — شتابی سے اریج کا خون لیجیے

جو پہونچی خبر سلم اور تور کو — قوی بازو و پہلوان و دلیر — حضور اوسکے روپا ہ سی کم سی کریں

فریدون نہ رکہتا ہے اریج غم — یہ سنکر ہیبت دلمین لائے ہراس — پریشان ہوا وہ نکے ہوش حواس

کیا منوچہر یون کہ گنج و گہر — روان کیجیے اب بسوئے پدر — یہ لکہنے کو اے بادشاہ جہان

عوض خون اریج کے جتنی ہین ہم — اوسے گوہر و گنج و تاج و علم — کہ شاید فریدون کرے قبول

حضور فریدون وہ پیغام بر — جو پہونچا تو لشکر وہ سر خاک پہ — کہ اے مہر خشندہ سر ور ی

رہے جاودان عالم افروز تو — ہمیشہ کرے جشن نوروز تو — رکے شہ کے آگے رہے رو بطرب

زر و مل اور گوہر شاہوار — سریر و زر و تاج گوہر نگار — وہ زرین طبقہا مشک و عنبر

وہ پیلان مہمولہ سیم و زر — حضور جہاندار گذران کر — کہ شاید ہمین ہم سے آشتہ نکنام

کیا ہمگو مگراہ شیطان نے آہ — جو سر زد ہوا ہمسے ایسا گناہ — ولیکن ہین ناچار تقدیر سے

اگرچہ ہین ہمتو سراپا خطا — تو ے تو خطا بخش ہے حسنوا — کرو کینہ سے اپنے سینے کو پاک

تمنا ہے یہ اپنی شام و سحر — سو خاور درآوے منوچہر گر — ہم اوسکی کرین چاکر جاودان

رکہین لوسکی تارک پہ بیہم زر — کرین پیشکش اوسکے گنج و گہر — سنا اور یون سر کشو نکا پیام

بلایا منوچہر کو تب وہین — بہایا سر کرسی گوہرین — تجہے ہی سعید و سیارک قبال

منتظر کہ گنبد نیلگون — ہوے تیرے مدخواہ یکسر زبون — ہوا خندہ زن اوسکی گفتار پر

دیا اوسکو پیغام کا یہ جواب — کہ جاہر دو نا پاک کہ شتاب — تن اریج نوجوان ہی کمان

نگہ تجھے اب بگینا ہ و خطا — کیا قصد خون منوچہر کا — سو خاور آوے گا لشکر سیاہ

وہ سام نریمان وہ قارن دلیر — وہ کاوہ کہ ہے جنگجو مثل شیر — کہ ہین پہلوانی مین بے بدل

یہ مردان جنگ آور و پہلوان — منوچہر کے ساتھ ہونگے روان — یہ یکباری ہی سب کہا رانیب

بیان خواہش زر نہین زر نہار — نہین چاہیے گوہر شاہوار — کہ ہر گز نہین کمینہ نین اہل قبول

لیا عذر جو نا بکار دن نے اب | نہیں ہے بجا یعنی بجا ہی سب | ستم ساتھ ایرج کے جو کچھ کیا | سواد اسکا سکافات دیگا خدا
لیا اس جہان سے وہ ایرج اگر | تو پیدا ہوا اور اک نامور | اگر ایرج نہیں تو منوچہر ہے | فروزندہ مثل مہ و مہر ہے
ولیر و قوی جون ہزر جو مان | نبرد آزما مثل شیر ژیان | اگر چہ باندہی پی کار زار | نچوڑے وہ ایرج کا خون نیشیار
یہ سنیا سپر نے جواب پیام | نا جب تو ہوش اور گر کر بتمام | ذرا ایک دم سبز نہ ہیرا وہان | ہوا لیس دہن سے خادر وان
غرض تیز رو مثل باد صبا | جہان سلم اور تور تہ وان گیا | وہ پاسخ جو تہا اوسکا جو بی جا | کیا سلم اور تور سے آشکار
لیا سپر کہ میں نے منوچہر کو | جو دیکھا تو ہے مرد پیکار جو | جو انکو شیر افگن و پیلتن | یل تو جوان گرد شمشیر زن
اور اد سکے جو لشکر میں ہیں پہلوان | قوی زور ہیں مثل پیل دمان | نبرد آزما ہر جوانمرد ہے | طلبگار پیکار نا ورد ہے
وہ دونوں جفا کار بید اد گر | ہوئے سنکے پاسخ بہت پر شطر | پہر آراستہ ایک کی انجمن | بے کینہ خواہی ہو رائی زن
یہ بولے تہ چرخ فیروزہ رنگ | کہ ہم گر نہ پہلے کریں قصد جنگ | مبادا منوچہر ہووے دلیر | شتابی او ہر ترے مانند شیر

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون



ہی صلاحت ہے کہ لیکر سپاہ
چلیں ہم بسوی منوچہر شاہ

کیا سلم اور تور نے جب یہ رقم
کہ چلکر منوچہر سے کیجے زرم

سواران رومی زرنگار چین
ہیوا آشنایان توران زمین

زمینوں کو سر پہنچی چسبدم خبر
کہ شاہ درسے آشتی کر آیا ادھر

صبوری کرو تم نہ باندو جو کمر
کہ تا آوین اب اور یہی بیشتر

منوچہر نے یہ سنا گذارش کیا
کہ اب اے جہاندار کشور کشا

کیا او سطرف شاہ زیر و زبر
منوچہر کو با سپاہ گران

لئے سر بسر گرز و تیغ و سنان
نہ پروا تھی سر نے ذرا کر جان

صف جنگ آراستہ جب ہوئی
وہ صلح مسدود و پیمان گئی

سوے راست گرد و لاد و رتباد
سو چپ وہ گشتاسپ فرخ نہاد

بجائے تعین تھی قایم سپاہ
منوچہر تہا رو بقلب گاہ

گیا پہلے آگے دلاور رتباد
دہن دونوں کے اوہاں شل ہاد

کہ اے بے پدر خود کہ تو مجھ
بہ لا کام کیا گزرو شمشیر سے

دیا تو کہ او نے یہ پرخاش جو
کہ پہنچاؤں پیغام تیز شتاب

تمہاری وہ محفل میں لایا پناہ
کیا غرق خون تمنی ارج کو آہ

یہ سنکر نہ باسخ کچھ او نے دیا
مخل ہو کے میدان سے پھر گیا

سنا تھا جو کچھ تو سے سب کہا
منوچہر سنکے یہ باتین ہنسا

کہ دون قتل مین سلم اور تور کو
کہ دون غرق خون ہر دو معصور کو

رکین جنگ کو آج موقوف ہم
کہ رین حشر پر یا ہان مصحوم

ہوا خیمہ زن دشت مین تہا مقیم
بسر کی وہ شب باشاہ طبرستان

سواران جنگی و مردان کار
ہوئے آگے صف زن بہ یمین و یسار

ہوا گرم بازار کین و ستیز
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز

تن و جان کا کچھ نہین تہا دریغ
وہان کام سکو تہا با گرز و تیغ

ولیکن تبا ید بطف آلہ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ

گئے کہنے باہم وہ دونون ندیم
کہ غالب رہی آج فوج فریدون

کرین چلکے ایران مین اوس سے ہم
نہین خوابسات مین کچھ درنگ

خواہم کیا ان کو بے شمار
یلان تونمند جنگی سوار

روان سوے اقلیم ایران ہوئے
پے کینہ خواہی شاہان ہوئے

بلا نامدار دون سے تب یہ کہا
کہ اے شیر مردان جنگ آزما

خبر پہنچ پہونچی کہ اب سلم و تور
قریب آگئے اب نہین کچھ دور

نہین مجھکو زنہار تابِ درنگ
اجازت مجھے دیجیو بہر جنگ

زرہ پوش مردان شمشیر زن
جوانان جنگی و وصف شکن

بیان فوج کا کیجیے کیا شمار
سوار ان جنگی نہی شش صد ہزار

وہ آگے ہوا کاوہ یانی درفش
کہ تہا یکہلم سرخ و زرد و بنفش

وہ سام نریمان وہ قارن ولیر
کہ تھے کینہ خواہی مین اندیشہ ہیر

اودہر سے تہے دونون وہ گردنکشان
پے زرم لائے سپاہ گران

منوچہر سے جاکے کہنے لگا
منوچہر سے جاکے کہنے لگا تہا دسا

تو نہارا سباب سے ہو نہ شاد
ہوئی رخت ارج سو تیری نہاد

کہ دونون کو نخجیر کرین خاص عام
کیا تور اور سلم نے یہ کام

رہی تہیہ بعنت قیامت تلک
یقین جانو یہ ہم کہ زیر فلک

حضور منوچہر فرخ نہاد
وہین زر جگہ سے بہر آیا جاد

عیان ہون نژاد و گہر بیدرنگ
یہ کہنے لگا پھر کہ ہنگام جنگ

امان اوسنے پائی ذرا جان سے
جواب پھر گیا تو میدان سے

گیا بس وہین سو آرام گاہ
پھر از زم گہ سے منوچہر شاہ

دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ

ہوئی آگے میدان مین کینہ خواہ
وہ دونون تہا رہی سپاہ

دلیرون کا سیلو دنوک سنان
جوانون کا سر اور گز گران

زمین خون سے اوسکے ہوئی لالہ زار
ہوے کشتہ جنگ آوران شمار

کہ آیا منظر اونکو اپنا گرمذ
ہوے تور اور سلم بس دردمند

سوا سو اسکے مصلحت سے بری
سیاد اکہ غالب ہو کل اور ہی

منوچہر یہ آج تجھ کو کرین
تبہ اوسکو ہم زیر گردن کرین
کہ جنجو کن کار کتے ہین وہ
کہا جا چکا ہتی ہین وہ فعلت ہین ترم

غرض سونکر اوسکو یکلخت سیاہ
گئی نصف سے رات جب دم گذر
گیں گاہ ہین آپ بہیادہ نما
گئی

پے عزم شبخون وہ آیا جہر
جہان تیرہ و لبن ہو گیا سر بسر
ولیکن نہ زنہار پایا گذار
خبردار پائی سیہ سر بسر

یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
جہان تو ریدہ کمیش تہا زم ساز
کمینگاہ سے تب تہنہ تاجو

اوسایا دہین اوسکو برس رین سے
دلیرانہ پہونچا تشنہ نیزہ باز
ہوا شاہ جب تو ر پر فتحیاب
نسایا زمین پر سر کین سے

گیا بہاگ کر در میان حصار
سو سلم آیا دوڑا ادہر سے شتاب
نگہبان و ذرگا کو اک گرد تہا
ہوا جاکے محصور وہ نابکار

ہر اک تیر مارا رہابت زور سے
دلیر و جوانمرد و جنگ آزما
ولیکن نہ زنہار کاری پڑی
جگر سے منوچہر کے ان کے

تن اوسکا کیا تیغ سے چاک چاک
ہوا شہ غضبناک پہر اوسپہ گہری
ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار
سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک

منوچہر نے اوسکو بیجا پیام
تہا قلعے مین پہر بہا کا گذار
اگر شیر دل ہے تو اے پہلوان
کہ بس تیری تسکی ہوئی اے تمام

یہ سکر اوسے غیرت آئی وہین
تو بس جان داے چی شل سگان
منوچہر شاہ ولایت ستان
وہ غیرت سر زم لائی وہین

گیا رخم شمشیر اوسپر رہا
مقابل ہوا ایکے تیغ زنان
ہوا تشنہ روم و خاور ہے کشتہ سب
ہوا لشکر اونکا پراگندہ سب

کیا عرض ست کہینچے تیغ کین
غریو نیہ اے شاہ روئے زمین
وزیر خردمند رخصت ہوا
کہ تسہول لطف و عنایت ہوا

منوچہر نے سب پہ لطف و خوشی
عنایات شاہانہ سے سرفراز کی
ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان
ہوا تب عنان تاب شاہ و جہان

کہ وہ بیدنا دان بیداد گر
سوار ان جنگی لئے سو ہزار
کیا ہو خبردار لشکر سے اب
طرف اپنے لشکر کے پہر آئے

تو سا تہا اپنے پے کارزار
ہوئی وقت شب تیغ زنی وہان
سوار ان جنگی لئے سو ہزار
ہوئے غرق خون سب ہزار و ہزار

روانہ ہوا تو رتخت شعار
شتابی سے پہونچا سر رزمگاہ
بنا چار چایا کہ پہر جائے
جو ان

جو اک تیر مارا پس پشت تور
جدا تیغ سے کر کے سر تو رکا
ہوئی دفت شب تیغ زنی وہان
جو ان

نپائی دوے سلم نے تا بچنگ
منوچہر ہی سو کے حصن متین
سنوچہر کو بہی یہ پہونچی خبر
کہ وہ بیدنا دان بیداد گر

رہین کر کے فارن کو تخت طلب
کیا ہو خبردار لشکر سے اب
تو سا تہا اپنے پے کارزار
سوار ان جنگی لئے سو ہزار

روانہ ہوا تو رتخت شعار
طرف اپنے لشکر کے پہر آئے
ہوئے غرق خون سب ہزار و ہزار
جوان

بنا چار چایا کہ پہر جائے
ہوئی وقت شب تیغ زنی وہان
جوان

پیادہ ہوا وان منوچہر بھی — کیا پہر فرہ بوس بامد خوشی — جب آیا وہ ایوان شاہی میں تب
بٹھایا منوچہر کو تخت پر — رکھا اوسکے نارکپت بہیم زور — کہا پہر یہ سام و نریمان سے
جہان سے ہوون مین رفتی اجل — کہ آتا ہے ہرروم پیام اجل — سبت پند کی پہر منوچہر کو
پہر آخر فریدون جہان سے گیا — وہ سرو سہی گلستان کیا — فریدون جہاندار اب سے کہان
ہوا پہر بفضل خدائے کریم — منوچہر بھی بادشاہ عظیم — کیا سام کو پہلوان محتشم — لیا سام و نریمان سے کیا لطف و احسان کے بسکو شاد
کیا سام کو پہلوان محتشم — کہ تہا کاروان وہ ایل نامدار — ہوے سب تناخوان شاہ جہان
یہ کہتے تھے ہر شام و ہر ہامداد — کہ ہم اے جہاندار فرخ نہاد — کرین چاکری ہر یکی بندوار
جہانمین فروزان رواہو سدا — یہی آرزو ہے یہی مدعا — کہ سنکر جسے پیر بہی ہو جوان

داستان تولد شدن پسر خانہ سام و پرورش نمودن سیمرغ و نام نہادن زال و باز آمدن در ستان

شبستان مین سام کے اک پسر — تولد ہوا اگلرخ و دلبر — سفید اوسکا اندام پر مو تمام
یہ کہتے تھی خبر ہوے نامور — خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر — کہ ہے مرجبین سرو قد لالہ رو
ذہن سام نے آکے دیکہا اوسے — ہوا خوف اندیشہ پیدا اوسے — رکہا اوسکا ان بات نے نام زال
یہ کہتے تھے دان مرد مان خاص و عام — کہ یہ طفل ہرگز نہین پور سام — پرزا دیا دیو ہے یا پلنگ
یہ سنکر ہوا سام دل شد گمین — اوٹھا لیگیا زال کو بن مین — سو کوہ البرز ڈالا اوسے
مکان وان جو تہا ایک سیمرغ کا — یکایک وہ سیمرغ اوہر آگیا — جو دیکہا تو اک کودک شیرخوار
ہوا مہربان رحم آیا اوسے — اوٹھا آشیانے مین لایا اوسے — شمال اپنے بچون کے باصد خوشی
نہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئی — اکیلا بچون کو بہی اک محبت ہوئی — وہ رہتے تھے باہم شب و روز شاد
کوئی کاروان اتفاقاً اودہر — جو گذرا تو شادان ہوا دیکہکر — وہ سیمرغ سے زال کو لے گیا
یہان سام کو خواب آیا منظر — یہ کہتا ہے کوئی کہ اے نامور — ترا پور زندہ ہے اور شاد ہے
ہوا جبکہ بیدار وہ سپہلوان — تو پہر دلمین اپنے ہوا شادمان — ہوئی تازہ تر الفت و مہر پور
خوشی سے پہر اوسکی خبر کے لئے — روان سوے البرز مردم کئے — پہر اک خواب دیکہا برو زدگر
کہا ایک نے یہ کہ اے بے شعور — کیا تونے خوف خدا دل سے دور — رکہا دور آنکہون سے فرزند کو
سپیدا و سکے مو ہین اگر سر بسر — تو کیا عیب ہے اک نظر او سپر کر — کہ تر ہی جوانی کی ہے پرورش
منظر مین ترے گو ہی فرزند خوار — معزز ہے وہ پیش پروردگار — کہ خود شہ مواد دیکہکر بستر خواب

هوا صبحدم سام گرز سے روان
سو کوہ البرز آیا دوان
خدا سے وہان اوسنے کی التجا
بہت زاری کرکے یہ کہا

وتی مرے حال پر رحم کر
کہ سیمرغ پر اون مین جلد اپنا پسر
پذیرا ہوئی اوسکی یہ عرض
ہوا حال پر اوسکے لطف خدا

نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان
وہ سیمرغ آیا دم گرگسان
تو سیمرغ آیا وہین پیش سام
سنا قصہ خواب اوسنے تمام



یہ سیمرغ نے سام سے سہر کہا
کہ دایہ ہون مین تیرے فرزند کا
بہت عاجزی سام زاد اوس سے کی

کہا زال کو کاروان سے طلب
حوالہ کیا اوسنے باصد طرب
پہر اوسنے سیمرغ نے زال کو

کہا یون کہ لیجیے یہ اپنا پسر
یہ ہے لایق تاج و اورنگ زر
ہوا پہر یل سام خرم وہین

دیے اپنے سیمرغ نے چند پر
کہا زال سے یون کہ اے نامور
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے

شتابی سے پہونچون مین آن کر
نری مشکل آسان کرون سر بسر
بہری ہر مرے دلمین اثر تری

مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
فراموش مت کیجیو زینہار
یہ سنکر کہا زال نے یون بیان

غریبون کا بس یہ زندہ ہے تو
ترا گرد عالم ہے نام نکو
روانہ ہوئی وان سے پہر زال و سام

دکھائے پہر سام فرخ سیر
شہر مندہ ہون تجھسے مین بے اثر
خدا سے کیا عہد اب استوار

کرون تیری تعلیم صبح و مسا
تلافی مرے ناکردہ جرم کا
گئے جبکہ پہر شاہ کے متصل

یہ توفد سے ارشاد شہ نے کیا
کرے آ اوہ نہین جاے پیشوا
وہ شہزادہ تب لیگیا آن کر

حضور منوچہر پہر زال کو
گیا لیکے سام یل نامجو
گئے شہر مین وہ بصد فر و فر

کیا پاس وہ کاروان کے نبی
لے آیا حضور شہ نام جو
لگا کرنے سیمرغ کو آفرین

تو پر کو جلایا دیکھو مجھے
زیادہ ہے مجھکو محبت تری
ترا بندہ ہون آشہ طایر ان

بہت دلمین اپنے تہی دو شاد کام
کہ تجھکو کرون جاودان یادگار
ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل

طلب کرکے انجم شناسوں کو بلوا
کیا حکم پہ یوں کہ اے منجم دان
فورا طالع زال دیکھو تو اب
حقیقت گذارش کرو تم کہ اب

سو گردش انجم و آسمان
نظر کر کے بولے یہ دانشوران
کہ ہے طالع زال شاہا بلند
جہان میں ہوگا بڑا ارجمند

ولیعہد شجاع و قوی پہلوان
یہ ہوگا سر افراز گردنکشان
شہنشاہ سپاہان تا زی رود
سلاح و زر و خلعت پر گہر

کرم سے عنایت کیا زال کو
جہان میں تفاخر دیا زال کو
کیا سام یہ لطف پہ بیشمار
زیادہ کیا اور بھی اقتدار

اودے حاکم شہر زابل کیا
سپہدار اقلیم کابل کیا
حضور جہاندار سے سام زال
مرخص ہوئے ہو کے شاد و کمال

جو زابل میں پہونچا یل نامور
تو پہونچا پہ تعلیم فرخ پسر
فراست شناسان سنجیدہ کو
ہنر پروران جہاندیدہ کو

ہوئے آنکھ جب فرخ روز سپید
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
کہ ای اوستادان محراب ہنر
ہنرمند و ہوشیار و قابل کرو

بتاؤ اسے داب شاہی تمام
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
ہر اک فن میں تم اسکو کامل کرو
بفرمان شاہ جہان سہر زم

نصیحت لگا کرنے پیر زال کو
کہ اے پورہ دانا خرد مند خو
تجھے میں نے سونپا یہ زابلستان
تو دادو دہش خوب کر نمایاں

یہ کہکر وہ سام نیسہ دار آزما
سو کشور گسارانِ گیہ
ہوا حکمران ملک کابل کا زال
رکھا خلق کو شاد و خرم کمال

ریاست غرض ملک کی خوب کی
ہوئی سہل خاطر بہبود خلق
سپہدار کابل جو مہراب تہا
سو نہی اوسکی اک دختر لقا

خرومند و دانشور و نامور
سمن بو صنوبر قد و لالہ فام
اور اوس دستان کا تہا رودابہ نام
طلبگار و خواستگار مہراب بہی

تو مہراب نے بہیجا طیف و صفا
کیا زال سے دخت کو تہا طلب
غرض حاملہ رنگ گلشن ہوئی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی

زکابل جو آیا تہا وہ سہدم
کہ بچہ کلان تہا و رودابہ شکم
ہوا زال کو یہ سبب اضطراب
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب

ہوا آکے حاضر وہ سیمرغ دان
وہ بولا کہ اے سرور انجمن
تنکم میں ہی اک بچہ بیتاب
کرے جنگی ہیبت سے غالب سہی

نہ چیرے گے پہلوی زن جنگ تک
نہ نکلیگا یہ تیغ سے نکلیگا یہ تیغ
یہ سنکر دیا زال نے یہ جواب
وہ تدبیر جس سے نہ ہو خوف جاں

رہی جان کی خیر اسمیں ہمان
بیابان کی راہ لی پہونچے دو منزل تمام
کہا زال سے سیمرغ لایا گیاہ
پلا یا وہ دارو زن کو تو بیہوش کر

سہرا و سنجاب کر سیلاو سکلو چاک
وہاں سے وہ سیمرغ لایا گیاہ
کہ بچہ نکل آئے بیخوف و باک
کہ تدبیر فرمائے کچھ تو شتاب

غرض زال نے پہر لایا کچھ شراب
کیا مست رودابہ کو بیشتاب
وہ پیدا ہوا بچہ پہلیتن
جسے دیکہ حیران ہوئے مرد و زن

سہن ایک بچہ دایہ کی نام شہین
کیا سطرنج زال نے اور سکوب
لگائی جراحت پہ سیمرغ گیاہ
ہوئی تندرست اوس سے وہ تنگ

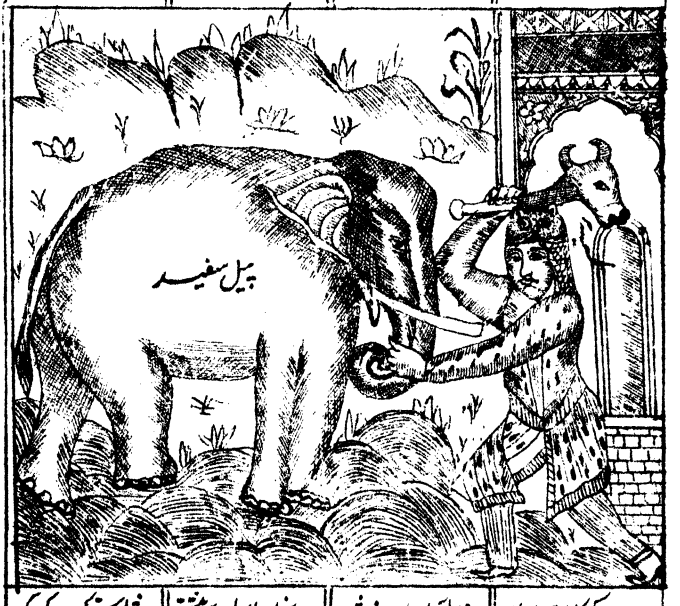
رکہا ستم آخر شناسوں نے نام
شبیہہ سیمرزال نے کینچکی
شتابی سے بہیجی حضور پدر

سو پیکر رستم شیر خوار
مخالف بہت دل نے بعد از زمان
یہ سنکر وہ مسرور و شادان ہوا
وہ رستم کہ تھا کوہ کو دک بینظیر
طعام اوسکو آنے لگا دلپسند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ اسطرح کو دک ہے یہ زور مند
سو گرگساران و مازندران
یکایک دل سام آیا دو بہر

نگر کر کے بولا وہ سام سوار
خوشی سے کہ سوئے کابل رواں
بزنگ گل نارہ خندان ہوا
اوسے ہفت دایہ کا تھا شیر
تو پہر پانچ آنے لگے گوسفند
بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار
ندیکھا کہین زیر چرخ بلند
بفرمان خرما نروائے جہان
کہ دیکھے رخ رستم نامور

بعینہ مری شکل ہے یہ پسر
یہ سہ پہر کی خبر جبکہ مہراب کو
بجا لاکے شکر خدائے کریم
کبھی رہتی باقی جو کچھ اشتہا
وہ کہا جاتا تھا گوشت اونکا تمام
لیا ہاتھ مین اپنے گرز پدر
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
سر رزم تھا سام شہی سوار
محبت کے کھینچا تو وہ پہلوان

بیجا ہے جو کہئے اسے شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نامجو
لگا دینے ہر اک کو بینا یہ سیم
تو شیر او سکو دیتے بدہ گاہ کا
تعجب مین تھے مرد و خاص و عام
رہے لوگ حیران اسے دیکھکر
تو مندر تر سام سے ہو دیگا
لڑائی نہی دیو دن کیلیے نہار
روانہ ہوئے سوئے زابلستان



روان ہو کے کابل سے مہراب بھی
قریب آکے پہونچا وہان سام جب
سو زابل آیا بطف و خوشی
گئے پیشوا زال و مہراب تب
وہ پہونچا وے سام سے پیشتر
بہت خوب تنہا ایک پیل بلند
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
سوار او سہ تہا رستم ارجمند

ادھر اک سر پہ ستم کے تنہا بیچ میدان
ہوا سام خوش دور سے دیکھکر

فرود آئے گھوڑے سے مہراب و زال
یہ چاہے تنہا پہ رستم زر دسال

کہا بے پر تکلیف مت کیجئے تو
تفاخر تراہی مری آرزو

ہوا سام پہ رخت پر جلوہ گر
سنو راست بتلا وہ زال آنکر

بصد لطف سام پل پر لیئے
ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن

کہا اے پہلوان جہان شادرہ
جہان جینلک ہے تو آرام دہ

نہیں چاہتا خواہ آرام کچھ
نہ بیٹھیں طرب سے کریں کام کچھ

خدنگ و سنان گرز و شمشیر و کیں
تن بدگمالان کردن غرق خون

کیا ایک ترتیب جشن طرب
ہوئے باد کوش بزم عشرت میں سب

نہیں زال او رستم سے کچھ حذر
نہ شاہ جہانگیر کا مجھکو ڈر

وہاں پہر کرے کون لشکر کشی
رہے پہر کہے تا حشر کشتی

وہ اس یاد وہ گوئی سے تنہا شاد کام
تبسم کنان او ہنسے زال سام

ادھر کا کیا قصد پیر سام نے
تو رخصت ادھر ہو جا ہی آرام لے

یہ سنکر وہ ہین سام فرخ سیر
روانہ ہوا پہر سوئے باختر

منوچہر شاہ جہانگیر کا
وہان بست پل سفید ایک تھا

لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہے فغان
کیا مرد ہان نے یہ او سدم بیان

بہت خلق کو اوس سے پہنچا گزند
وہان ہر طرف ہے وہ پیل مانند

وہان سے ہوا سام فیروز و شاد
چلا سوے بازار مانند شیر

شب تیرہ نے اور رہا تھی چھپا
تو بولا وہان سے اسونت باہر نجا

کہ فی الفور بیچارہ دربان مرا
گریزندہ پہر آن سے ہر اک ہوا

گیا سوی پل وہ فرومایہ و زیر
ہوا جلکے نعرہ زنان پیل شیر

کیا کام آخر جب اوس پل کا
تو پہر پہلتن جو گئے ایران گیا

سپاس خدا وند جان آفرین
وہ دلیا بچا امر خوشی کی ہین

کہا دلین اپنے نہین کچھ عجب
جو خون نریمان نہ لیجائے اب

کسی طرف ہے ایک کو پہنچ
اور اوس کو وہ پر ہے حصہ نہنچ

گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
تو پہر وہ ہین تعظیم کیوا سطے

اور پل سے وہ پیادہ شتاب
یہ بولا وہین سام عالیجناب

یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
رکے تجھکو دائم بجاہ و وقار

طرف پھیکے مہراب فرخندہ خو
وہ رستم بھی آیا وہان رو برو

ثنا خوان وہ رستم ہوا سام کا
تہمتن نے دی اوسکو پہر دعا

دعا دیکے پہر یون گذارش کیا
کہ ہون بندہ کمتر تن سام کا

مجھے چاہیے اسپ زرہ و خود
نہین ہین طلبگار رتبہ و سرود

یہ گفتار سن سام شادان ہوا
رخ اوسکا بہ رنگ گلستان ہوا

ہوا شکر حسبدم دستور
تو بولا وہ مہراب مست غرور

جہان مین ہوا رستم پہلوان
بشمشیر خونریز و گرز گران

کرون تازہ آئین ضحاک اب
ملاؤن عدو کو تہ خاک اب

یہ آئی خبر سام کو بعد ازان
کہ پہر زور پہر ہو گئے دشمنان

کہا رستم و زال و رستم سو ستیان
کہ ست چھوڑ ناتم رہ داد و دین

گئے زال و رستم سوے سیستان
کہ تا وہ حکومت کا اونکے مکان

اوتہا ناگہان زال کو اک روز
یہ سنکر فغان رستم نیک روز

کہ پیل سفید شہ نامور
رہا ہو گیا بند کو توڑکر

بہ تو اس خبر سے جو رستم کے گوش
کیا پہلوانی نے بر و بین جوش

ولے حاجبون نے کیا درکنار
کہا یون کہ اے کودک ارجمند

نہ مانا او راک مشت سخت اونکے
یہ سنکر خبر زال حیران ہوا

غرض تو کمر کو دہ و پا بہ قفل بند
طلب رستم نامور کو کیا

جو ہا رانبرد ور ایک گرز گران
رہان کا جسطرح ہے ماجرا

یہ سنکر زال حیران ہوا
حکیم فریدون فرخندہ خو

لیس ایک سنگ گران قلعہ سے — نریمان کے سر پر گرا آن کے
یہ رستم سے قصہ بیان کرکے سب — کہ زال نے یون کہ آپور آب
یہ سنکر وہین رستم نامدار — روانہ ہوا جانب کوہسار
ہوا سام و دیگر اندیشہ مند — سنبادا کہ رستم کو پہونچے گزند
سپاہ گران لیکے وہ بیحساب — کنگ کو نہیرے کی پہونچا شتاب
سوال اور ایک یہ کیا وان مقام — رکھا سام نے اور بنا کچھ نہ کام
کیا اوسنے رستم کو جھٹ اوہر — اور اوس سے کہا یون کہ آہے ہور
تو چارہ گری کر سکے کچھ وہان — یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
کئی اونٹ محمول بازر نک — کہ درکار ہے وہ زمین بیشبہہ نمک
لئے باندھ بازر نک مین سلاح — کہ یہ بات تہی وان قرین صلاح
کہ آتا ہے اب کاروان نمک — وہ بولا کہ لاؤ اوسے یان تلک
تو پہر گوشہ سے آئے زراہ پیر — ہوا گرد انبوہ اونکے کشیر
عقب اوسکے سب پہلوان دلیر — خروشندہ مانند غران شیر
مقام ہوا کو توال حصار — ہوئی گرم وان اون سے بس کارزار
ہوا کشتہ آخر جو سر دار دژ — گریزان ہوئے سب نگہدار دژ
عجب طرفہ تر افکی اجناس تھی — کہ دیکھی نہ تھی مردمان نے کبھی
جو دیکھا کہ ہے سنگ خارا کا گھر — اور اوسکی ہی دیوار ہے سر بسر
لگا کہنے یون دیکھکر پہلوان — کہ یہ کار انسان نہین بیگمان
کیا فتح مین نے جو حصن حصین — کہ ہمسر نہین جسکا چرخ برین
یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام — دل اوسکا ہوا خرم و شاد کام
کیا تونے تسخیر حصن متین — ہزار آفرین صد ہزار آفرین
لگا آگ اب قلعہ کو کر شتاب — ہان سے تو پہر اسطرف آ شتاب
جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلوان — روانہ ہوا جانب سیستان
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر — نثار اوسکے سر پر کیا سیم و زر
غرض سام نے جب یہ نامہ پڑھا — تو پہر شوق سے چشم و سر پر رکھا

پراگندہ جو وان ہین ہوا متقبل — کہی جا یق تا لب سے اوسکے نکل
شتابندہ ہو سوئے کوہ بلند — نریمان کا خون لیکے ہوا رجمند
یہ پہونچی خبر سوئے مازندران — کہ رستم ہوا جانب دژ روان
وہان جنگ اک اور سے دوسرے پر تھی — سو کیدت موقوف اوسنے کی کہی
جو وان جنگ آور و پیلتن — ہوئے گرد اوس قلعہ کے خیرزن
پہر اوان سے تا چارہ پہلوان — روانہ ہوا سوئے مازندران
اکیلا ہین کاروان کا لباس — اگر قلعہ مین جائے تو بے ہراس
نچوڑ و زمین وان سنہ اک نابکار — ہر اک گرد تھا صورت ساربان
خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر — بجائے شتربان تھے پہلوان
گیا قلعہ مین جبکہ وہ کاروان — ورود اوسکا سنکر وہ نامور
تو پہر بہر جنگ اوسنے یا ندہی کر — وہین آن کر لیگئے مردمان
ہوئی آکے سب رزم آور وہ کمینہ خو — ہوئی رات جسدم کہ تاریکی
رہا صبح تک گرم بازار جنگ — خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ
بہت مال و اسباب قلعہ کا لیا — بشبخیز گر روسنان وہ زنگ
سو خانہ بحکمران حصار — دلیرون نے تاراج دژ کو کیا
بصد لطف و خوبی ہر اک سے نباہ — گیا پہر وہان رستم نامدار
کہ اے نامدار یل نامجو — سوا اوسکے اک گبند زرنگار
رہون ایسیان یا وہان جاؤنگین — لکھا نامہ رستم نے پہر زال کو
رہے چشم بہ تجسیہ ہر لحظہ در — جوا رشاد ہو سو بجا لاؤن مین
روان زر سام کو روشن کیا — یہ پانچ لکھا اے خردمند پور
جدائی ہے تیری بت مجھکو ناگ — فقط دل کو میرے نگاہ کیا
بصد شوق اوسکو غل مین لیا — کہ دیدار کا ہے ترے اشتیاق
رقم کردہ فتح و نصرت کیا — گیا زال با صد طرب پیشوا
کہ پہر تازہ گو یا جوانی ہوئی — سو سام رستم نے نامہ لکھا
اوسے اسقدر شادمانی ہوئی

شنا کار نامہ رستم کا جب ۔ ہوئے اہل ایران فرخ طرب ۔ ہوا دل پہ ہر کس کا اسپر دار ۔ کہ سارے بماند نغیر اب ہونگے خوار
بسے گنج و چیز آ ماہون بچہ ۔ داستان نشستن نوذر ۔ بہ باقی ہی قصہ سناہون بچہ

بر تخت منوچہر پدر خود و وصیت کردن منوچہر اورا

جگر درے بشاہی صمد و بسیال ۔ نواخت شناسان جاہ کیال ۔ لگے کہنے شاہ منوچہر کو ۔ کرائے شاہ دانشور دانا مجو
قریب آفتاب تہی خست کے دن ۔ بسر ہو گئی بس مدت ملاقات کے دن ۔ یہ سنکر جہاندار کشور کشا ۔ طلب کرکے نوذر کو کہنے لگا
کہ مین ہون کہ بستہ سوئے عدم ۔ سبارک تجھے تخت و تاج و علم ۔ توت چھوڑ یو رسم و آئین داد ۔ رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد
سو حق پرستی تو ہو ہمدم ۔ نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام ۔ جہان مین ہوئی تازہ راہ بدی ۔ ہوئی نام یزداں کے پیغمبری
وہ پیدا ہوا سو کہ اوج زمین ۔ کیا خلق نے اختیار اوسکا دین ۔ وہ ہے مرسل پاک یزدان پاک ۔ کیا اوسنے نرغون کو اولاک
تو مت ہو جیو اوس سے پرخاش جو ۔ قبول اوسکے اب کیجیو دین کو ۔ ترے اہل توران ہین اوسکے غنیم
رہ کینہ خواہی سے پورشنگ ۔ کرے فتنہ تیری طرف ہر درنگ ۔ تو عاجز ہو بس زیر چرخ بلند
بقصد نبرد آزمودہ سر کشی ۔ کرے جب بداندیش تن گر کشی ۔ کمک چاہیو اوسسے اے نامجو
یل نوجوان یعنی فرزند زال ۔ نہین ہمپلوان کوئی جسکی مثال ۔ کرے یاوری آکے یہان دنیار
سنو چہر کرتا تھا جب یہ بیان ۔ ملکزادہ تو زر رکھا گر کیان ۔ وہ اس خاندان کا ہو فرخندہ تبار
یکایک ہوا خسرو سر فراز ۔ گرفتار بیماری جانگداز ۔ نہ جانبر ہوا پہر شہ بیظیر ۔ نہ کچھ اُن دنون شاہ بیمار رہا
سنو چہر کے بعد باکوہ فر ۔ جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران ۔ جہان سے سفر کر گیا ناگزیر
رکھا سر پہ بیسیم شاہنشہی ۔ ہوا سند آرائے فرمانہی ۔ سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر
ندادو دہش کی نہ القصہ داد ۔ زغفلت بجز رو ستم دل نشاد ۔ نہ قایم رہا خسرو نامور
یکایک ہوئے اوس سے بیزار سب ۔ ہوئے منحرف بلکہ سر دار سب ۔ ہوا بند بسیم و زر بادشاہ
سنگا رنے جبکو دیکھا یہ حال ۔ ہوا اپنے دل مین ہر اسان کہ ال ۔ کہ آزاد ہو اور یہ ملک لو
تجھے وقت دولت کے آتا نہ یاد ۔ منوچہر شاہ مجستہ نہاد ۔ لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان
ہوئی سلطنت اوسکو جبکہ ہوا ۔ یہان آکچھ ابتو ہو سو بچا شتاب ۔ کہ کرکن خلافت ہی سام سوار
ادہر تو یہ نامہ لکھا اور ادہر ۔ سنا دیگان ہو بیخبر وان بیخبر ۔ بداندیش ہون بد ایران زمین
پہر اتنے مین مارا گیا شاہ کا ۔ تاسف بہت پہلوان نے کیا ۔ کیے تھے جو نوذر نے بیداد و ظلم
جو نزدیک ہو پنچا یل بنکنام ۔ بزرگان ایران کی بنی سام ۔ روانہ ہوا مذہران سے دہمن
شتابان ہوا سوئے ایران زمین ۔ گذارش کیا یہ کہ اے نامبد ۔ جہانہ از نبود رسم جبد اوگر

تو بیٹھ اب سر تخت فرماندہی — تو رکھ اپنے سر پر کلاہ مہی — اگر خار کر شاہ نوذر کو اب — اطاعت کریں ہم تیری سب
یہ لا یا زبان پر یل ارجمند — خدا کے نیزدیک کب ہے پسند — کہ نوذر زادِ کیان سے ہو یاں — اوسے قید کر یہ بین شاہ جہان
سنو چہر کی دخت ہوتی اگر — کمر باندھتا میں پے چاکری — شب و روز کرتا میں فرمانبری
جو نوذر نے پیشہ کیا ظلم کا — تو اے نامداران ہو اندیشہ کیا — کروں تازہ پیمان شہنشاہ سے
نہ سخت اوس سے تم زنہار — کرو چاکری اوسکی اس دم نثار — جھکایا سر بحر خون بندگان
کیا شاہ سے سبکو گردیدہ پھر — رہا کوئی بھی جان رنجیدہ پھر — کہ نوذر سے آگے ہو اگر ہم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما — سپہدار اقلیم توران کا — سر افراز نسل سے تور کی
پسر اک تھا اوسکا افراسیاب — کہ ہیبت سے جسکی ہو خوار بی آب — بل زور مند و دلیر و جوان
پشنگ اوس سے کہنے لگا ایک روز — کہ اے پور خوش طالع و نیکروز — روان ہوئے ایران ہو کر سپاہ
شتابان ہو تا خیر نہ کر روا — اگر سینا ہی خون سلم اور تور کا — جو قصد سنا یہ تو افراسیاب
ہوا سیل غالب ہوئے زم کوہین — یہ اپنے دیا باپ کو بس ہمین — کہ اسنا یہ جنگ شیران ہمین
گروں جا کے سالار ایران سپاہ سے جنگ — گروں ملک تسخیر ہیدر نگ — یہ سنکر ہوا خرم و شاد وہ
پھر افراسیاب اوس سے بولا ہمین — کہ ہر چند نوذر ولاور زمین — ولیکن سنو چہر کے پہلوان
اور اپنے یہ گردان لشکر تمام — نہین ہمسر قارن و زال سام — نہین خوف سے اندنو ہیچ رزم جنگ
یہ بولا پشنگ اے خردمند پور — یہ گفتار ہی عقل و دانش سے دور — یہی وقت ہے جا کے نے انتقام
یہ سنکر سپہدار افراسیاب — روانہ ہوا سوئے ایران شتاب — جوانان شیر زن سی ہزار
بخشیر و گزرنان و خذنگ — کمر چست باندھی ہو جنگ بہ جنگ — خرد روان سا سارس دو پہلوان
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر — کیا سام نے اس جہان سے سفر — یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
خوشی سی وہ ہر روز رہتی رہ نوذر — تہا دلین اوسکے اندوہ و درد — ابھر سے بھی نوذر یہ سنکر تہا
گئے ساتھ نوذر کے مرجان کار — سواران جنگی صد و چل ہزار — انکا یون کہ ایشاہ فیروز جنگ
پھر ہمین ہنر و دلیر انہ اب — گروں غارت ایران کے کی شروع — مقابل ہوئین جبکہ دو نون سپاہ
سنا اک نا دلان گرد افراسیاب — بڑہا فوج سے لیکے نیزہ شتاب — ہوا آکے میدان مین رزم جو
اگر ے آنکر مجھسے اب کارزار — نہ تا خیر کر راہ دے زنہار — پسر کا وہ کا قارن نامور — کہا یون کہ ہو سے چلے آر زو
کہ سردار لشکر نہا یا کر و فر

برادر سے اپنے یہ بولا ہومین
کہ ای سپلوان جا کے ہو گرم کین

کودا اسپ کو سوے میدان گیا
ہوا آنا زیان سے نبرد آزما

قبا دو لاہو ہوا کشتہ جب
وہ قارن دلیر وجوانمرد تب

پہرا نبوہ دیکہا تو افراسیاب
کمک کو سپہ لیکے پہنچا شتاب

سواخون سے رود زمین لالہ زار
پہر اتنے مین ان تب ہوئی شب تہکا

ہوا جیکہ خشندہ پہر آفتاب
تو قارن پے جنگ افراسیاب

او دہر لشکر آرائے تورانیمن
سپہ کیکے آیا پے رزم کین

سر و سینہ تہا وقف پیکان و تیغ
نہ جان کا تہا اپنی کسکو دریغ

اور آفج توران ہوئی چیرہ دست
دل اہل ایران کو ہو بیخ شکست

ہوا آپ تب عازم کارزار
پکارا یہ میدان مین تا جدار

رکہے ہی اگر غیرت افراسیاب
تو آکر مقابل ہو پیر شتاب

یہ لشکر وہ افراسیاب دلیر
ہوا آن کے زہرہ مثل شیر

بیان کیجیے کیا جو ہم حربہ تہی
سنان خون خوار ضیغم ضرب تہی

کہین سر کی نوبت وکے و پیہم زر
گرا وقت پیکار تہا خاک پہ

کہا نامہ بدخواہ نے کچہ خیال
ولیکن جہاندار تہا پر ملال

ہوا شاہ دیگر و اندر ہمین
سخن باب کا یاد آیا ہمین

سران سپہ کو فراہم کیا
جہاندار نے پہر یہ اون سے کہا

نظر اپنی آتی نہین کچہ نظر
کہ لشکر ہے اپنا زبون سر بسر

یقین ہے کہ پہر دشمنان قہر
مجہے بان سے کیجائین کر کے اسیر

جدا ہو مین سے مراسر اگر
تو قایم رہے نیکنام پدر

دلے اپنے بیٹونکو رخصت کرو
یہانسے سوے پارس اب بہیجدو

دو فرزند جو طوس و گستہم تہے
اونہین لیکے آغوش مین پیار سے

یہ سالار توران کو بہیجا پیام
کہ لشکر بہنگ آگیا ہے تمام

ہی جنگ موقوف دو روز تک
رہا لشکر آسودہ زیر فلک

سواران جنگی یمین و یسار
ہوا جلوہ گر قلب مین شہریار

تبا داوس جوانمرد کا نام تہا
نہ ہرگز طلبگار آرام تہا

دلے خشت فولاد کی ایک ضرب
جو کماتی تو دی جان بہنگام حرب

سوئی تازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا ساتھ بدخواہ کے رزم خواہ

ہوا گرم جانباز ارجنگ و نبرد
کسی کو کسی کا نہ تہا کچہ بہی درد

سواران جنگ آور و کینہ خواہ
دہین پہر گئے سوے آرامگاہ

گیا کر کے آراستہ فوج کو
کہ یکسر تہے وہ دان پیکار جو

ہوے گرم پیکار رخنگ آوران
قیامت ہوئی ایک پا دہان

ہزارون ہوے کشتہ و خستہ وان
زمین بنگئی سر بسر گلستان

جہاندار نوذر نے دیکہا یہ جب
کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ اب

کہ گشتہ ہوا حق بہ خلق خدا
کہ ہرگز نہین آہن کچہ بقا پیدا

کرے بادشاہی وہ پیل و نہار
جسے نصرت و فتح دی کردگار

ہوا کار سنجر بہوک سنان
ہوئے تیز ہی دونون طرفہ کی روان

ہوا زخم کاری نکیجہ کارگر
ستیزہ کنان ہو گئی شام پر

پہرے زرہ سے سوے خوابگاہ
غرض رزم موقوف کر سرو شاہ

دہان سے وہ پیہم لایا اٹہا
ملازم کوئی تشنہ کی سر کا رکا

تجہے فوج ایران سے پہونچی زیان
کہا تا منہ چہرنے یہ کہ ہان

یہ سو چا کہ ہو کام اپنا تباہ
کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ

حفاظت کی اب جا کہان پائے
اگر بچا گئے تو لکہ ہر جائے

نجا و نہین اب زندہ زندا نمین
یہ ستر کی کشتہ ہون سید انمین

کہ خر جنگ چالا رہ سین سے شہا
سران سپہ نے یہ سنکر کہا

رہین زندہ اے سرور انجمن
کہ تخم زیدون سے کا ملکدن تن

ہوے دیدہ تا رگو ہر فشان
کیا شاہ نے سوے پارس روان

کہ تیسرے پہر پہر سے جنگ
ترائی مین دو روز رکیجے درنگ

کیا سوے میدان پہر افراسیاب
غرض تیسرے روز درخت بگاہ

سہر سو ستیزہ و کینہ خواہ
وہ شاہ اور وہ لشکر ان سپاہ

اودھر نہا صف آراستہ افراسیاب
کہ ترکان چین جملگی تیغ ہر کاب

سپہدار ایران نخجیر گاہ
یکایک ہجوم آوری چین و چیست

ہوا کنشہ شاپور میدان چین
پڑا تفرقہ فوج ایران چین

فرامرز آیندہ لشکر رسا
وہ قارن بھی دامن کمر زیان ہوا

روان سوئے قادس ہوا تازیان
غرض شاہ نوذر ہوا طلعہ بید

ہوا جگر آگاہ افراسیاب
ہوا سدرہ قارن نامدار

نکلکر ہوا سوئے وادی روان
جو کم رگہی فوج گردھار

تنیسر دہ وہ بھی ہوا ناگزیر
سپہدار توران بہ نیکر خبر

بیک گردش چرخ بیداد گر
سوا اسکے آئے گرفتار دران

ہوا بعد ازاں جا ز افراسیاب
جہانبین رہا حکمران ہفتسال

ہوا تازیان گشتہ ہنگام جنگ
سپہدار ایران بہ نخجیر گاہ

فرستادن افراسیاب خزروان و سماسانس را بسمت سیستان و کشتن نوذر و اغریث را

سپہدار رنجہ یہ ارادہ کیا
کہ ملک اسپیجاب سیوزال کا

خزروان سماسانس نامی ملان
گئے نیکے سالار فوج گران

کہ کینہ خواہی یہ باندھی ہین
زرہ پوش ہوکر سیاگز زرین

لگا شاہ محراب نے زال کو
کہ ہون تیغ تیرا اے نامجو

مقابل ہوئی جب سپاہ عدو
تو یا ہم سپاہ زمو کے کینہ جو

شکستہ ہوا شعر سپہلوان
ویکن نہ کچھ سر کو ہو پیچ یان

خزروان ہوا تشنہ خون پلنگ
تو یا سماسانس بہر پیکار تنگ

گریزان ہوئی لشکر سارے سپاہ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ

ہوا غضب نکے افراسیاب
کیا قتل نوذر کو اوسنے شتاب

کیا قصد یہ کرکے وہ کینہ جو
کہ لاؤن پکڑ گشتہم و طوس کو

گیا پیشوا یہ خبر نکے زال
کیا اوسنے اسفندیار کا کمال

وہ قارن شاہ ہمراہ شہزادگان
سوا اوسکے تہمتن پہلوان

جو نوذر کے پردہ رہی سو روان
سوا نے لگے ہر طرف سے دوان

روانہ کیے پھر پے کارزار
سنی زال نے یہ جسدم خبر

روانہ ہوا سیستان سے شتاب
ہوئے پہلوانان کابلستان

خزروان نے آکر عمود و سپر
پکڑ گرز تو زا خزروان کا سر

وے حملہ آور ہوا زال جب
تعاقب کیا زال نے پھر وین

ہوا پھر وین سوئے پارس روان
وہا لشکر وہ دونون گریزان کے

بخوبی انہین سیستان مین رکھا
ہوا دنیہ شفقت کنان زال نے

خرام ہوئی پھر فراوان سپاہ
جوانان رزم آور و کینہ خواہ

سوا ران جنگ آزما سی ہزار
کہ بدخواہ کا لشکر آیا دہر

کہ تا خیر کی تھی نہ زنہار تاب
رفیق سپہدار زرابلستان

یکایک چوما راسر زال پر
زمین اوسکے خون سے ہوئی تر بتر

نہ شہ اسماسانس میدانین ثبت
ہزار دن کیے قتل نکال چین

گئی ساتھ اوسکے سپاہ گران
طرف سیستان کے شتابان ہوئے

رکھے جمع خاطر یہ اوسنے کہا
کیا لطف سر وف ہر ایک پہ

جوانان رزم آور و کینہ خواہ

ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
دیا کیان ہی زال کو سب مدام

نہیں ہن کیانی جو ہون بادشاہ
نہیں ہن یہ سزاوار تاج و سپاہ

بلند اقتدار و معلے جناب
اوسے زال نے ایک نامہ لکھا

اگر آوے یا تنگ تو ای نامدار
بداندیش وہ جو ہے اوراسیاب

گیا رے سے زابل کو وہ نامور
ملکزادہ کے پاس اتنی سپاہ

برادر نوازی کی تھی آرزو
کرے پر قناعت نکی تو نہیں

دیا پانچ اونسے کہ اے نامور
حفاظت پہ تھا اسکے وہ شہریار

غرض سیستان مین یہ پہونچی خبر
کیا نامدار نے کو اونسے طلب

ولے چاہیے شاہ والا شکوہ
نہیں یہ سزاوار تاج و شہی

کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ

جزیرے کو جانب گریزان ہوا
ملکزادہ زد اُس جوان کا ہو نام

کہ لے آ جزیرے زد کو میان

کیا زال نے دیکھ کر فرقدان
کہ کیسے تاجور کہیے ایران کا

کیان کو ہے زیبندہ تاج و کلاہ
ابھی ملک ایران سے دیجو نکال

بڑا بھائی تہا جسکا اوراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تہا

تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
نکال اوسکو ایران سے دین پیشتاب

یہ چاہے تہا ہو عازم بیشتر
تہی ساتھ اوسکے جو ہور زخواہ

گیا بیخطر بھائی کے روبرو
ہوئی تخت ایران کی تجھکو ہوس

خدا کے لئے تو نہ مستان کر
برادر نوازی نہ کی زینہار

ہوا کشتہ اغریرث نامور
کہا یون لے کین کہ مانہ ہو اب

دلیر و جوان مرد دانش پژوہ
نہین لائق تخت فرمانہی

شہنشاہ باشوکت و دستان ہو
ہوا کشتہ جسپر ستم بیدرنگ

دیا زال خوف سے جاکے پنہان ہوا
سزاوار شاہی ہے وہ ذوالکرام

کہا نامدارون کو تکریم سے
ابھی طوس و گستہم نادان ہین

جو شاہ زبردست پہونچے بہم
جوان ایک ستا حاکم شہر سے

ملکزادہ اغریرث اوسکا نام
کہ مین نے بہت کی فراہم سپاہ

تری چاکری اہل ایران کرین
روانہ ہوا ترکے اوس نامہ کو

خبر سنکے اتنے مین اوراسیاب
گیا لاجرم پیش اوراسیاب

ولیکن لگا کہنے اوراسیاب
جو دشمن ہین بادون سے موافق ہوا

مری تاب کیا جو کردون ہمسری
رکہا جور و بیداد ناحق روا

یہ سنکر ہوا زال اندوہگین
بد ملک سے خصم کو کیجئے

شہنشاہ زور کے دونون پسر
سوا اونکے نسل فریدون سے گر

کیا زال نے جب بیان یہ سخن
ملکزادہ طہماسپ اوسکا پسر

غرض ہی پسر ایک طہماسپ کا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا

کیا خرم و شاد تعظیم سے
نہین بادشاہی کے شایان ہین

سزاوار ہو جسکے تاج و علم
سزاوار اورنگ شاہان کے

جوانمرد و خوش خلق و خوبسخن
ولیکن نہین ہے کوئی بادشاہ

ترے آگے کارنمایان کرین
سوندراں اغریرث نام جو

سیاہ گران لیکے پہونچا شتاب
کہ پرخاش کی تہی نہ زنہار تاب

طرح شغلے کے کما کے بس پیچ و تاب
مرا تو جہان مین منافق ہوا

نہین مجھکو دعوی پنجہ چاکری
کہا تن سے بیچارہ کا سر جدا

زیادہ ہوا اور بھی لعل کین
شتاب اوس سے تو ذر کا خون بیگناہ

نہین دانش و عقل سے بہرہ ور
کوئی ہو تو مجھکو کرو تم خبر

تو کہنے لگے موبدان کہن
فراری ہوا یا دل پر خطر

جوانمرد و اشور و خوش لقا
تو یون قارن نامور سے کہا

ہوا دون ہی القصہ فاون مان
سنا ہے او رنگ شاہی ہان

داستان آمدن ملکزادۂ زولیسر طہماسپ ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملکزادہ پہونچا جب
دیا زال کا اوسکو پیغام تب

کہا یون کہ چلئے سوی سیستان
سنا ہے او رنگ شاہی ہان

خوشی سے دہن سیاہ تارکے گرد
طرف ستیان کے ہوا تیز رو
جب آیا خداوند تاج و سریر

ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ تو
ہوئی آکے حیران من خوشی او تو خو
ہوئے گرد اوسکے دوان پدر

گیا شاہ پھر سوئی افراسیاب
لڑائی کی لایا نہ ہرگز رہ تاب
ہوا اوس ولایت میں پھر خل شاہ

گیا خوار ہو کر جو پور خدنگ
نہ عزت ہوئی کچھ حضور خدنگ
سو ملک پار سے ان کی سپاہ

ترا بھائی اغریرث نامور
کیا فوج ایران نے تجکو زبون
گیا بھاگ بجواہ توران میں

روا تو نے رکھا برادر کا خون
ہوا ناگزیر اوسکو آرام خواب
نہ آئے تجھے شرم کچھ زنہار

رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب
جہان کو کر آباد خوب آباد شاد
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

کیا اوسنے ہر روز و شب جدل اوس سے
رہا شاہ فرمانروا پنج سال
مری سامنے سے ہو بس مرد تو

جہان میں باقبال جاہ و جلال
پھر آخر کو ہو پہنچا پیام اجل
گئی جان قالب سے اوسکے نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ برتخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا بابے بعد گرشاسپ شاہ
خداوند اورنگ و تاج و کلاہ
دے تہا پذیرفہ رائی زال

پشنگ و لاور کو پہنچی خبر
کہ اک طفل ایران کا ہے تاجور
کہ تسخیر ایران آسان ہے اب

بصد لطف تقصیہ افراسیاب
معاف اوسنے کر کے کہا یوں خطاب
پشنگ اپنے دل میں لگا کہنے تب

سپاہ گران لیکے پور پشنگ
ہوا سوئے ایران روان بیدرنگ
کہ نشکر کشی سوئے ایران کر

بہ پیکار آیا ہے اندر رکاب
کیا چاہیے اندر آکر شتاب
بزرگان ایران یہ سنکر خبر

تہمتن پہ لیکے سپاہ گران
او وہ بیحیا ہو نہیں باصد شکوہ
وہ بولا کہ میں تو ہوا اسالخورد

گرفتار کرکے رستم کو اب سرگروہ
کہ حیران ہیں کیا کریں اوسکے پسر
یہ سنکر ہوئے شاد سب ماجو

نگاہ کینہ رستم سے پہنرال زر
کہ ہے ناز پروردہ زیر فلک
ہوا ایک درویش دستور کار

تو کارآزمودہ ہیں اب تلک
جو ہو تجکو منظور سنکر جواب
تجھے کیونکہ بیچوں پے کارزار

ترے مصلحت کیا ہی تو کہہ شتاب
کہ بولا تہمتن کہ ہوں مرد رزم
غرض از زمانا ستمار رستم کو زال

یہ بولا تہمتن کہ میں تو ہوں اسوار
کہ بہتر ہے مرنے سے نیرو پلنگ
بیارد ی پر زور سوئے درآ نہ

کہو داد دن اگر اسپ کو درنگ
بھیجے چاہیے اسپ دیگر گران
یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر

کسا پھر رستم نے ای پہلوان
وہاں تجھ کو اسپ تند جسقدر
حضور اوسکے لاکے ہیں گزراں

وکماں تہمتن کو پھر دست پسر
کہ اسپ نشست پر بہاد جس کی
رکھا پشت پر ہاتھ جس اسپ کی

وے مادیان ایک تیز سنگدل
اور اوسکا تہا اک بچہ پلنگین
ہوا دیکھنا یہ عجب حال صفشکن

کہ تہا بادشاہ و جہان خرد سال
پلنگ اپنے دل میں لگا کہنے تب
کہ اسپ ایران آسان ہے اب

یہ کینہ خواہی تو نامہ عراب کے
لگے زال سے کہنے نامور
ستینوہ سے کارجوانان گرد

کیا سر سے اقبال سایات کو
کہ جس سے گزریں ہتیاے قہرمان
سو شیرو دران جنگی سوار

کہ یہ یا نہیں جنگ کا کچھ خیال
نہیں کچھ پلا بگار آرام و ناز
دعا دی کہ ہا ہم ہو تجھے ظفر

تہمتن ہوا دیکھکر شاہ کام
وہ شبدیز خم ہو گیا پس تہی
ہوا دیکھنا یہ عجب حال صفشکن

یہ چاہے کہ ڈالے کمانی کمند — لگا کہنے رستم سے پھر گیو یان
کرے تاکہ اوس گرہ کو پائے بند — کہ اے نامور پہلوان جہان
فغفناک اور مردم آزار تر — مبادا تجھے بھی کرے سرنگون
سر رخش لا یا وہیں زیر بند — دوان آئی مانند شیر ژیان
کہ اتنے میں رستم بھی جون شیر — توتیت سے خیرہ ہوئی ماد یان
تو نامور زور آور و جنت تھا — لگا کھینچنے تب یل ارجنید
کہ رستم کو بس بھلا کھینچکر — بزور اب اسکو قابو میں لے آئے کیا
بصد کاسیابی یل نامدار — تہمتن کو گنج فراوان دیا
روانہ کیا سوئی افراسیاب — نہ لایا وہ تاب فراق رسپر
ملا جا کے پیر رستم گرد سے — کہ رستم ہی کو ذکر کیان اب اسکو تا
وہ کیا چیز ہے بس مرے روبرو — نہین اب کے تسخیر ایران مجال
اور افواج ایران تھی بیدل تمام — کہ نادان نہایت ہے گرشاسپ
کیا ان جسکی ہیبت ہو مانند شیر — کہ ایران کے یون ہوگئے کار ان
کہین ہو تو وہ مجکو آکر خبر — کہ ہے کوہ البرز میں یک جوان
دلیر و جوانمرد ہے کیقباد — ہوا یہ خبر سنکے دشمن زوال
کمر باندھ اور رخش کو زین کر — روان ہو شتابی سو کیقباد
کہ تو چلکے ہو با دشاہ جہان — مدد گار رود ست سے یا رہی بخت
زیادہ ہنر و زر ریز فلک — یہ سنکر وہین وہ دہل با شکوہ

روان کردن رستم برا ے اطلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

با در کوہ البرز سے کیقباد — وہ شہزادہ حیران ہوا دیکھکر
لگا کہنے دلین عجب سے جوان — ہوا رستم گرد کا وان گذر
کہ نداس قدر تو بجا یجو ان — ہوا میل خاطر کہ ہو ہمنشین
اور تر کر دراست سے بیٹھ یان — تہمتن کو آواز دی کہ بین
مجھ دی نشان تشنہ کیقباد — وہ بولا نہین مجکو درکار ہے
مکان کہ کنجے اور کو در خل کران — تو اوس نامور کا ابھی دیدن نشان
یہ بولا تہمتن کہ اے نامور — تبا یا بتجسے کھے دیدان نشان
لگا اوسنے مجکو کہ جا سو کوہ — وہان سے ملکر اوہ با شکوہ

جوانمرد سے کیقباد اسکا نام
تو جاکر کے یارو کو پہنچا پیام
تہمتن نے سر کو دیا پھیر جھکا
کرے پہلوانوں کی یہ آرزو

یہ سنکر وہ بولا کہ مین ہون نبیرہ
پدر پر پدر نام رکھتا ہون یاد
تہمتن سے بولا یہ پیغامور
گر آ تو شاہ ایران ہوا ہے نامجو

ہمیشہ ترا بخت دولت بکام
دم صبح پھر یاد دل شاد مان
بجا لاؤ خدمت کی لا کر کما

سر تخت شاہی نبہایا مجھے
یہ کہکر وہان نوش کی پھر شراب
مجھے سب سے کو اک خوشی ہے نظر

ملک نے خدا سے یل نامور
بس اب اوسنے نامے لکھے ایران چین
اور تر کو سے آکے ملیگا یہان

دو بازو سفید اسے یل نامجو
طلون ولا دریل بادو فار
کبھی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب

روانہ ہوئے رستم و کیقباد
تہمتن کے مقابل ہوا
ترے سر پہ ہمتاج شاہی رہین

ہوا اسدرہ وہ بھی تب آن کے
وہین نیزہ رستم نے بس چینکر
طرف سے تہا گر شاہ کے راہدار

کہ سینہ پہ رستم کا وقف سنان
ابھہ شادمانی وہ دونون جوان
سوے رزم ہمراہ کیا بیل ہوا

گزرندہ یکدست لشکر ہوا
غرض غنہ غنہ وہ پہنچے وہان
ہوا ساتھ قارن کے بس گرمگین

روان شب کو ہوتے تہے زیر فلک
ہوئے یکدل اتنے مین پیر جوان
یہ بولا کہ اے پہلوان جہان

مشغل مے نا شبانہ دان رکھا
کیا قصد پیر سو گے افراسیاب
مرے ساتھ ہو رزم جو تو شتاب

سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
اوہر سے تو قارن یل نامدار
اگر سامنے آئے افراسیاب

سو رزم ہمراہ کیا بیل ہوا
سماسماس یکسر ہوا غوغ چون
ہوا لعزہ زن طبل کے بس گرمگین

ہوا ساتھ قارن کے بس گرمگین
مرے دلمین ہے چاؤ بہت آج
ہوا لعزہ زن طبل کے مانند شیر

یہ بولا کہ اے پہلوان جہان
نکر قصد جنگ اوس سے ہو لا ایران
لگا کہنے سالار ترکان چین

مرے ساتھ ہو رزم جو تو شتاب
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
رکھے ہاتھ مین اپنے ہی گرز گام

اگر سامنے آئے افراسیاب
کہا یون کہ اے ترک افراسیاب
تو کیا احتیاج سنان و خدنگ

ہوا لعزہ زن طبل کے مانند شیر
بتا وکہ ہے کون یہ نوجوان
ہوا بی براق اوس سے جنگ آزما

لگا کہنے سالار ترکان چین
مقابل نہتن کے آیا وہ ترک
اور اوسنے جو تہمتن کو دیکھا

رکھے ہاتھ مین اپنے ہی گرز گام
ذرا زور سر پنجہ دکھلاؤن مین
وہ چیگہ وہین گر پڑا خاک پر

تو کیا احتیاج سنان و خدنگ
کمر باندہکر تجھکو لیجاؤن مین
بس انتہین آپہونچے دو سکے سوار

ترے سر پہ ہمتاج شاہی رہین
رہا وہ وہین تاجبر یل نامور
بس اب اوسنے نامے لکھے ایران چین

طرف سے تہا گر شاہ کے راہدار
شتابی حضور آ سے کیقباد
غرض سوے ایران مین دشاد

سو رزم و پرخاش میل ہوا
ہوا اوسکا ہمراہ وہین سینہ پر
ہوئے پیشتر اوس مکان سے روان

یل نامور ال نے رستم جوان
تو پہر زال نے زور شستم وہان
ہوئے پہلوان شاہ کے ہمرکاب

گیا سوئے میدان یہ کارزار
زمین پر گرا اسکے سر نگون
گردن ہوا روشن کو اک آن مین

مقابل ہوا اوس سے یہ کس مجال
اوسے اسپ سے لاون زمین
مقابل سمجھے ہوا گر شتاب

یہ سنکر کیا مرد وہان نے بیان
زبان پر یگفتار لایا وہ ترک
اسی باندہکر تجھکو لیجاؤن مین

رہا وہ وہین تاجبر یل نامور
شتابی حضور آ سے کیقباد
ہوا گرم ہنگامہ روزگار

ادھر سے بھی دومین یلغار شاہ — فلک کو تھمن کے پہونچی سپاہ — ہزار و صد و شصت طبلی جوان
گزیران ہو سو کرک سالار ترک — ہوئی سرد گرمی بازار ترک — اوتر آب جیحون سے پورپلنگ
لگا کرنے فریاد دین باب سے — کہ پہلے ہی کہتا تھا مین آپ سے — کہ ایرانیون سے نہ کیجے مصاف
ہوا کیقباد اب وہان نامدار — وہ ہے مرد جنگ آور و ہوشیار — بہت یون تورانیون مین ہین پہلوان
بیان اوسکی قوت کا کیسے کرون — نہ ہم پنجہ شیر نر اوس کا ہوا — ہیل پلتین رستم اوسکا ہے نام
کمر بند میرا جو ٹوٹا وہین — کہ بیسر مرد اوسکے مین نہ شہ پہلوان — جدا کرکے یکبارگی زین سے
یہ ہے مصلحت اشتی ہو ہم — تومین ہاتھ سے اوسکے چھوٹا ہین — ہوا وہ ہوا پیشتر اسے پدر
کیا دیکے دلاسہ کو نامہ روان — نہون کینہ جو کیقباد اور ہم — کہی حقیقت جو پیش پلنگ

فرستادن نامہ صلح پلنگ والی توران بکیقباد

حضور جہاندار دولت گیا — سپہدار توران کا نامہ دیا — پڑہا کرکے دا شاہ نے سر بسر
اگر تور نے خون ایرج کیا — منوچہر نے اوسکا بدلہ لیا — ہوا پھر اودہ عازم فراسیاب
بہت ہد گر کینہ خواہی ہوئی — بہت نوع کی بس تباہی ہوئی — یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے
کہ ہم تم نہین غیر کچھ رہنیار — برادر مین کچھ بدی اسکے شہریار — موافق فریدون کی تقسیم کے
کرین تازہ پیمان و عہد استوار — نہ ننگ گرشی پھر کرین زینہار — غرض آب جیحون رہے درمیان
یہ پانچ نکما شاہ نے پھر دہین — کہ ہرگز نہین ہمسے آغاز کین — اودہر سے ہوئی ابتدا ظلم کی
ہمین عہد و پیمان پہ تم استوار — تمہاری نہین بات کا اعتبار — سر نو اگر ہو سے قول و قسم
لگا کہنے رستم کو اے نامدار — نہ کر صلح اودہ آشتی زینہار — کیا گر زنے میر سہ کو زبون
یہ سنکر وہ شاہ نہنشہ نام جو — طلب کرکے محراب اوزال کو — یہ بولا وہ نمدار اجو ہوشور را
یہ بولے وہ شاہ قوی چنگ سے — کہ ہے صلح بہتر تہا جنگ سے — عرض شاہ نے با نشاط و خوشی
دیا رستم زال کو گنج زر — عنایت کیے خلعت پرگہر — کہا یون کہ اے رستم نامجو
بصد ملک توران ندرون زینہار — کرو جنگ فردون پہ اغرو فار — شہ ہفت اقلیم نے لبہ زبان
وہ لائے بطرف مین لشکر جمیع — ہو کر نشہ کے شاہان عالم مطیع — بہت نامداروں نے پہر شاہ و شاہ
مسبد کا سیابی و فتح و ظفر — گیا سوئے پارس نشہ و اوگر — یہ داد و دہش شاہ نے کی جہان
ہوئی رسم خوان نشہ کیقباد — فریدون کو ہرگز کیا یہ نہ یاد — رہا سو برس شاہ گیتی پناہ
یہ موجا نشہنہ کو کیسا لگی — کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی — نشہ داد و گر کے تے فرزند چار

طلب کرکے بولا کہ کاؤس کے
عزیز و تبار اپنا سہائی ہے
یہ ہو وے خداوند تاج و سریر
رہو تم شب و روز فرمان پذیر

معاون رہو اسکے شام و سحر
کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
سہون نے پذیرا کیا یہ سخن
بجا لائے فرمان شاہ زمن

وہ پولے کہ ہم اے شہ نامدار
اطاعت سے پہیرین ہمسر نہ پیائی
گئی رودکے بعد پہر ناگہاں
ہوا سوئے ملک عدم شہ روان

داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوے بند جب دیدہ کیقباد
تو پہر شاہ کاؤس فرخ نہاد
ہوا دل طلبگار میدان رزم
سداوند اور رنگ دانسہ ہوا

نگارکے نے داد و دہش زر و سیم
نگار ہے نے مشغول عیش و طرب
نہین کم ہی کچھ زور و قوت مجھ
ہوا ایک سے ایک فرخندہ تر

کہ آب و ہوا ہی بہت خوشگوار
سدا فصل گل ہی ہمیشہ بہار
ہر اک ملک مین حکم انی کرون
یہ سنکر کیا قصد مازندران

کہ ہرگز نہین اسمین سیل زیم
ہوا دل طلبگار میدان رزم
سیاوش اگر ہو نہین آرام گیر
سیاوش کیا قصد مازندران

فریدون و ضحاک جمشید سے
نہین کم ہی کچھ زور و قوت مجھ
مشقت بہی لازم ہی اونکی شان
جہان پہر دو عدل گستر ہوا

یہ جی مین ہی کشور ستانی کروں
سپہ کینچون اب سوے مازندران
کروں سکہ و خطبہ پناہان
لگا کرنے تعریف مازندران



یہ گفتار خاقان آفاق گیر
ہوئے سنکے حیران امیر و وزیر

فریدون و جمشید عالی وقار
سنو چیز شاہنشہ نامدار

بایں زور و قوت وہ شاہنشہان
نہ عالم ہوا ہی نہ ہوگی سنو

وہ گرسا سگستم و طوس جوان
وہ گودرز اور گیو نامی یلان

ہوئے یکدل ایسا کہ گرد سب
کیا چاہئے زال کو مایطلب

پہونچے ہی نامہ کے وہ نامور
روانہ ہوا سیستان سے اودھر

یلان سے جاندار کشور کشا
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا

کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور
رکھیں شاہ کو اس اوہ سے دور

کہ تخت شاہنشاہ بادو دہش
نہ کیا کمیں اور نہ شاہے کمیں

شہنشہ نے گفتار لطف مدام
کمیں پیش زال ستودہ شیم

کیا اونسے بہزر کو رازندران
یہ سنکر کہا سام نے یوں کہان

کیا زال نے عرض ہے نامور
یہ سنکر خبر میں بھی آیا ادھر

فریدون و جمشید نے بیشتر
کیا تھا ارادہ کہ جاوین دھر

کیا تب نہ رنج سوگ اژدرہان
خدا رحم تو بھی کرا ی شہ جہان

لگے کہنے ہر سب سران سپاہ
کہ ہم میں ترے بد نہ نیکخواہ

یہ پاسخ شہ یاد نے زال کو
کہ اے گرد دانا و فرخندہ خو

خدا ہے ہمارا و یزدان گیر
کہ دن جا کے دیو و نکو فران پذیر

تو اے زال لہراسپ تہم یلان
طرف سے مرے یاں رہو کمران

بدستوری ایشاں کشور کشا
جو کچھ چیز عرض کرنا تھا سنے کیا

مطاعین میں اب سکار ہونگا مدام
مددگار و یاور میں ہونگا مدام

رفتن کاؤس بر اے تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

بلی نامور ایک سیلاد ستا
اوسے شاہ کاؤس نے یوں کہا

تو بہزر زال در تہم کو کیجیو خبر
معاون ہے ہونگے وہ آنکر

گیا یہ کے واں لشکر بیشمار
یلان جہانگیر و جنگی سوار

ولے جو میں کہنے لگا ایک ایک
بظاہر یہ بولے کہ ہو بات نیک

اطاعت میں انکی تہو دیو پری
رکھیں خوب تھی یاد اونسے گیری

کہ آتی نہیں کامیابی بنظر
نہیں ہی سنا غیب بہت اودھر

کہ شہ کو رہے باز اسیات سے
وہاں جو ولے تھی یہ طاقت کسے

رقم اوسمیں احوال سارا کیا
وہیں زال کو ایک نامہ لکھا

کہ بے حکم آتا ہے کیوں ناہجر
یہ سنکر متعجب ہوا شاہ کو

یہ اوس سے کیا زال نے تب بیان
لے جا کے جبزال سے پہلوان

لگا کرنے تعریف شہ زال زر
چپ آئے حضور شہ نامور

ولایت سنان تیری شیشہ ہو
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو

وہ بولا دعا گو ہے تا شام و سحر
وہیں رہتم یل کی پہونچی خبر

کہ ملک گیری یہ باندھی ہے حیف
ارادہ مرا اور سطرف ہے درست

ذرا سوچ اے خسرو پر فراز
رکھوں تا کہ اس عزم سے تجکو باز

طلسم اور جادو دہان بیشمار
سنا جبکہ ہے خانہ دیو سار

نہ ہاتھ آئے افسوں تدبیر سے
نہ تسخیر ہو زور و تیغ و تبر سے

نہیں یہ ارادہ قرین صواب
یہ ہی عرض اونساہ عالیجناب

سنو حرف حرف سے نہیں کم نہیں
فریدون سے افزوں ہی سیر جمشم

سر بد نگالان کو پیوند خاک
طلسم اور افسونکو توڑوں تمام

کہ ہیں بندے ہم اور تو بادشاہ
لگا کہنے یہ شہ سے وہ نیکخواہ

کرے حکمراں کوئی اور یاں
مجھے کیجیے رخصت سوئے سیستان

مرخص ہوا پہلوان جہاں
غرض شاہ سے یہ سنکر یلان

جبل ائی جو ملک مازندران — تو پہ پروان سے وہ شیر جو سپاہ ان
ہوا ساتھ جو بعزم ستیز — تو کہنیچا او سے بس تیغ تیز
گلستان سے وہ شہر کچھ کم نہ تھا — زمین و مرو خوش منظر و خوش ہوا تھا
روانہ کیا ہو کے پنداسید — کسی دیو کو سوئے دیو سپید
شتابی مدد کرتوا سے اہرمن — دگر نہ جانبر ہوا ان ایک تن
ہوا شاہ سے آنکہ کینہ خواہ — ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ
گرفتار خچگال دیوان ہوئے — پریگذندہ دل اور حیران ہوئے
ہوا اس کمانکی خوش آئی متین — فضا اس گلستانکی بھائی نہ تین
دزیدون نے محکو کیا تنگ تھا — ولے تین نے اونکا نہ نانا کیا
جہان قید تھا شہریار زمین — نکاوہ خاک مین سب ملا تا گیا

اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و

زراعت کو یکسر جلا تا گیا — سبت ال مزہ ہاتھ آیا وہان
گیا تا در شہر غارت کنان — کہ غالب تھی فوج شتہ ارجمند
ہوا شاہ مازندران قلعہ بند — کیا شاہ ایران نے جبکو زبون
کیا یون کہ اجل سے تنگ مون — وہ لایا بہت لشکر دیو سار
یہ سنکر شتابان ہوا نا کبار — ہوئے گیو اور شاہ کاؤس بھی
ہوئے گیو اور شاہ کاؤس بھی — کہ تم خوش ہوئے اسطرف آ کے
کہا دیو ارژنگ نے شاہ سے — کہ اگر نہ تہا یا نکین ریو سے
یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے — نہین چارہ تقدیر سے زینہار
ہوا پیرین سے خونہان آبخوار — نگہبان تہو بارہ ہزار ہرین

فرستادن گودرز اپیتن زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

برفت اسیری ہو سیستان — روانہ کیا شہ نے اک پہلوان
بیان زال سے ماجرا سب کیا — طرف سے یہ کاؤس کے پھر کہا
تو پائی سزا مین نے آخر کو آہ — ہوئی کشتہ تکیہ ست ساری سپاہ
یہ چغا میرے کبھی جب جہم — تو دگیر وزان ہی ہوا زال نہ
سو ہو مید امد ہم مئی حامی — گذارین شب و روز آرام سے
نہ ہرگز رہی مجھکو اب تاب جنگ — کہ یکسر ہوئے ست بازو و غلگ
قلم نے قضا کے یہ فتح بلند — لکھی تیرے نام ای دل ارجمند
دے دوری راہ سے ہو خطر — کہان تیر جانے تلک اے پدر
کہا زال نے اوس سے ای پہلوان — کہین تین رستے تپہ نخچر کے ہین
گیا مدر کی راہ کاؤس تہا — تو اوس راہ سے اشکمتن بچا
سبت راہ مین ہین بلا عظیم — ہر اک منزل اوسکی ہی پر خوف و بیم
نہین یہ بولا خط کچھ پتہ نہین — بتا ید حق زیر چرخ برین
زدون جست ان لشکر دیو کو — جہان الاون کاؤس اور گیو کو

سو اوس سہ پہلوان نے جہان آنکر — کہ پہونچا وہ تازال زر کو خبر
نہ لایا جو خاطر مین تیرا سخن — کہ سو تین ہے اہل پلیتن
سو ہین فیدئی پیچہ اہرمن — رہے زندہ باقی جو ہین چند تن
کہ یہ زال ہمارا جو کاؤس ہے — بہ رستم سے یہ لا صلہ فوس ہے
کہ حق نے تجھے زندہ بازو دیا — یہ ہی وقت یاری دامداد کا
سو شہر مازندران جا نیتاب — تو ہست کواب کام مزہ تاشتاب
خوشی سے یہ بولا یل نامجو — کہین یہ سگالان ناپاک کو
کہ ہی جنگ دیوان مری آرزو — دوراہا جو اکا ہی دور دور ہے
سباد اکہ ضایع کرین شاہ کو — جو زد یک کی اوسکی ہو راہ ایک راہ
نہین اوسین بلتا کوئی حیلہ ساز — کہ راس راہ سے آئے پہلوان
نہین آدمی کو دے دان پناہ — کردون وضع مین ہر بلا کو شتاب
تو یہ سات دنین تو پہونچو جہان — یہ کہکر ہوا رخش پر چب سوار
طلسم اور جادوستان کو خراب — وہان زال نے وہی کہ سیل و نہار

تو ہو کامیاب اے پسر نامور
ہو ہمقرن تیرے فتح و ظفر
بوقت وداع پسر نوجوان
ہوئی خوب رو دایہ گریہ کناں

لگی کہنے درد جدائی مجھے
ستارۂ تو کیا مایہ ور ہے تجھے
نہتن نے ان کو یہ پاسخ دیا
کہ زندان میں ہیں بندگان خدا

اپنے نکو چیز انکو جانا ہو تمین
بفضل و ظفر ان پہ آنا ہو تمین
نوض کو کے رخصت سو مفتوحان
وہ نہ ہوا رستم پہلوان

رہے ساتھ اپنے کوئی یار نہیار
فتحطر خش تھا اور وہ شہسوار

داستان رفتن برزہ پہ بلائی مفتوحان

برائے رہائی کیکاؤس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان میں
سر شام ہو نخلستان میں
کیا صید اک گور کو دان نے تاب
بگاہ کردہ میں او نے کمان کو تاب

دیا چھوڑ صحرا میں پیر خرش کو
گیا خواب میں وہ بیل تا مجھ
طرف رخش کے دوڑ ہی آیا دوان
چبا کر کیا او سکو دانو سے پست

نگاہ رسو جنگ مائل ہوا
ہزیر دمان کے مقابل ہوا
اڑا شیر کے سر پہ آدو دست
تو حیران نہایت ہوا دیکھکر

پہ آخر ہوا شیر جنگی زبون
روان او سکے تن سے ہو جر خون
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر
بڑا ہی کیا نا یہ تو نے غضب

کیا خرش کے ہو کے خشمناک
کہ تجکو اگر شیر کرتا ہلاک
تو لے کون چلتا سلاح و سلک
شتابی خبردار کرتا مجھے

اگر پیر بلا ہو کوئی آشکار
تو ہوتا مقابل نہ تو زنہار
تو بیدار ہو شیار کرتا مجھے

احوال منزل دوم و ماجرائے ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالے

ہوا مہر خشدہ جبیں جلوہ گر
تو رستم روانہ ہوا پیشتر
نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہین
ہوا تشنہ پانی نپایا کہین

خدا سے مہتر پاک کی التجا
کہ مت رکھیو تو بندہ نیکبختی روا
نمایان ہوا ایک آبی جہان
کہ آیا تہمتن کے آگے دوان

پیر آہستہ کرنے لگا وہ خرام
تو یہ سجادہ رستم تشنہ کام
کہ بیشک ہے بخشائش کردگار
یہ دیکھا او سکے دل کو پہر آیا قرار

ہوا پیر وہ دنبال آہو روان
تو ہو پیچا سر چشمہ وہ پہلوان
سپاس خدا وند لایا بجا
اور ترخش سے او نے پانی پیا

کیا گور کو تیر سے پیر شکار
اور آتش بھی کی تنگ سے آشکار
تناول کیی بس بنا کر کباب
ہوا تازہ دم خواب سے پہلوان

گئی جبگہ نصف شب بیت دہان
ہوا ظاہر اک اژدہا ہا گہان
کہ شتاد گز وہ دراز ہین تنہا
غضبناک تا فتہ تہا وہ بلا

ہوا جوش گرم و خروش و غان
کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان
ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا
تہان دو ہین زیر زمین ہو گیا

خفا رخش سے ہو کے بولا وہ یون
کہ اے ناخلف کیا مجھکو بیدار کیون
یہ سکر تہمتن تو پہر سو گیا
سر اسے تنے مین نکلا دین اژدہا

کیا رخش نے پیر جو یہ کلمہ شنو
تو جاگا وہ مین رستم پل زور
دے پہر دین اژدہا ہم پلید
زیر زمین ہو گیا نا پدید

تہ آیا نظر کہ جبیں پر دراش
کیا خرش را بخشم و غضب
وہ بولا وہ بارا جگا یا مجھے
خوش آیا نہ آرام میرا تجھے

اگر پیر ہوئی تجھے ایسی خطا
تو سر تیغ سے تیز کر دنگا جدا
پیادہ سو شہر مازندران
روان یکے ہو کے تیغ و گرز گران

گیا خواب مین جب دل آرمیدہ
تو نکلا دہن مین اژدہائی بلند
ہوا پاس رستم کے استادہ خشت

جدہر آوے تھا اژدہا سیاہ
اودہر خش ہوتا تھا بس سد راہ
وہ جب آگیا متصل ناگہان

پہر اتنے مین بیدار رستم ہوا
دہن گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نے پہر مینچکر ایک تیغ

ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر
قوی اژدہا کی خدا پشت پر
یہ چاہا کہ رے زخم دیگر رہا

کہ اتنے مین آیا سو پہلوان
دہن کرکے وا اژدہا کا دمان
دم اژدہا کہ نہ آتش سے تہا

جو دیکہا کہ رستم پہ وقت تنگ
کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
کہ دانتون سے پکڑا اوسی دو در کر

تہمتن نے اک تیغ ماری مین
ہوئی خون سے اوسکے رنگین مین
ہوا کشتہ جب اژدہائے دمان

وہ ناچار سو ہو عقب ہٹ گیا
پہر اوس اژدہی کو اوٹھایا ندسر
تو کرنے لگا شکر حق پہلوان

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان و طی کردن بتائید پروردگار جہان

روانہ ہوا وان سے پہر صبح گاہ
درا نا ئی او سر و رد پیش راہ
ورا جیکہ رستم سکونت گزین

ہوا جیکہ رستم سکونت گزین
تب آئی وہان ایک زن نازنین
بہت خوبصورت اوسکی برمین لباس

بیابان مین پہونچا جہان پہلوان
جو کچہ چاہیے یان سو موجود ہے
پہر احوال رستم نے پوچہا تمام

لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
کہ پیر خنجستہ آپ رستم ہوا
بیابان مین ہوتے ہو کیونکر وارد

کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیو سار
زبان پر وہ لایا و ہین حمد رب
ہوئی وہ بہی مستفسر حال جب

زن ساحرہ ہون یہ اوسنے کہا
سنا جبکہ نام جہان آفرین
تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار

کیا اوسکو دون ہی اسیر کمند
سنا ناکہ یہ زن ہے اک سحر کار
یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا

قلم تیغ سے کرکے پہر اوسکا سر
ہوا راز پنہان نہ کچہہ آشکار
گیا خواب مین وہ یل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

جو دان سے ہوا صبح دم رہ نورد
تو پہونچا بچہ دشت مین شیر مرد
وہ طے کرکے یارہ تاریک کو

سر چشمہ پہونچا یل نامجو
جڑی ایک چوٹ اسکی پانون پر
ہوا دون ہی بیدار وہ نامور

یہان کا ہے حاکم برابھی دلیر
کہ جسکے مقابل نہ زہرہ شیر
تہا وہان سے سیر آیا مگر

کہ ہوتا تہا خورشید کم جلوہ گر
کیا خواب مین وقت پہلوان
انہ سیر ارہے تہا وہان بیشتر

لگا کہنے رستم سے وہ نوشبان
کہ اولاد گرد ولاور جہان
تب آیا وہان نوشت وان ناگہان

یزمہ نکا بہی یلون گذارا نہین
تصرف مین ہی چند فرسخ زمین
کہ اولاد گرد ولاور جہان

توہر ہائے جانے نہین پائینگا
وگرنہ جواولاد آجائے گا
یزمہ ہائے وان سے اب زود تر

توہر ہائے جانے نہین پائینگا
توہر ہائے وان سے اب زود تر

جھے تجھ پہ آتا ہی رحم ایجوان
کہ ضایع کہیں تو نہو دے بیان

طلایچہ جڑا منہ پہ پیہر اسقدر
کہ بینی و دندان جڑے سر بسر

وہ منشول صید افگنی تہا کہیں
یہ سنکر سیہ لیکے آیا وہیں

یہ اولاد رستم سے کہنے لگا
مجھے سچ بتا نام تیرا ہے کیا

لگا کہنے یوں نام میرا ہے ابر
قوی زور رہوں مثل پیل دہنر بر

سہراب اولاد بولا یہ مجھے
کہ آیا ہے تو کونسی راہ سے

یہ بولا وہیں رستم نامور
سہ منزل میں کہیں فرسخ ہر سہ بلا

چہارم یہ منزل جو ہر پیش ہے
نہ تیغ کیدست نشکر کردن

سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
نہ ہرگز پڑہا آپ پہر پیشتر

سواروں سے بولا کہ کیجے لگی
سوے رستم گرد آئے وہیں

کوئی پہلوان پیشتر سے تہا
نہ آیا کوئی پہلوان پاس پہر

سیاہ مخالف گریزان ہوئی
وہ بیچی و محنت پیا کو خواری ہوا

کیا پہر نہ آرام رستم نے ان
غرض مثل روباہ تہا حیلہ گر

ہوا گرچہ عاجز جریل نامدار
لیا کہینچ اولاد کو کرکے بند

اوسے بند کردہ پہر اشہوار
بہیجا اوسکے اوکے نزدیک اہلی سمند

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

شجہ سے دیا باندہ اولاد کو
ہوا پنجم حوزم آور دہ کینہ خواہ

کہ دیو سفید اور کاؤس شاہ
کہ اولاد کو کیجئے زیر تیغ

ہوئی صبح نابندہ جیک رنگار
کردن راندن قدرت چاکری

یہ رستم نے چالیس ہین بیدریغ
تو گشتہ کہ نہین نہ ہرگز تجھے

کردن ہین شب روز فرمانبری
یہ ظاہر کیا پہر کہ اے ناہجو

وہان تک اگر کیجئے تو مجھے
نگہبان ہین دیو بارہ ہزار

پذیرا کیا اوسنے اسبات کو
دے حوالہ عہد و پیمان کیا

گرفتار ہے اور سر کوہسار
جہان تیرہ ہے بادشاہ جہان

رہا وہین اولاد کو پہر کیے
کہ گنگ گران سنگ ہی میان

وہ بولا کہ نزدیک ہے وہ مکان
گذر اوس مکان سے ہجو دشوار تر

لورا کوہ خشت پر گوش ہی درمیان
یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن

سراپا ہو تو سنگ دآہن اگر
بگہ کانے اولاد سے پہلتن

یہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگین
بگرگان اوسکے اوکہ ارہی مین

گیا دشتبان پاس اولاد کے
گیا حال سے جاکے واقف اوسے

اوسے دیکہکر رخش پر سوار
مقابل ہوا رستم نامدار

کہے نام مارا نجا دی بیان
یہ گفتار سنکر یل نوجوان

دلیر و نکا زہرہ وہین آب ہو
سنین گر کہین وہ مرے نام کو

یہ بولا وہین رستم نامور
رہ ہفتخوان سے سین آیا دہر

چہارم یہ منزل جو ہر پیش ہے
تو تو سند رہ آیے اندیش ہے

سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
قوی دل اور آگہی ہوش اسکے تمام

سواروں سے بولا کہ کیجے لگی
کرو حملہ دور اکے اب یارگی

کوئی پہلوان پیشتر سے تہا
اوسے سپہ رستم نے کشتہ کیا

سیاہ مخالف گریزان ہوئی
بیابان مین یکسر نشان ہوئی

کیا پہر نہ آرام رستم نے ان
ہوا اوسکے دنبال وہ پہلوان

ہوا گرچہ عاجز جریل نامدار
ولیکن نچہوڑا اوسے زنہار

اوسے بند کردہ پہر اشہوار
پہر لیکے جنیبہ کے پاس اوسکے آوار

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

ہوا استراحت کنان تا نجم
کہی اوسنے القصہ سب داستان

وہ احوال کرتو مفصل بیان
تو بولا یہ اولاد سے نامدار

بصد بجز اوسنے کیا یہ بیان
کرت قتل کر مجہکو اے پہلوان

لگا کہنے تم کہ کاؤس شہا
مقید جہان ہے بحال تباہ

بتا دے تو گر جائے دیو سفید
تو برآے تیری ہی جو کی امید

مکان ایک ہے درمیان کوہ
وہان اے شاہ کاؤس گردون شکوہ

وہ جا جبکہ زندان کاؤس شان
تب اوسپہر تہمتن ہوا مہربان

کیا یون کہ اب تہائی تو کر
مراعات تجہیز کردن بہتر

کہ ہے دیو زادونکی آرام گاہ
وہی شہر و زندان کی ہے راہ

ہزار رد و صد فیل جنگی جہان
سوا اوسکے اے پہلوان جہان

یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن

کہ سہراب تو اگر ان ملک ۔۔۔ تو وان دیکھنا پھر کر زمین فلک ۔۔۔ کروں ہوں میں کٹ طرح سکو ہلاک ۔۔۔ علقا ہوں کینکہ تہ خون و خاک
ہوا ساتھ اولاد کے پھر روان ۔۔۔ یل پلتن رستم پلوان ۔۔۔ جہانتک تعلق تہا اولاد کا ۔۔۔ مقابل نہ آئی کوئی وان بلا
غرض اک شب روز وہ نیکرد ۔۔۔ ہوا دشت مین خفتہ رہ نورد ۔۔۔ کہ آئی تہی اندر تہتن کو ناگاہ آیا نظر
کہ آتش ہی افروختہ جا بجا ۔۔۔ جو پوچہا تو اولاد نے یون کہا ۔۔۔ کہ دروازہ شہر مازندران ۔۔۔ یہی ہی کہ آتش ہی روشن جہان
وہ دیو سفید اور یہی دیو سپید ۔۔۔ سکونت کرین مین وہان روز و شب ۔۔۔ فروزندہ ہر دیو کے آگ کی ۔۔۔ کہ دستور اوناکا ہی شب یہی
یہ سنکر ہوا وہ بسرت قرین ۔۔۔ ہوا دشت مین وہ سکونت گزین ۔۔۔ کیا اتفق ہی شہر نزدیک تر ۔۔۔ روان یان سے ہونگے وقت سحر
ورخت اکیسا تہا اپس اولاد کو ۔۔۔ دیا باندہا اور سورہا نام جو ۔۔۔ وہان سے راہ مین شرط تہی احتیاط

بیان احوال پر اختلال منزل ششم راہ ہفت خوان

دم صبح اولاد کو ساتھ لے ۔۔۔ روانہ ہوا رستم اپس دشت سے ۔۔۔ وہ رہبر تہا پیش یل ارجمند
یہ اولاد بولا کہ اے نامور ۔۔۔ یہ منزل ہی پر خوف و بیم و خطر ۔۔۔ نہین جنسے انسان کو تا خبر
نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیا ۔۔۔ جہان دیو اور ننگ تہا وان گیا ۔۔۔ تو خیمہ سے نکلا وہ ارژنگ دیو
تہتن کے ارے کرمین دو دست ۔۔۔ اگر نا پہلوان کو کرے پست ۔۔۔ پکڑ دوسرے ہاتھ سے اوسکا سر
اوسے خاک پر پھینک گلکندہ کیا ۔۔۔ سر دیو ناپاک کندہ کیا ۔۔۔ دیا پھینک دانسی سر راہ من
ہوئے پھر گزندہ سب نوزاد ۔۔۔ ہوا وانسے رستم روان شاد و شاد ۔۔۔ وہان پر یہ توقف کیا ایک دم
روانہ ہوا پھر یل ارجمند ۔۔۔ نہوض کر کے طے راہ بست و پلند ۔۔۔ وہان ساتھ اولاد کے وہ گیا
موکل وہان خواب غفلت مین تہے ۔۔۔ بغلگیر سلطان ہوا گردسے ۔۔۔ تو رستم نے یکدم کیا پیش شاہ
گرفتار زنجیر کا وس تہا ۔۔۔ تہتن نے اوسدم ارادہ کیا ۔۔۔ کہ یکدست تو ہی دہ بندگران
کیا گیر رستم کو بس آن کر ۔۔۔ وے پہلوان کو نہتا کیہ خط ۔۔۔ جو سردار تہا قوم کا سبز دیو ۔۔۔ مقابل ہوا وہین کے غریو
وہ بولا کہ مین نے بفضل خدا ۔۔۔ کیا تین سے ارژنگ کا سر جدا ۔۔۔ خدا نے دیا اسقدر مجکو زور ۔۔۔ کہ دیوون کو سمجھون ہون مانند مور
مری ہاتھ ہی مرگ دیو سپید ۔۔۔ مین آیا ہی کر کے دلین اسمید ۔۔۔ کرون قتل اوس دیو ناپاک کو ۔۔۔ بہ جان اپنی دے ہو کے تو زندہ جو
اطاعت مری کر تو اب اختیار ۔۔۔ کہ پرخاش ہر تہین زنہار ۔۔۔ اگر جنگ کی لین کیہہ ہو سبب ۔۔۔ تو ہر تیرا اور تیغ بتان ہی لہب
ہوا دیو فرمانبر اوسکا وہین ۔۔۔ کہ پیدا ہوئی ہیبت تیغ کین ۔۔۔ کہا اور دیوان ناپاک کو ۔۔۔ کہ است آ پیش یل نام جو
گرفتار تے جتنے ایرانیان ۔۔۔ اونہین لا کے حاضر کیا پہر وہان ۔۔۔ لگا کہنے رستم سے پہر اہرمن ۔۔۔ کہ دیو سپید اے یل ارجمند
ہوا کشتہ گر ہاتھ سے تیرے دران ۔۔۔ تو زندان ہر ہی ہم کر تہین سبب ۔۔۔ نہتن روان اوس نکل سے ہوا ۔۔۔ اور اک دیو ساتھ اوسکے وان سے ہوا

بیابان مین تہا دولت شب تیرہ سیر
دہاڑا ولاد اور دیو تہا را ہبر

یہ اولاد سے پوچہنے وہ لگا
کہ یہ فوج کسکی ہے مجہکو بتا

کہ نکلے ہی جب چرخ پر آفتاب
ہر اک دیو ہوتا ہی پیکر خراب

ہوئی بات اولاد کی دلپذیر
اگر اسوقت تو اوسکے ہو کمینہ خواہ

احوال منزل ہفتم و کشتہ شدن دیو سپید

پڑا ایک لشکر نظر دور سے
کہ افزون ہی لشکر سے تہا اور زور سے

سحر جبکہ خورشید تابان ہوا
بل بلبتن تب شتابان ہوا

وہ بولا کہ ہے فوج دیو سپید
سنایا سوا اوسکے اور اک نوید

لگا قتل کرنے انہین بیدریغ
جہان لشکر دیو تہا دان گیا

توہیر ہو منظر نفضل آکہ
ہوا رات کو رستم آرام گیر

جوآیا مقابل ہوا کشتہ دان
ہوے سب خبردار یکدست دیو

کوئی خواب مین کوئی بیدار تہا
کیا گرد رستم سبہی کر کے خبر

سو خانہ وجائے دیو سپید
رہی جب نہ رمقا نہ تاب ستیز

توئی دانسے دیو بند بے راہ گریز
تہا نام کو رو تنی کا نشان

ہر از جادوان تہا وہ یکسر کمان
کہ دیو سپید بعین تہا جہان



شکل مار سے دو مقابل ہوا
سوار رستم گرد ما بل ہوا

دلیری سے پہر لیکے نام خدا
کہ از خم شتر اوسپر رہا

ہوئی خفتہ اوسکی نظر سوی دیو
دلے وہ نگر اوسنے کہ کہ خبر

بغل مین لیا اپنی رستم کو داب
لگا زور کرنے وہ خانہ خراب

دلیرانہ باہم ہوا خوب زور

اور ہر لون کیسے تہاتیل نا مجو
کتاب دیکھیے جانبری کیونکر ہو

کہ ہون جان سے رنج مین نا امید

غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی
دہا اور اودہر سے دشمن کی فوج

جدا ہوکے یکدم توقف کیا

زمین پر یکایک پڑی جو نظر
تو دیکھی کہ مین خون سے رستم نے تر

ہوا دل قوی رستم گرد کا

اٹہایا پکڑ کر کمر دیو کو
دیا پہر پٹک خاک پر دیو کو

لگا کرنے کیا کیا وہ بکواس کا

لگا جگر دل کیا اور سکا چاک
تو کشتہ وہان پانچ دیوان سار

کیا دون ہی خنجر سے اوکو ہلاک

جواب اوسکو اولاد نے یہ دیا
ہر اک کی تہی دہ اجل جان مین

یہ کہکر کہا پہر کہ اے نامدار

کچھ انعام کا ہمو مین نا امید رہا

پہر اولاد کو وہ جگر دیو کا
یل سپلیتن نے حوالے کیا

دیا مژدہ فتح جب شاہ کو

تو شاداں ہوا خسرو نامجو

داستان برتخت نشستن کیکاؤس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سر دار دیو و نیکا تا نیدنام
سواوہ سطیح شدہ دالکرام

ہوا اوسپہ کاؤس کے جلوہ گر

وہ نگو زرد و گستہم و طوس و گیو
وہ گرگین و بہرام و رہیل و ویو

کہ ہوئی ایسا وہ مجلس بس جب

یل نامور رستم پہلوان
سر کرسئی زر رہا جلوہ کنان

سر نو ہوئی محفل انبساط

رہا سات و نہ تن چنین دفعتہ
رہی رزم و شب بایل آتش سب

سونشاہ مازندران لیدلا تان

فرستادہ کا نام فرہاد تہا
لکہا تہا کہ اک گرد زد رآ تا

دیا شاہ مازندران کو جواب

شہ جادوان سنکے یہ ماجرا کے وا
ہزر یا نگنی ہی سدا اوسکا کام

روان ہوکے ایران سے آیا یہان

دلیر و جوا نمرد رستم سے نام
تو دہ دیو سفید اور ارژنگ دیو

وہ دیو سفید اور ارژنگ دیو
ہوئے ساتہ رستم کے جب گرم جنگ

کہان سے بچے رزم کی اوس سے تا

ہمین ملک اپنا حوالے تو کر
تجہے خواہش خیر ہے کچہ اگر

ترے حق مین بہتر ہے فرمانبری

یہ مضمون پڑہا جب تو ہو کر خفا
شہ جادوان نے یہ پاسخ دیا

کہ دیو سفید اور ارژنگ اگر

ہزاروں ہی یہان دیو پیکار جو
قوی بازو و کینہ ور تند خو

سوا اونکے ہین پاس سے شہا

یہان ہین ہزاروں یل نامور
تو نازان ہی اک رستم گرد پر

ارادہ کرون گر تو دخت منوچہر

کہ زندان مین تجکو زندہ رکہا
ترے ساتہ نہین ہے برا کیا کیا

رہائی ترے ہوگئی ناگہان

غنیمت سمجہ کر سواب بیگمان

تو جا خبر سے سوئے ایران زمین
نہ ہر گز مرے ساتھ ہو گرم کین
گرو نگا تجھے قید کر لا کی بار

فرستادہ لیکر جواب پیام
پہر آیا حضور شہ خاور کرم
سنا اور دیکھا تھا جو کچھ بیان

پڑا خرمن شاہ خندہ خو
لگا کہنے تب رستم نامجو
کہ تا جاؤں میں بیان فرستادہ ترا

یہ سنکر ہوا غرم و شاد شاہ
ہوا بند سے غم کے آزاد شاہ
مجھے نامہ لکھدیجئے ابکی بار

لکھا یوں کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
جما دی اطاعت سے منہ اپنا موڑ
تہمتن کی تعریف کرنے لگا

سمجھ گر رہے طالع فیروز مین
نہین سیر کشکر کی دراہ مین ہم
وگرنہ تجھے خوب پہونچے زیان

اگر آکے حاضر نہ ایران کیبار
حضور سپہ دار مازندران
ہوئی مہر کاؤس جب نامہ پر

قدر جسم ہے مثل پیل بلند
ہوئے پہر تو لوہ زمانہ نداران
کہ آیا ہے پہرے شہ نامور

شہ جادہ اطاعت نہ ہین مستقیم
کیا جا کے ایران ہو مہمان کیمان
قوی ہیکل اک اسپ سے زیر ران

ادھے دیکھ جو لان طریقہ تیرا
رکھی ہو جو پاس اپنے نخچیر کمند
یل سلین نے اپنا پنجہ دراز

انشا رخین کہنے لگے سب ہم
روانہ کئے گرد زد آزما
کہ ہم پنجہ کا دست رخ کیا

تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
جو زد یک پہونچا تو پہرا ادھے
کہ کس گرد یا اسپ سے خاک پر

وہ بیتاب جنبش دہا استقدر
کہ لاہور اک گرد پر زور رستا
ادھے شاہ مازندران سے کہا

کلاہور آیا غضبناک ہو
لگا کہنے یون رستم گرد کو
مقابل وہین پہر تہمتن ہوا

کلاہور سے پنجہ انگلن ہوا
حضور خداوند آیا وہ مرد
پر اگندہ خاطر گرفتار درد

کہا یہ کہ بہتر نہین کارزار
رہا آتشی اب تو کر اختیار
کیا پہر طلب رستم گرد کو

گیا جیسے حضور اوسکے وہ انجمن
کہ رستم کا ہون چاکر کمتر مین
یہ سنکر دیا ہار نے پاسخ اوسے

لکھا پاسخ نامہ اوسی شتاب
کہ قایم رہے ملک و تاج و سریر
لکھا یا سخ نامہ اوسے کیا بیان

نہ پہر ایمنی جان پر روا کر تہم
روانہ ہوا کیسے دشوار سخت
یہ سنکر کہا رستم نیزہ گرون نے تیرے بخا کیا کبھو

تو جیتا بچھوڑونگا پہر نہ یار
کہ کاؤس کی کر اطاعت شعار
تہمتن نے یون اوسکو رخصت کیا

وہ آیا تو لوازمہ طرب
حضور شہنشاہ کاؤس جب

کہ اب کیجئے آراستہ ساز جنگ | جنگ کاؤس شاہ باولی مازندران | روان ہو جیے گوش تا بیدرنگ

وکشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم وظفر یاب شدن



ادھر سے جہاندار کشور ستان | ادھر سے سپہدار مازندران
کوئی دیو ستا جو وہان بیدرنگ | ہوا کے رستم سے جویا جنگ
تہ جادوان نے کہا خیز کو | کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو
ہوا یوق اور کوکلا خیز دیش | کہ یکسر پریشان ہوا صف دیو کیش
دو لشکر بہم حملہ آور ہوئے | ہزاروں تن آکم ازیں بیہوئے
ہوا روز رستم تہ و خشنہ شب | یہ ناگہ دعا شاہ ایران نے تب

صف آرا ہوئے جا کہ میدان مین | ہوا حشر برپا پہ ہر آن مین
لگا جبکہ اک زخم نوک سنان | رہی دیو کے پہر نہ قالب مین جان
ہوا گرم نہ سنگامہ کشت و خون | ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
ہوا گیر ہو کر عنبار زمین | گیا تا سر سقف چرخ بریں
بشقتہ ہگر زد سنان و خدنگ | رہا گرم نا یفتہ بازار جنگ
کہ یارب مرے ہمچریں ہو ظفر | زبون ہووین دیوان بد گہر

دہن غیب سے بہر یہ آئی صدا
کہ ہو فتح تیرے بفضل خدا

یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد
گیا سوئی نامور کدہ شاد شاد

کہا حملہ آور ہو سوئے سپاہ
کرو موج مازندران کو تباہ

تہمتن سوئے شاہ مازندران
آتشبان ہوا مثل پیل دمان

کہڑے اوسکے آگے تہی پہلوان ست
کیا گرز سے اوسنے ہراک پست

گیا ساست تب رستم نامور
رہا ہاتھ سے گرز اوسدم ہوا

تہمتن کو جاکر جو لے کیا
طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا

دہن گیونیزہ وہان لیگیا
شہ جادوان اسکے ہوا زم جو

وہ قوت تہی جادو کی ننگ نام ننگ
تو حیران رہا رستم کینہ خواہ

پھونچکر وہین شاہ کاؤس کو
ہوا زم جو شاہ مازندران

یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو
ہوا شاہ مازندران سرنگون

اور اوسدم یہ دلیران پہر ہوا
کہ اس زخم سے ہوسکے اغراق خون

یہان سخت چیز تہین ہے اک گردہ
لگا کہنے پہر یاد شاہ جہان

یہ سنکر وہ زور آوران سربسر
لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ

اوٹھا لاوین اوس کوہ کو زور سے
کہ چلتے ہین ایران کے زور آوران

پہر آخر کو وہ رستم پیلوان
ہلا بھی نہ اوسنے ہوئے سب ستوہ

خوشی سے سر رستم نامدار
خوش و خرم آذرن خوان تمام

خروشان ہو جون شیر نر سوی جنگ
کرشا ہنشہ نامور شاہ جہان

یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد
رہائی نہین اب ترے جنگ سے

تہمتن سوئے شاہ مازندران
جو نکلا تو کاؤس شاہ جہان

کشادہ ہوئی راہ جب سربسر
کیا پارہ پارہ اوسے بیدریغ

دہن گیونیزہ وہان لیگیا
پریشان ہوئے زیر چرخ کہن

طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا
ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ

وہ قوت تہی جادو کی ننگ نام ننگ
ہوا دور یکبیت پہر لسے رنج

پھونچکر وہین شاہ کاؤس کو
سوبخشش وجود مایل ہوا

تو میرا ن رہا رستم کینہ خواہ
بصد ہیبت و شوکت و جاہ و جاں

ہوا زم جو شاہ مازندران
حضور جہاندار کرکے طلب

ہوا شاہ مازندران سرنگون
یہ ہے لایق عزت و برتری

کہ چلتے ہین ایران کے زور آوران
ترے دشمنان اولاد کو

ہلا بھی نہ اوسنے ہوئے سب ستوہ
وہ گودرز اور گیو جنگی سوار

اوٹھا لاوین اوس کوہ کو زور سے
وہ گستہم اور طوس عالی وقار

داستان لشکر کشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت

خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود شاہ کیکاؤس را

بتائید اقبال و نیروی بخت
جوانمندران سے لیا تاج و تخت

ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی
کہ با شوکت و فر شاہنشہی

کیا جسنے تسخیر مازندران
ہوا خیل و یوان پر اجگران

بہت بادشاہان گردن فراز
ہوئے گام فرسائے راز نیاز

اطاعت پہ جسنے نہ باندہی کمر
تو اوسکی ولایت کو پھونکا خضر

نہ یکبن ہوا شاہ ہاماوران
سطیح شہنشاہ کشورستان

کیا اسقدر پہلوانوں نے جنگ
کہ ہر گز رہا پہر نیارائے جنگ

جہاندار اوسکا ہوا خواستگار
نہ انکار اوسنے کیا زینہار

رہا ملک ہاماوران برقرار
مراعات کی اور بھی بیشمار

کہ نشر شریف اب علمبین لائے
یہاں تک قدم رنجہ فرمائے

کیا شہ نے اقبال اسبات کو
ولیکن وہ دلدار خندہ خو

وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے
بڑا ہی دغاباز و مکار ہے

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جاکے مہمان شہ کامگار
گئے ساتھ اوسکے کئی نامدار

ثنائے سالار ہاماوران
برآئی کہ آیا وہ شاہ جہان

کھلوں کیا کہ حضرت سے خوشدل کیا
شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا

ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ
تو راہی ہوئی سوئے ایران سپاہ

تصرف کیا آکے ایران مین
کیا ملک تسخیر اک آن مین

گئی زابلستان مین رستم کے پاس
شکستہ دل و پر غم و بے حواس

سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا
تو یون شاہ ہاماوران کو کہا

ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک
اے دیو سرکش تو خون خاک

تو پہر سوئے ایران بقصد وظفر
روانہ ہوا خسرو نامور

خدیو جہانگیر کاؤس کے
بلند اقتدار و زبردست ہے

ہوا سرکشان سکے اندیشہ مند
سبا دا کہ ناگاہ پہونچے گزند

ہر اک سے نزد و گہر و طوق و تاج
حضور اوسکے بھیجا سپہ خراج

بہت کچھ جوان نشہ نے یہ سر کیا
مکان ملک فوران کے اگلے لئے

نمایان ہوئی اوس سے جب سرکشی
تو کی شاہ نے اوسپہ لشکر کشی

وہ رستا تہا اک خت سو فرسنگ
حضور بلند و گہر فرخ و لاد غام

بلند اسقدر باہم و بیش مہان
ہوا شاہ کاؤس پہر مہربان

پیام سپہدار ہاماوران
یہ آیا حضور برشخسروان

کہ اے شہ مری مہمانی کرو
مرے حال پر مہربانی کرو

یہ بولی کہ اے خسرو نامدار
مرے باپ کا کچھ نہین اعتبار

نہ جاؤ غرض قلعہ کے درمیان
کہ ہر گز نہین خوب جانا وہان

وہان سات دن رونق افزا رہا
نہ وسواس و اندیشہ ہر گز کیا

شب و روز خدمتگین حاضر رہا
جو کچھ چہتہ خدمت تہی لا بجا

کیا بند گو درز اور طوس کو
کیا تید بہ پر شاہ کاؤس کو

یہ سنکر سپہدار افراسیاب
سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب

بزرگان ایران نے پہر زینہار
اطاعت نہ کی ترک کی اختیار

کیا جا کے احوال سارا بیان
کرے تاکہ تدبیر کچھ پہلوان

سنا ہوگا احوال مازندران
کہ نیرو سے بازو سے تہمتن و دمان

تہمتن سے یہ لازم کہ کاؤس کو
بآغاز و اکرام یان بیجدو

جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران بر رستم و روانہ شدن رستم بہ ہاماوران و جنگ کردن و ظفر یاب شدن کیکاؤس شاہ

حکما و سنے پاسخ کاؤس کی — نہایت سے نشوا راب مخلصی
پڑہا جبکہ نامہ کا اپنے جواب — تو ہیر ابلستان سے جون سوج آب
مخالف نے ہر چند لشکر کیا — شہ مصر و بربر کو یاور کیا
کیا پہلوان نے سبا زطلب — کہ جی چاہے جبکا مقابل ہو اب
ہوا شاہ ہاماوران پر غضب — گئے پہلوانان بہی ناچار تب
سر اسیمہ وہان ہین گریزان ہوئے — یلان ہر سکشور ہراسان ہوئے
ہوا دیکہا کہ بیدل ہے ساری سپاہ — تو نیزہ سے پہر ور بر یہ کے شاہ
سوے مارک سر و بر صر ہوا — کیا گرز رستم نے خصم رہا
تہمتن نے پہر اوسپہ ڈالی کمند — ہوا الغرض وہ گرفتار بند
سپہ لیکے پہر حملہ آور ہوا — شتابان سوے فوج بر بر ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا — گرفتار پہر شاہ بر بر ہوا
تہمتن سے شاہ ہاماوران — ہوا آرزو مند امن و امان
حیاندار کاؤس با کروفر — ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی
روان سوے ایران ہوا بادشاہ — سیاہ شہ کشور بعد آرزو

مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ بسمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب با قبال توران و ہزیمت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب — سپہ لیکے پہنچا تہ افراسیاب
سپہدار تو ران نے پہر یون کہا — کہ اے پہلوانان جنگ آزما
کروں صاحب تاج و افسر اوسے — سوا اوسکے دو ہاتہی فتر اوسے
پہر آیا سوے رستم افراسیاب — ولیکن نہ ہر گز ہوا کامیاب
تو سالار تہران ہراسان ہوا — سر اسیمہ واں سے گریزان ہوا

تو ہو گا اگر تجہ کو ہستی کا شاک — اگر تو بہی آوے گا میدان مین
یل پہلتن لیکے فوج گران — روانہ ہوا سوے ہاماوران
تہتن سے آگر ہوئے کینہ خواہ — سو غرض با سپاہ گران ہر سپاہ
کیا زرم سے اوسکے جی کو فگار — ہوا دلمین ہر اک کے پیدا خطر
وے جبکہ رستم نے پیکار کا — کیا قصد رستم نے پیکار کا
مقابل نہ کوئی ہوا زینہار — پہر آیا نہ میدان مین اک سوار
مقابل ہوا وہ بہی مانند شیر — گئے سامنے پہلوان کے دلیر
وے بخت بد سے ستا چارہ ہین — بچا کر وہ ضرب اوسکی بہاگا وہین
اوسے مرزمان کے حوالے کیا — شتابی سے کر زین سے اوسکو جدا
نہ نیک لحظہ دان نرم آور ہوئے — نہ نیک لحظہ دان نرم آور ہوئے
چہلی نامداران ہو دستگیر — چہلی نامداران ہو دستگیر
چہٹے قید سے خلق کو دی خوشی — چہٹے قید سے خلق کو دی خوشی
ہوئی ہر کا سب شہ نامجو — ہوئی ہر کا سب شہ نامجو
زیادہ تہی شش لاکہ یہ سپاہ — زیادہ تہی شش لاکہ یہ سپاہ

صف جنگ آراستہ دان ہوئی — جہان مین قیامت نمایان ہوئی
پکارا اے رستم کو گر کوئی مرد — کرے قتل یا اسکو وقت نبرد
یہ سنکر کئی مرد میدان مین — گئے اور ہو کشتہ اسی آن مین
ہوا جبکہ میدان مین جنگ گران — یل پہلتن لیکے گرز گران
ہزاروں نے کینہ کر کینہ کار — دلیروں نے پہر کینہ کار تیغ کین

ہوئے کشتہ تو انیان بیں تا ملک
کہ کشتون کے پشتے ہوئے تا فلک

گیا سوئے تو ران پہ فراسیاب
ہوئے تشنہ کے محکوم دیو و دیو

ہوا ملک ایران مین پھر تید و بست
ہوا سر کشان جہان خوب پست

بنائے بہت کوہ البرز تک
جانداز کاؤس کے حکم سے

مکان پائے اور زیر ملک
سوا اسکے ہر جا تھی تشنے لگے

وہ ناچار اس کہ مرین تھے مدام
دلیکن تنگ آگئے تھے تمام

گیا پس وہین پیش گیہان خدیو
پہر ابلیس سے شکے دزخیم و دیو

نہین تجکو معلوم کچھ اب ملک
ولے حیف ہے یہ کہ راز فلک

تو ظاہر ہو یکدست راز نہان
اگر تو ہو عازم ہوے آسمان

کہ تو پھیلے گا مجھے چرخ پر
یہ کہتے لگا اوس سے پھر ناہجور

تو ہم ہو گی عقل پھر شاہ کی
وہ بولا کہ تدبیر اوسکی کرون

زفتن کاؤس شاہ بسیر آسمان و
افتادن بدشت چین و آوردن سواران دراین و باز بر تخت نشستن

گیا پیش ابلیس خشم خیم و دیو
بتائی وہین اوسنے تدبیر ایک

کہا مانا یہ تمنے گوشت تمام مجھ
کہ زد یک ابلیس کے تھی وہ نیک

رکھی ران بز لا کے اک نیزہ پر
قوی زور اوسکے بجے بان پر

کہ اب بیٹھے آپ اس تخت پر
کیا ایک طیار پر تخت زر

اوڑے تخت کو لیکے چار اون عقاب
ہوا جلوہ گر خسرو نامور

سو گوشت پر واز کی بہر تاب
سر خاک پر گر پڑا تخت تب

نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب
غرض دشت مین خسرو نامجو

کہ گر پڑے ہوئے تمامی تخت کو
خدا نے کیا رحم انجام کار

شب و روز وہ رہا تمامی دراز
روانہ کیے دیو ہر چار سو

خبر یہ دون نے تفصیل تجو
نشستہ کو لاکے تخت گاہ

روانہ ہوے تب سران سپاہ
ہوئی یکقلم گم تری عقل رہنما

ملامت بہت کی گرانوس نے
کیا پہر جو قصد سپہر برین

تباخوب کیا تجسے کار برین
ولے اوسکی تدبیر و رائے

سواشاہ کاؤس کے متعلق اب
لگے کرنے چون بندگان چارہ کی

کہ تمام ہر مکان و در و یاقوت کا
سر انجام کرنے تھے تمام بیگاہ

جہانمین بہین تا کر نجوف و ملک
غرض دیو مہر ایش یا دشاہ

تو ہی خسرو خسنہ روان جہان
کہ نشہ کو کسیطرح کیجو ہلاک

نہین تجکیہ احوال کچھ آشکار
کیا عرض اے یا دشاہ جہان

تو گم ہو گی عقل پھر شاہ کی
سنی بات جب دیو گمراہ کی

زیادہ کردن عزت و افتخار
تو مین تجکو انعام دون بیشمار

سر خرچ پر آپ کو بیجیون
سر خرچ پر آپ کو بیجیون

یہ سنکر شتہ پشیمان ہوا | مخالفت سے سر پر گریبان ہوا | کیا خوش داد و دہش بعد ازاں
کیا سبکو حاصل کہ جیسے تمام | شتہ سے راضی نہ ہو خاص عام | پرستار تھے اوسکے انعام دیو
جہان مین کوئی شاد گیتی پناہ | تہمگرتہمنا افسل کاؤس شاہ | نہ دیر پیش اکبر شہنامور
کمر بار تہماد مردان بندہ وار | شب و روز رہتا وہ خدمتگزار | رہی اس جہان مین بنیغ و سپاہ
سخن نظم کی مین پیہونچان | انکہون آگے سہراب کی داستان

داستان تولد شدن سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

کہین ایکدن جویل نامدار | گیا دشت مین جہر اہ شکار | نگاہ سپہ وان اوسکی آرام و خواب
کسی سمت سے آگئے ناگہان | مہاران تکان و عیار مردان | کیا گردن رخش کو زیر سینہ
گئے جبکہ نزدیک اوس رخش کے | تواور سنے لکڑیان و زنان سے | رہائی ہوئی پھر نہ میدان مین
پڑے لیگئے تڑکان سے اوسے | کیا جفت اک مادیان سے اوسے | نہ دیکھا کہین رخش رستم کو
وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا | پیادہ بسوئے سمنگان گیا | کہ آیا یان رستم نامور
تو وہ بسی پیادہ گیا پشیوا | تہمن سے جاکر یہ اوسنے کہا | خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ
اوسہراب قدم رنجہ کیونکر کیا | یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا | سراغ اسپ کا مجکو پہونچا یا ہی
جہان ہو ویران سبھی رخش کو | کہ آفت یہان کوئی برپا نہو | نہ تندی کو اب کام فرمائیے
کرم کیجیے میرے ایوان پر آپ | بسر کیجیے اب یعیش و طرب | سحر آپکے پاس آجائے گا
یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا | سمنگان کے سلطان ہمگان گیا | خبر لیکر وہ اوسکو پہونچا یا ہی
پس پردہ وان اوکو نا گہان | نمایان ہوئی اک تہ پرنیان | سنبر گل اندام و شمشاد قد
جو دیکہی وہ دلبر آرامگیہ رو | یہ پوچہا کہ تو کون ہی کیا ہی نام | لگی کہنے تب یون بہ لازخام
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہون مین | مرا نام تہمینہ ہے بیجو ان | رہون جون پری مردمان سے نہین
ولے تیری ہمت سے ہوکر ہوا | ہوئی دلا سنکر تری خوبیان | خدا سے کیا عہد مین نے کہان
کیسکی نہون جفت تیرے سوا | تعین کیجیے مین نے یہ مردمان | کہ لائین ترے خوش کو وہ یان
تمنائے دل تہی یہ صبح و مسا | یہ سنکر ترے پاس آئی وان | کرون تا حقیقت مین فصل بیان
بجا لائی مین سنکر الطاف رب | وہ چاہی ہی مجسے زیادہ مجھے | کریگا نہ انکار اسبات سے
غرض جبکہ خورشید ہوا جلوہ گر | سحر ہو بدر شاہ کو کر طلب | تہمن نے پہنچایا پیغام سب
یہ سنکر کیا شرط آئین دین | ہوا اوس سے ہمخواب یکشب جہان | ہوئی حاملہ وہ جب دلستان

کوئی مہرہ سام و زیمان کا تھا
سو رستم نے اوسکو جو الٹا کیا

تو یہ مہر تو اوسکے بازو بندھ
اگر ہو جو ہو دختر تو گیسو سے باندھ

تو اوسکے مقابل ہو پیل دلیر
وہ ہو مثل سام و زیمان دلیر

جدائی سے تھمنہ گریان ہوئی
بہت اوسکی خاطر پریشان ہوئی

جسیم و قوی پنجہ مانند سام
کہ شاہنشاہ نے اوسکا سہراب نام

سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
لگا ہیر نے میدان میں یل ہزار

نہتن نے زابل سے تہمینہ کو
سہ یاقوت بیچے تھے تو بیچ دو

ولیکن بہت داستانے دریان
لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دختر ان

یہ ہر کوئی پوچھے ہے دریان صبح و شام
کہ تیرے پدر کا بتلا کیا ہے نام

تو اب ہے رستم بلیوان
کریں سے پدر کا بتلا کیا ہے نام

ئی لیجا ان وہ بت سیم حال
یل پہلتن گرد کشور ستان

کہ یہ چون کسی کو حضور پدر
شاہنشاہ سام و زیمان زابل

رستم ستمگر جو رستم ہے
کہ یہ سنچا دی دونوں طرف کی خبر

کہے ہی تو باپ کے کنفل سمن
بلا دے تو پہنچ رنج ہم ہو مجھے

ہوا تندہ کو دک اچھند
یقین ہے کہ تجکو وہ چھوڑے نہیں

سواران نرگان رہروان کار
وہ بولا نہیں بات یہ دلپسند

بہائوں تہمن کہ میں تخت پر
فراہم کروں لشکر بے شمار

جو رستم پدر ہو دے اور میں پسر
کروں اوسکو ایران کا تاجور

ہو لگرم سہراب پہر پر قسان
نہ دیتا میں کوئی رہنے تاجور

پسند اوسکو لیکن نہ آیا کوئی
کیا لشکر کش طلب بیدزان

ہوا بچہ رخش جب رہبرد
سواری کے لایق نہ پایا کوئی

سوار اوسپہ ہو کر یل شیر زاد
تو شاداں ہوا وہ یل نامجو

کیا یون کہ اے دلبر سیمبر
اگر تجھسے ہووے تو لد پسر

بیان کیجیے کیا اثر ہے گا
کہ ہو پاس جیکے بفضل خدا

طلب خشن اپنا کیا بعد ازان
سوار اوسپہ ہو کر ہوا پہر روان

غرض نہ پہنچے گئے جب گذر
تو پیدا ہو ناز نین سے پسر

وہ پایا یہ نظروں میں یکسالہ تھا
رخ خوب و رنگ گل لالہ تھا

ہوا جبکہ وہ سالہ پہلتن
لگے دوڑنے مردان تیز تر

طلب کی تہی یہ نازنین سے خبر
کہ دختر تو لد ہوئی یا پسر

غرض آکے تہمنہ سے ایک روز
لگا کہنے وہ کودک دلفروز

کہون کیا میں اپنی کو تاباں سے کیا
یہ سنکر پہجیرہ نے یون کہا

دلیران دگردان رزمگہ زمین
کوئی رہنما اوسکے ہمرہ نہیں

تو پہر یون لگا کہنے اے پہلتن
سناجکر سہراب نے یہ سخن

نہ لالہ یہ رہنما دلین خیال
وہ بولی کہ اے پور فرخندہ فال

کیا جسکو رستم نے اکتر اب
سواد اوسکے وہ شاہ افراسیاب

نکر باب کے نام کو اشکار
غرض یہ سہ بہر کہ تو زینہار

نہیں مجھکو ہرگز کسی کا حظر
رکہون میں پوشیدہ نام پدر

شاہنشہین نام فغفور چین
پہر اکرم میں تخت کاؤس کا

سر تخت یون اوسکا بالجا کرشتاب
کروں قصد پہر سوئے افراسیاب

یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار
پرپچیرہ مانند ابر بہار

کہ جنیں ہلاک اوسپ تہانہ گاہ
دکہائے اوسے گوشے تمام

ستم لوس ہیون کا زمین سے لگا
سر شب ہاتھ اوسنے جیکے کہا

تو ہی زور و جا لاکہ بالا بلند
کہ وہ بادپا چست و شائستہ تہا

نہایت ہوا دل میں سرور و رشاد

روان شدن سہراب از توران بسمت ایران برای جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و گردان سپہ ایران را

جوانمرد نے قصد ایران کیا	مہیا لڑائی کا سامان کیا	فراہم کیا لشکر بیکران	سواران جنگی و پیل دمان

نگا کنے پہلوان کو اب ہے یہ غم
کہ رستم شاہ کاؤس سے چلکے ندم

سورے تعلق اوسکے تو رانیان
لگے کرنے افواہ اوسی ہر زبان

یہ سنکر ہوا شاہ افراسیاب
پہر اوسنے یہ پیغام بھیجا شتاب

کہ باندہکر کینہ خواہی چیست
کیا قصد ایران جو تونے درست

روانہ کیا فوج کو سہراب اور عمر
کہے اوسمین سر کردہ دونامور

یہ افراسیاب بد بنے کہنے لگا
کہ کمبیوذرا دیہان اسباب کا

پدر سے پسر اور پسر سے پدر
نہوں آشنا زنہار بہتر مگر

قوی فوج اور سہراب سے اور دلیر
یقین ہے کرے یہ تہمتن کو زیر

کسی حیلے سے کیجیو تم ہلاک
اسے بہی مانا یہ خون و خاک

ذو شوار تسخیر ایران ہو پہر
ہلاک بد اندیش آسان ہو پہر

سپاہ گران لیکے وہ نوجوان
ہوا سوے اقلیم ایران روان

اکیلا نکل وہ سفا ہل ہوا
سو جنگ سہراب مایل ہوا

یہ سہراب نے اوس سے پوچہا کہان
ترا نام کیا ہے بتا بیجہان

کہ دون سر کو اسکان سے تیر جدا
یہ کہکر کیا زخم نیزہ رہا

دلیری سے سہراب نے بعد زان
روان کر کے پہلو مین آہنکشان

دہان ایک بتا کر دیم پہلوان
اور اوسکی بہی اک خود تان

جہان مین نہا گرد آوذیادر سکا نام
یہ رنگ کے باد اوسکو تمام

تو مانند مردان نہ شیر زن
لباس نبرد اوسنے کر زیب تن

خروشان ہوئے جبکہ وہ بیہمہ
تو سہراب ہیران رہا دیکہکر

غرض سو کے سہراب و نیزہ زن
ہوئی جون نگارین خاک فگن

سنان سے اوسنا بالا آوذ سے
سر خاک پگلا وہ کہن سے

سوار اسپ پر ہو کے وہ دلربا
ہوئی مثل مرواں نبرد آزما

اسیر کمند اوس پری کو کیا
سر زین سے بہر سوئی دہ دہا

وخشان ہوا جب رخ بہر بین
تو سہراب نے سنگ ہوا بس مین

تو مین دون نخجیر گنج فرر بیشمار
کر اس تہمتن ہر مرا متیلا

سپہدار اقلیم ایران کردن
سرنخت کاؤس رستم کو دیدن

پچہوڑونگے کاؤس کو زندہ اب
کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہین سب

یہ ہی آرزو اوسکو کیجے تباہ
کہ بد خواہ میرا ہی کاؤس شاہ

کردن تیرے تئاں سیاہ گران
تو نیزہ اب ترا اے جوان

کہ مہمان تہا ک در سرا بارمان
سنو نام کا لعنکے مجہسے بیان

نہتن نہ بچانے سہراب کو
اگر سہراب رستم سے واقف ہو

کہ سہراب در رستم ہون جنگ آزما
کر جہید و کوشش نہ صبح و مسا

مگر ہووے کشتہ تو سہراب کو
بوقت وغا رستم نا یجو

رہی پہر کسے طاقت کارزار
جو کشتہ ہون یہ دو فولاد گیل سوار

روانہ کیا پیش سہراب گنج
سو افوج کے اوسنے بیدرد و رنج

بجیر دلاور تہا وان قلعہ دار
کوئی قلعہ تہا راہ مین استوار

گیا سامنے اوسکے سہراب تب
سبا زر کیا جبکہ اوسنے طلب

قوی بازو و زور مند و دلیر
دیا اوسنے پانچ کہ ہین جیر

ہلا پر نہ سہراب جب زین سے
بہت زور اوسنے کیا کین سے

اوسے لیگیا پہر گرفتار کر
اوٹہا زین سے پٹکا دہین خاک پر

ہنرمند و دانا شجاع و دلیر
سو وہ پہلوانی مین تہی بینظیر

ہوا وقت پٹکا ز نرہ اسیر
سنا جبکہ گردو لاور جہیب

دلیر نہ آئی پے کارزار
نشانی سے ہو باد پایوار

ہوا یا کوئی طفل پٹکا رجو
گمان لیگیا زین ہی یہ ماہرو

سپہ لیکے سہراب نے نہ پہ تب
لگی بخیطا جہپوٹنے تیز جب

دو نیزہ کیا نیزہ کو بس دہین
دلے دخت نے آہنی چرخ کین

توقف نہ سہراب نے زور تر
دلیری یہ اوسکی جب آئی نظر

پریشا ہوئی سر بسر سر بسر
گرانو دنا کے سہراب پر

کہا داستان نے یہ سہراب سے
کہ ہو نیدہ سے گر رہائی مجہے

رہا اوسکو سہراب نے سہر کیا
دلے عہد و پیمان محکم کیا

گئی خلعتیں جبکہ وہ نامزد ہیں
پدر اور برادر سے رخصت ہوئے ہیں
جو کچھ بیر انکا سیاہ

کہ اس فوج میں ہنا نہیں خواب
گزرتی ہے شب آخر فصل شب
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کناں

شتابی سے توڑا در قلعہ کو
کیا قلعہ میں پیرنل داخل جو
نیا لکھیں ہر جان افشاں

تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
ہوئی خاطر آشفتہ پر خلف وار
اور ہنا یہ ہوش فرخ فاخر

گیا پیش کاؤس گردن فراز
کہا یوں کہ اے خسرو نامدار
جوان ایک آیا ہے توران سے

تماشا یہ ہے عمر میں خود ہے
کم از چار دہ سال کا گو ہے
وے پہلوان ہے جوان دلیر

مقابل ہو جبکہ اوسکے پہیر
تو دہ نیگیا اور مکو کر کے اسیر
گئی سانے جبکہ گرد آفرید

یہ ہے مصلحت ہے کہ اے شہریار
تو غافل نہو عہد کر کر کار
یہ لشکر ہما شاہ اندوہگین

کہ اے پہلوان رستم پہلوان
یلی نامور گرد کشور ستان
تو ایران میں کاہے پشت پناہ

عدو سنو ہے تیری تیغ و سنان
جہانگیر ہے تیر اگزر گران
تو جلدی ہی پہونچو دامغان سے

دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
زبردست اوس سے ہیں پہلوان تمام
سوار تو انا و چزدو ہے

سواے تیرے اے پہلوان جہان
نہیں کوئی اوسکے مقابل میان
ہوا نامہ طیار جب سر بسر

ہوا گو نامے کو نیکر روان
بفرمان شہ سوئی دامغستان
وہاں جاکے رستم کو بادیا

یہ پوچھا کہ اے گیو کہ یہ بیان
کہ کس شکل دلور کا ہے وہ جوان
وہ بولا کہ کہتے ہیں یوزاسپ زن

پہلوں لگا کہنے تب پہلوں
کہ چاہا ہی تھا جس نے گنگان تہمن
تو لہ ہوا تو وے اوس سے پسر

وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوان
جسے سام یکر کہتے ہے جہان
یہ پہر سوچ کرنے لگا نامور

ورونج اوسکی ملک کنیذک کہتی میان
سہلا کے لئے مجھے یکسو نہان
نہتن سے کہنے لگا پہر گیو

کہ پوچھو جو یوان ہو کیسے شتاب
حضور شہنشاہ عالیجناب
وہ بولا کہ کیا اضطراب اسقدر

یہ کہکر کیا جشن ترتیب وان
ہی سات تنکے ہے شادی نہان
یہ پہر گیو نے رزم ہشتم کیا

نہیں اسکے لازم توقف یہاں
بجا لائے حکم شاہ جہان
یہ بولا نامور رستم نامدار

نہیں کوئی جو پہنچے مرے زور کو
یہ ہے تاب کس کی مقابل جو ہو
کہ او نگا جب یکہ جاکے وہان

غنیمت ہے یہ صحبت ہمدگر
کہ ہے آخر کار چلنا او دہر
رہی اوسکے دو روز زخم طرب

ہوا جبکہ روز دہم طلوع گر
تو تیز رالبتان سے باکروفر
رہا ہوا رستم پہلوان

اوسے نیگیا ساتھ اوسکے سپاہ گران
غرض ہو کے منزل بمنزل روان
گیا پیش کاؤس جب پہلوان

کہا طوس سے یون رزد گنگیب
کہ دو نیکو نوذار پر کینہ خواہ

گرانمایہ موقف دران کین کیا
مراحکم لائے نہ ہرگز نجیب

بھوا پر غضب طوس پر شہریار
کہا طوس کیوا انھین سو ہی دا

ستھن نے بجگا دین اسفندیار
خود شد بہ پیر ہوے جون تیز مست

سمجھتا نہین کرکی طوس ہے
مرا گے کہا چیز پر طوس ہے

مخاطب ہوا پھر سوے شہریار
یہ تندی ہی ہو لایق نامدار

تو سہراب کو بھیج اب دار پر
بدا ندیش کو خستہ و خوار کر

کرون آتش ستم کو تیز کر
تو ضد سے ہی کہتے ہے پیر باجور

کہ سر پر کہو اپنے تاج شہی
کہ ملک ایران مین نر ہی

ندیدا جو کر ا مین تاج شہی
پھر بختی تجھ تک کلاہ مہی

یہ کہکر دین خوش پر ہو سوار
روان سوی نابل ہوا نامدار

یہ احوال گودرز سے پھر کہا
وہ سنکر حضور سنسنہ گیا

جو رستم کو آزردہ خاطر کیا
یہ زنہار تجھکو سناسب نہ تھا

توقف نہ کر اضطرابی سے جا
ولا ساتو کہکے ستھن کو لا

یہ ظاہر ہے اور تجھکو معلوم ہے
کہ عاجز ہے دانش سے کاؤس کے

پشیمان ہوا خونچکان بادشاہ
سرانجام کے عہد ہو مدر خواہ

کیے ہی سبی گرد ہر ایک یان
کہ سہراب ہے وہ ولاور جوان

خدا کے لئے اے یل نامور
تو پیر انھین پر ذرا رحم کر

سمندر غربت کی پھر اپنے جان
تہمتن گیا سوی زابلستان

زبان پر ہو گون کے پھر یہ سخن
کہ اک طفل سے رستم پیلتن

یہ سنکر دین رستم پیلوان
پھر آیا حضور شہ جنبروان

یہ تندی و گرمی ہی میری سرشت
نہین ہوتی مجھسے یہ خو درشت

ترا دیر آنا ہوا ناگوار
ہوا جنبد پھر تجھپہ بے اختیار

ہوا رستم گرد بی عذر خواہ
کہ بندہ ہون تیرا مین اے پادشاہ

کرین آج ترتیب بزم طرب
بسر ہم کرین عیش و عشرت مین سب

زبردست تہماتنو س پیلتن
کیا رستم نامور سے حذر

پہر اونے سوی رستم سرفراز
کیا لا جرم ہاتھ اپنا دراز

یہ بولا کہ ہے کونسا نامور
جو لیجاکے کھینچے مجھ دار پر

مجھے جز خدا وند زیبان پاک
خوشی سے کسی کا ذرا خوف باک

سنو گر مہا تند شیلا تراب
کہ بیغارہ ہی شہا یہ غضب

تہمتن سے جا کر کہا پیر بیان
تو شاہی کے لایق نہین زینہار

جو آزردہ دیکھا تہمتن کو لا
یہ کہتے تھے مجھے بصد آرزو

کہ خرچ بندگی کچھ لیا وہ نہ تھا
کہ خونبندگی کچھ لیا وہ نہ تھا

بجا ہی رہا آپنے جو کچھ کہا
ہی سیری سزا تونے جو کچھ کہا

تو بدبل ہوے رہ ہین پیر و جوان
جو آزردہ ہو گیا پہلوان

کہو کیا کیا اے خنا جو
یہ سنکر کہا یون شاہ کاؤس کو

لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان
پشیمان ہوا خونچکان بادشاہ

تہمتن سے جا کر کہا پیر بیان
ہوا دل سے گودرز و زردہ ہین پیران

جو آوردہ ہی سوی ایران سپاہ
تہیرا ہو سکوا ی پہلوان کچھ نہین

تہیہ ہونگے ایرانیان سر بسر
تو ہو رنگا آزردہ تہمتن اگر

کوئی گرد اوس سے قوی تر نہین
کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین

نگہدار ا ظلیم ایران ہے تو
کہ نیست و پناہ طبران ہمہ تو

دلیری کرین اسکے مانند سر
دگر نہ ہون گردان ایران و بر

کہ بے شک یہان سے گریزان ہوا
سیانک ہراسان و ترسان ہوا

کہا پھر کہ اے رستم نام جو
اوٹھا تجھسے اے شاہ ظلیم کو

کہ ہون چاکر و جانثار تیرے ہان
بلایا تجھے اسلئے ہے یہان

تو پھر مین پشیمان ہوا و خجل
ہوا تو جو آزردہ اے شیر دل

مسنتہ نے ارشاد تب یون کیا
جو کچھ حکم ہو ہے سر و لا و ن بجا

سو دشمن کہ زیبد ہمہ ہون جوان
بسحر یان سے لیکر سپاہ گران

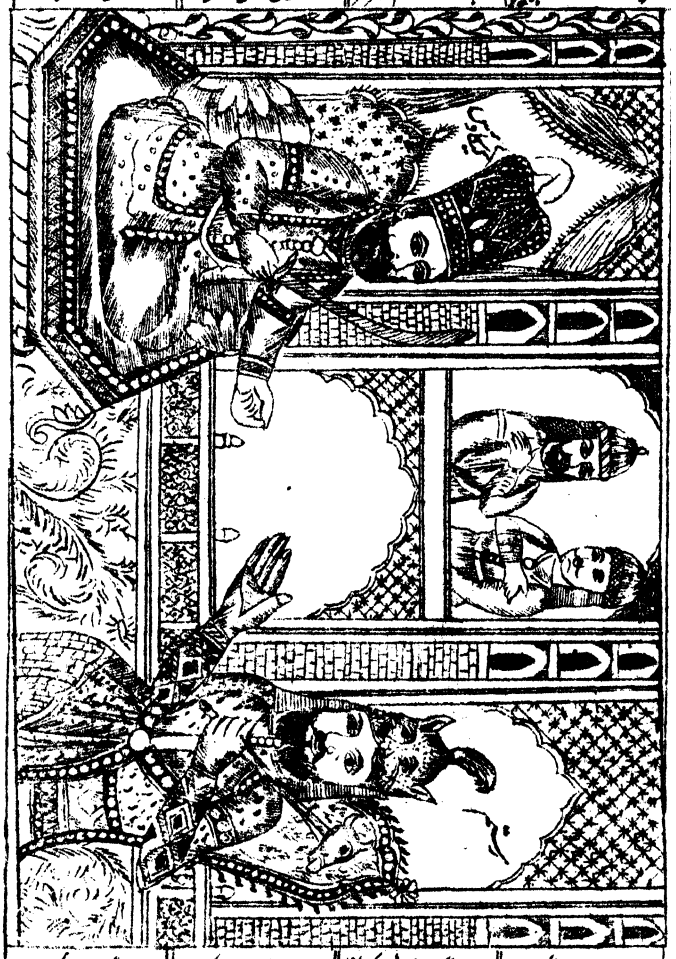
رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بعزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جیکہ مہر سپہر — تو کاؤس سلطان آفاق گیر
بل سلیتن با سپاہ گران — ہوا سوئے سہراب لشکر روان
جو پہونچا وہ نزدیک حصن حصین — تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ — تو دیکھا کہ ہے بیکران سپاہ
جو یہ کثرت فوج آئی نظر — تو ہومان سے ہوش اور گئے سر بسر
کھچا سر پر سراپردہ پیش حصار — نفیر مان سہراب عالی تبار
نظر سے وہ مردم کے ہوکر نہان — لگا کرنے دریافت احوال وان
صبا ہے بزم نشاط و طرب — خوشی سے ہی لال پیتے ہین سب
اوٹھا اور اکر دہین رو بروہ — لگا پوچھنے یون کہ ہی کون تو
گیا وان سے پھر رستم نامور — اور اک شخص ناگاہ آیا ادھر
کوئی دیکھنے کو چلا یا جریغ — تو زندہ کا وان گشتہ یا بار چرخ
نمود اپنی کو کہلا گیا اب یہان — خبر لیگیا آن کر بیگمان
نہ چھوڑون زندہ کاؤس کو — ملاؤن تہ خاک و خون طوس کو
یہ کہتا تھا اے بادشاہ جہان — کروں کیا مین سہراب کا بیان
تکلف نہین اسمین کچھ زینہار — بعینہ ہے ہمنام رستم سوار
سنی اور دیکھی بہت رزم رزم — سی اور ہی اب چرخ فیروزہ رنگ
پراب سنئے سہراب پر رستم کی خفا — یہ ہومان کو اور ہومان نے رستم کے سب

داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

سر چرخ مہر جہانتاب نے — کیا جیکہ جلوہ تو سہراب نے
کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو — کرو اپنی آراستہ فوج کو
تو بخشون رہائی تجھے ندیسے — وہ بولا و مین ہون تو مستد سے
ہجیر اور سہراب یل سہ رو ہین — گئے دانسے بالا حصن حصین
یہ کہکے ہے جلدی تباہ تجھکو تو — کہ ہاتھی ہین جیسے مست روبرو
سوار است کر کیا ہی خیمہ تباہ — وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما — خداوند ہے خیمہ سرخ کا

جب آراستہ اپنا لشکر کیا — یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا
ہجیر دلاور کو کر کے طلب — کہ اگر کے رستہ تو بجھے اب
در دزج آگے مردم کے ہی غریو — بہلا کسلئے کوئی بولے در دزج
یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر — پہنچے سہ اپردہ گردون نظیر
وہ بولا کہ اے گرد بانو جواہ — یہ ہے شاہ کاؤس کی بارگاہ
کہا سہ اپردہ لالہ رنگ — یہ کسکا ہے مجھکو بتا بیدرنگ
کہا پیر سہراب نے مبلزان — سراپردہ سبز کسکا ہے وان



ہمرا ہے جہان کا و بانی مدعا	کہ ہی بگلعلم سرخ و زرد و بنفش	سوا اوسکے چون تخت کاؤس کے	رکھا اک سرا پردہ مین تخت ہے
اگرچہ نہاد اتھ دلاور ہجیر	کہ ہے خیمہ کہ رستم شیر گیر	ولے دلمین اندیشہ اوسکو کیا	مبادا کہین ترک خبگ آزما
سنے نام رستم کا اور نا گہان	کرے خبگ پر خاش جا کر ہان	وہ غافل ہوا و کشتہ ہووے کہین	قیامت ہو برپا و روے زمین

تہ بتلاؤں نام مل نامدار
یہ اوسکا سراپردہ سبز ہے
بتایا تہا رستم کا جو پیشخان
کہ کس نامور کی یہ ہی بارگاہ
سراپردہ رستم پہلوان
کہ بتلا نشان تہتن مجھے
جو پہلے کہا تہا کہا پھر وہی
تو کہہ راست راست اب سر بسر
کروں قید بستی سے تجھکو رہا
بہت ہم سے ساتھ یکینہ آج
مرتھن سے کر تو سچ سچ ادا
زبردست چیتے تو ناآگہ تہا
کہان فوج دیکہی ہین جنگ کو ان
کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشان
شتابان ہوا سو گیا میدان جنگ
کروں کشتہ کاؤس کو مبعدم
تو اگر خام ہو کاؤس کے
کہ آتا ہے اب کو سنا نامدار
ہوا تب خجستہ دو نیزہ مرد
تو کیون نام کاؤس اپنا دکہا
کہ یا انہین ہر کسی گرد کو
تہتن سے یہ باجراسب کہا
بداندیش سے ہو کوئی کینہ خواہ
تو نا چار ہو پر رستم پہلوان
شتیزندہ ہون چلے یا کہ ہم

یہی سلطنت ہے کہ اب زینہار
کہ ہو مایہ رشاہ کاؤس کے
کہا اولین اوسنے کہ ان نے وہان
کہا پیر دراغور سے کر نگاہ
کہا پھر یہ سہراب نے ہی کہان
کہا پھر یا اوسنے رہ لطف سے
جواب اوسنے اوسکو دیا پھیر ہی
اگر جان کی خیر چاہی ہے تو
کروں ورنہ تن سے تر سر جدا
اگہا ہی یہ تندی و قہر و غضب
یہی جی مین ہی تو نہ جانہ ہے کیا
تن اوسکا ہوا شل تناور درخت
کہا سنکے سہراب نے یہ جوان
ہوا خم گرہ بیل نوجوان
دیا نیزہ و گرز و تیغ و خدنگ
عوض زندہ کے رات کہائی تہم
اگر پاس نام اور عزت بہی ہے
یہ کہکر لگا کینے انتظار
کوئی جب نہ اوسکا ہوا نیم مرد
چرا تا ہے دل رزم سے جو تہا
کوئی جلد رستم سے جا کر کہو
دوان طوس مثل تہتن گیا
کوئی اور جا کر سوئے رزمگاہ
لے طوس جب گیا یہ بیان
یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم

کہا یون کہ خاقان چین و یمان
وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا
وہ سب دیکہتا ہون بے عجب
کہ ظاہر کیا اوسنے کچھ اور اب
کہ غیبہ ہے یہ چین کے گرد کا
کہ وہ زابلستان سے آئے ہین
کروں تجہسے صرف لطف و عطا
نہین یہ تیری بات کچھ دلپذیر
تو زنہار اب مجھسے پنہان نکر
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف
تو کیونہ ہے کہ سوا سلطنت کہین
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر
مقابل ہو اوسکے کسکو ہنگام جنگ
کہ رستم کو سمجھین ہین مانند مور
زرہ اور جوشن کیا زیب سر
اوہ جاکے سہراب نے یون کہا
تو تیغ کیونہ ہو مین اک آن مین
سبر فرآ زما مجھسے ہو بیدرنگ
کہا دلیرون ہر اک کے خروش و خطر
نہ جنگ آوردن سے ڈرا جاتے ہے
کہ اے نامداران ایران زمین
ہر اسان و خائف ہے کیسر سپاہ
کر پہلے کروگا مین کارزار
تو پیر مین نبرد آزما اوسسے ہوا
گیا سوے میدان پی کارزار
گئے جبکہ یکسو وہ پیکار جو

سپہ لیکے سیدہا ہی اک پہلوان
کہ نام اور نسکا نہین جانتا
کہ غیبہ ہے یہ چین کے گرد کا
کہ وہ زابلستان سے آئے ہین
کروں تجہسے صرف لطف و عطا
نہین یہ تیری بات کچھ دلپذیر
تو زنہار اب مجھسے پنہان نکر
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف
تو کیونہ ہے کہ سوا سلطنت کہین
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر
مقابل ہو اوسکے کسکو ہنگام جنگ
کہ رستم کو سمجھین ہین مانند مور
زرہ اور جوشن کیا زیب سر
اوہ جاکے سہراب نے یون کہا
تو تیغ کیونہ ہو مین اک آن مین
سبر فرآ زما مجھسے ہو بیدرنگ
کہا دلیرون ہر اک کے خروش و خطر
نہ جنگ آوردن سے ڈرا جاتے ہے
کہ اے نامداران ایران زمین
ہر اسان و خائف ہے کیسر سپاہ
کر پہلے کروگا مین کارزار
تو پیر مین نبرد آزما اوسسے ہوا
گیا سوے میدان پی کارزار
گئے جبکہ یکسو وہ پیکار جو

تو سہراب کے یون کہا یہ جوان
نہین ہی کسیکو یہ تاب و توان

جو مجھسے مقابل ہو میدان مین
کرونگا تجھے قتل اک آن مین

یہ سنکر ہین رستم نامدار
لگا کہنے اے کودک خام کار

نہ کر سختی اب پختہ کار دن سے تو
نہ جنگ آوروں سے ہو پرخاش جو

وہ مین ہون دلاور یل نامجو
کیا کشتہ اکدم مین ہنگام جنگ

وہ کہنے لگا سنکے یہ داستان
نہ جانبر ہوئے مجھسے شیر و پلنگ

یہ سنکر اوسے یاس آفرین ہوئی
مین اوسکا ہون اے اگر تو مرین

ہوا زخم کوئی نہ اون کارگر
لگی چلنے باہم سنان پر سنان

کہ حیران رہا دیکھ یہ چرخ کبود
کیا گرم بازار کین و ستیز

بہم ضرب پر ضرب تھی ہیبریز
رہا سہ نہ زنہا گھوڑ نکین دم

عرق مین ہوا تر سراپا بدن
لڑے اسقدر سر بسر دشمنانہ اوزن

ذرا راست کرنے لگے اپنا دم
وہ سہراب اور رستم نامجو

نہ زنہار دیکھا جہانبین نے شیر
کہ اس قدرت و قوت و زور کا

بہم دونون یکسان و خونریز
کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما

پکڑ کر کمر عہد کر بعد ازان
ہوا پھر نہ اک تیر ہی کارگر

تو دیتا جبل کو زمین سے ہلا
کہ وہ زور کرنا اگر کوہ پر

یہ ہنسکر لگا کہنے سہراب پہر
نہ لیکن ہلا رستم نامور

تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ
قریب آگیا اب جوان وقت شام

تہمتن اودہر کھینچکر تیغ کین
سپہ لشکر شاہ آیا دوان

یہ رستم کے پہر لین آیا ہین
ہزارون ہوئے قتل پیر و جوان

شتابان ہوا سوے لشکر کان چین
وہ غیرت سے ضایع کرے آپ کو

سیاوہ اکہ سہراب ارزندہ کین
عبث ہی یہ بیباکی تہمتن کین

کہین تا وہ سے جا کے ہو زور مجو
تو پہر ہو مقابل مرے بیدرنگ

گہا اے کہ سہراب کے خواہان جنگ
سہ را پردہ مین زر رستم گیا

سواسکے گراب کے خواہان جنگ
بڑا ہی دلاور ہے یہ خردسال

وہ افسردہ سہراب جسمہ گیا
مرا زور بازو ہے کہ ازدہا کا ہزار

وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
روادارہ سے جا کر کہا یہ سخن

ازو دیو کرتا نہین زنہار
کہ اے بخت گر مہتر ہی ہو ظفر

شہنشہ سے رخصت ہو پہلین
تو ہی بخت گر مہتر ہی ہو ظفر

خدا جانے کیا پیش آئے سحر

مبادا اگر کشته ہوں دشت رزم
تو ہمن باپ سے جا کے کہیو یہی
مزدارہ سے جب کہ پکا سخن
تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب
یہ ہومان سے بولا کہ اے نیکرو
وہ پاتا ہوں اوسمیں ہر اسر نشان
یہ سہراب کو اوسنے پاسخ دیا
ولیکن یہ رستم نہیں زینہار

تو پہر رزم گاہوں سے کیجو بہ نرم
ہوا وہ جو کچھ چاہے تقدیر حق
نگاہ کرے گر یہ یل پیلتن
بداندیش مغلوب ہووے شتاب
عجب پہلوان ہے سراہم نبرد
مری ماں نے جو کچھ کیا تھا بیان
کہ رستم کو ہومن خوب پہچانتا
یقین جان تو اے یل نامدار

جنگ رستم و سہراب بروز دوم وزیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تابان جو پر تو فگن
دلے نرم سہراب کا دل ہوا
مصمم کیا تو نے اب دلمیں کیا
سہم محفل آراستے نوش ہون
تو یکہ و ہوتا اور کوئی جوان
نشانی جو کچھ چاہیے ہے عیان
تو شاہد بدل ہے زوال زر کابلسپہ
کہے تھا یہ دلمیں یل پیلتن
یہ سنکے من تہ کیا فراز نشیب
جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کین
نہین چاہتا یہ کہ کشتا جوان
کیا زور رستم نے واں جد بکش
جو کھینچا بکمر کو کہ کر بند کو
گرا خاک پہ جب یل نامور
کیا حیلہ رستم نے او وقت دون

تو سہراب اور رستم پیلتن
سوئی الفت و مہر مائل ہوا
ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
بچنگ نے و نوش و طرب کوش ہون
یہان ننگ ہو ستیز کنان
دلے نام تیرا ہے مجھسے نہان
یل پیلتن رستم نامور
نہین طفل کا اعتبار سخن
کمر بھیجے گفتار مکر و فریب
تو ناچار سہراب بولا رہین
مرے ہاتھ سے کشتہ ہوتے ہیں یہان
گیا آگے سہراب کے کچھ نہ پیش
تو سہراب بیتاب و بیتن پہ
تو سہراب بیشاد و بیتن زینہار
لگا کہنے سہراب سے یہ جوان

پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار
تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو
یہ بہتر ہے ہم تم سخن نہ نخواہ
کرین راستی اور شام و پگاہ
کرین عہد و پیمان بحکم بہم
مرے دلمین پیدا ہوئی تیری مہر
کسی نے بتایا نہین زینہار
یہ پاسخ دیا پہر کہ سن اے جوان
کمر باندھ دشت ہیون کے اوتر
یہ کہکر وہ دونون یل نامدار
ہوا وہ خود شدہ چون پیل مست
زمین سے بہم پشت رستم ہوئی
لیا کونچ پہر خنجر آبگون
یہان کے یہ آئین نہین زینہار

گئے سوئے میدان یہ کہزار
کہا وہ یہ ہنسکر کہ اے تند خو
کرین راستی اور شام و پگاہ
پشیمان ہو اب کینہ خواہی سے ہم
نہ کینہ جو تو ہی زیر سپہر
تو کر نام کو اپنے اب آشکار
پر اہمن نہ تہا رستم پہلوان
نہین مین ہی کودک کو ہی جوان
کہ سر گرم کشتی ہون اب ہمدگر
تو جان مین ہی کشتی مہو حاضر تہے
گلے کرنے کشتی کے فن آشکار
کیا زور سے رستم کو پست
خرابی پر خرچ پر خسم ہوئی
یہ چاہا کہ او سکو کر زخمی خراب
کرے زیر جسکو کوئی اکیار

تو سر کو کر دار سکے تن سے جدا — مگر بار دیگر ہو زور آزما — اوسے قوت و زور سی لاد دیجے — کرے شوق سے قتل سہراب کو
یہ سنکر وہ اوسکے سانے سے — غرض ہاتھ اوٹھایا پھر کینے سے — گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد — طرف اپنی لشکر کے خندان تمام
گیا جبکہ ہوان سے یہ اجرا — کیا اوسنے افسوس اور یوں کہا — کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ — رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ
ندیکھا سنا گاہے فراز و نشیب — تو اک طفل تھا تو نے کھایا نہ تاب — تہ دام آیا تھا شیر ژیان — دیا چھوڑ تو نے کیا تہ یان
ہوئی ہو توی یہ تجھسے کمال — رہائی ترسی اوس سے اب ہے محال — کہ نوجوان نے کہا کیا ہے تم — کرینگا اوسے زیر پھر صعبدم
گیا جبکہ رستم سوئے خیمہ گاہ — رہا تنبکو زاری کنان تا پگاہ — دعا اوسنے مانگی کہ اب یا خدا — وہی زور و دم پھر اوسکو پہلے ہو جا
ادسے ابتدا میں تہا زور سمقدر — زمین چاک ہوتی ہے ہر گام پر — وہ عاجز بہت وقت رخصت ہوا — زمین پر خرام اوسکو دیکھا ہوا
ہوا تہا تب اہبات کا خواستگار — اگر کیجئے ورکم مودے ای کردگار — ہوئی تہی منا جات اوسکی قبول — مراد اوسکی دیدہیں بے تامل
غرض کر کے شب ہا ہی تا سحر — ہوا روز پیشین کا وہ خواستگار — خدا نے پذیرائی اوسکی دعا — وہی زور اوسکو کیا پھر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروزدگر و نوحہ نمودن رستم در ماتش

سحر دیکھکر قوت زور و تن — ہوا شاد مان پہلوان زمن — سپاس مناجات دردگار
گیا شاد و خرم سوئے رزم گاہ — ہوا جاکے سہراب سے کینہ خواہ — یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا
تو پھر آج آیا سپے کارزار — عزیزانہ تنہا نہ ہیں جان زار — تہتن یہ بولا کہ میتک سے جان
وہ کہنے لگے پھر درشتی بہم — ہوئے ہاں نورد کشتی بہم — بہم خوب زور آزمائی ہوئی
پکڑ کر کمر بند سہراب کا — زمین سے کیا پہلتن نے اوسکا — پٹک کر زمین سے اوسے پھر ہین
تو سہ چاکہ یہ گرد زور آزما — جو پھر اوٹھ کھڑا ہو تعجب ہے کیا — غرض کینچکر خنجر آبدار
وہ خستہ جگر کینچوا ایک آہ — یہ بولا کہ تیرے بخت سیر سیاہ — میان مین جو آیا تو پھر ہی مراد
تمنا بھول کینہ حاصل ہوئی — ہلاک عدم جان کی اصل ہوئی — جو دریا مین اب ہو دگر گون زمین
مرا باپ مجھکو بچھوڑیگا دان — ڈریگا ہلاک آن کر ایجان — کہا نام کیا اوسنے تب یون کہا
غم انگیز ہے اوسکی ہر بات پر — تو غمگین ہوا رستم شیلتین — پدا ہو کے بیٹھا وہ بر خاک پر
جب اوس خستہ تن سے سنا یہ سخن — ترے پاس رستم کا کیا ہے نشان — کہ من ہی سیہ بخت رستم ہون آہ
لگا کہنے اوس سے یہ گریہ کنان — کہ صد حیف ای گرد کشور کشا — بہت گرم الفت مرا دل ہوا
یہ سہراب نے سنکے پاسخ دیا — کہ سہرہ ہی بازہ پہ میرے زدہا — نہین زخم سے اب ہے جانکاہ مجھے
نشانی تو دیکھا ہے تو اوسکے دکھا — تو رستم نے پھر خنجر خونفشاں کیا — یہ بولا کہ ایجان من بیگناہ
وہ سہرہ جو دیکھا تو نرہ کیا — تو کشتہ ہوا ہاتھ تھ سے میرے آہ



پسر کو کسی نے تبھی یہ نہ جانا
نہیں یہ ہوا جو ہر ہر گز کہیں
رہوں گا کہ فتار رنج و الم

یہی صاف ہے کہ ہوئیں ہلاک
کروں اپنے سینے کو خنجر سے چاک
نہیں چارہ زنہار بس قضا

تڑپتا تھا سہراب بسمل اودھر
اودھر رستم گرد ستا فوجہ گر
کہ رستم ہوا رستم بہلوان

تو سمجھے ہی دلمن پیر و جوان
کہ کشتہ ہوا رستم بہلوان
کہ رستم سے خالی ہوا ایران

گئی یہ خبر پیش شاہ جہان
کہ رستم سے خالی ہوا ایران
مبادا ہو اکشتہ رستم اگر

سوئی زر نگہ جا کے لاؤ خبر
مبادا ہو اکشتہ رستم اگر
نہیں تاب کہتی یہ ہر گز سپاہ

جو سر سے ہو دور کہیں کینہ خواہ
نہیں تاب کہتی یہ ہر گز سپاہ
کہ ایسا نہیں کوئی ایرانیوں

نچھوڑیگا زنہار مجھکو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فائدا
نہیں چارہ زنہار بس قضا

کہ اُسے ہے بہت پیر کہ یہ سوار
جو مر یکہا کہ رخش بل نامدار
کہ اُسا ایک لشکر میں تو رد خورد ش

اودھر ایک لشکر میں تو رد خورد ش
دہن اور گئی یکقلم سے ہوش
اودھر جاؤ دوڑا کے اب مارگی

کیا حکم رستم نے کہ کیا سارگی
اودھر جاؤ دوڑا کے اب مارگی
کہ ایسا نہیں کوئی ایرانیوں

تو بھیجا وہ کر تدبیر کہنہ اودریاں
سواران لشکر گئے جب ادھر
تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پہ

کرے ہے خان او پہلوان سے
تڑپتا پڑا دان بھی سہراب سے
یہ جانا کہ زخمی ہیں دونوں جوان

اوٹھا کر سر پر رستم نامور
لگے پوچھنے سب کہ کیا ہے خبر
زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن

ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
رہا گیا حیات ظلک یا دم
مری رو دو سر پر پٹکنے لگا خاک

یہ کہکر زمین کھینچ خنجر لیا
لہو تن سے کر اپنی گردن جدا
پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہاتھ

زواره نے پارہ گریبان کیا
غم و درد سے شور و افغان کیا
کہا پہ پہ سہراب سے کیا ہے حال

جگر پر مرے زخم کاری لگا
نہیں کچھ بہر دسا ہی اب زندگی کا
یل پلتن کے سرا یا نشان

ہجیر سیہ بخت سنتے ہی بارہا
جو پوچھا تو پوشیدہ اوسنے رکھا
مجھے نام رستم بتایا نہیں

مقابل مرے جبکہ رستم ہوا
تو پریشان حال اوس سے ہر دم ہوا
رکھا اوسنے بھی نام اپنا نہان

کوئی کیا کرے کسکا ہی اختیار
نہیں چارہ تقدیر سے زنہار
پسر کی اجل باپ کے ہاتھ تھی

یہ احوال سنکر ہوئے نوحہ گر
ندارہ او ہر او رستم او دہر
لگے کوٹنے سینہ و سر وہان

یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا
کسیکو نہیں اس جہان میں بقا
نہ تم گریہ و نالہ استادکرد

سجل تمکو میں بے کیا اپنا خون
دے اتماس اب ایک کرتا ہوں
کہ زنہار اب رستم ارجمند

نہو جاکے تر کوں سے پھر منیہ خواہ
نہ کیجیو سوئی ملک تو ران سپاہ
کہ مولہ مرا ملک تو ران ہے

اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر
مراعات کرتا میں تمام دہر
پدر بعد میرے مدارا کرے

جگر خستہ نے جو کہ اوسدم کہا
تہمتن نے یکسر پذیرا کیا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو

جو ہی خاص تر تو شد ارد وہ لا
مگر اوس سے چارہ ہو سہراب کا
دہین آگے پیش شہ نامدار

لگا کہنے لشکر پہ شاہ جہان
مہیا ہی دہ تو شد ارد جہان
کہ جس سے ہو سہراب پیرہ درست

پرائے پہ مرہم نخستہ صفات
کچھ ہی یاد رستم کی اوس دم زبان
کہ کیا کیا مجھے ناملایم کہا

کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
رہ و رسم دی ہاتھ ہی اوسنے سب
تخمہائی دشوار لشکر گیا

سوا اوسکے سہراب کی گفتگو
سنی خوب تو نے و دو قف ہی تو
سمجھ اپنے دل لیکن فہمیدہ ہے

کہے تا وہ مردم سی ہر دم یہی
کہ رستم کو دیدن نخستہ تاج تھی
رہی سہر یہ از رنگ اڑ خسہ کہان

سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
گیا پیرہ پیش یل پلتن
بیان کرنیکا رون تجسیہ ہی شکار

تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند
گیا آپ پیش شہ ارجمند
ہرا ہ ہوا جبکہ پہونچی خبر

کہ سہراب کا کام آخر ہوا
نشان شگفیا نام آخر ہوا
گیا نعش پر او یکی زار ہی کہان

نخستان کرکے کہنا تہا یہ دسہم
مری باتہ دا جیہ ہین کہ نظم
جہانہین پہلوانہ قتل کہنے کیا

سنے جبکو مان اوسکی تب کیا کہی
جو کچھ وہ کہے سو نہ بیجا کہے

وہ اسباب اور خیمہ سنا جبکہ
جلا کر کیا خاک پہ سر بسر

گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس
جو دیکھا تو وہ ہے بہت بیحواس

ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر
کوئی دیر جاوے کوئی زود تر

کہا عرض رستم نے اوسا جبدار
ہوا سو ہوا کچھ نہیں اختیار

یہی عرض کرتا ہوں اب بار بار
یہ لطف و کرم کا ہوں امیدوار

کرو رخصت اوسکو بغیر و نگار
یہ ننگ لگا کہنے وہ شہریار

پذیرا کیا مین نے تیرا سخن
مجھے پاس خاطر ہوا ہے یہ تن

روانہ سے رستم نے تیہ پون کیا
کہ جیحون تلک ساتھ ہو جان کے جا

معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم باتابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال دولت سوی تخت گاہ
روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ

غرض یکے تابوت سہراب کا
پراگندہ دل شہر مین جب گیا

خروشان و گریان گئے گھر بملک
قیامت تھی برپا بزیر فلک

کہ بر پا ہوا شور محشر مہوا
منغص ایک رو کے زمین پر ہوا

گئی جب یہ سوئے سمنگان خبر
تو تہمنہ کو غم ہوا اسقدر

کیا کوچ مردم نے سہر دور کر
دیکن جلے سر بسر جو سہر

گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ
کیا قتل رستم نے سہراب کو

تہتن سے جا کر کہا یہ سخن
سپہ اپنی رستم کے ہمسر تہن

رکھے ہی تھی حمل مین اب لزم جرم
سویتان باطل کینہ خواہ

یہ شنکر سہراسیہ رستم ہوا
کہ تہمینہ آپہونچی اے پلتن

سراپردے مین اوسکی ہی جو گیا
کرے سر کو تیرے قلم دقت زدم

نکل آئی تہمینہ پردے سے تب
پشیمان بہت دل مین اوسدم ہوا

نشستان کو رشک گلستان کرو
کہا زال نے سوی خانہ چلو

مرے آگے رستم کو لاؤ شتاب
کیا پیش تہمینہ جب پہلوان
پکڑ ہاتھ اوسکا سیاوزل نے
بدم سے جو پھر نا ہو سہراب کا

کیا جینے یوں آہ کہہ کر خراب
تو کہنے لگی اوسنے ہر خنجر جانستاں
یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے
تو کر رستم و زال کا سر جدا

مین پوچھون یہ اوس سے کہانی جو
یہ جا کر رستم کا چیرے شکم
کہ اگر تقدیر پر کچھ نہین اختیار
غرض خوب سمجھا کے وہ نامور

کیا کہنہ کہ مین تو نے فرزند کو
کرے غرق خون اوسکو بیدرد غم
نہین چارہ پیش قضا زینہار
کیا یکے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بسیستان رستم پہلوان بتفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم و بعد انقضاے مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم والم سہراب در یک سال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار
قوی بازو وہ گل برخ دلارام
وہ تہمینہ رہتی تھی غمگین و رام
پس از مرگ سہراب وہ بیمثال
یہ قصہ تو مین کر چکا سب بیان

ہمیدان لگے رہنے میدان و شہار
تہمتن نے رکھا فرامرز نام
تصور تھا سہراب کا ہر صبح و شام
رہی زندہ بارنج و غم ایکسال
داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش

ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر
سپرد ایک دایہ کو وہ مہ بین کیا
دلاور سکا نا تا لان قبرہ خو خوکیان
نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار

ہوا بچہ شاہ نجیب السیر
نگاہ پرورش پانے وہ سرو لقا
گئے آہ کرتی ہی نگاہے خفان
وہ دی بیمہی جان اپنی انجام کار

سیاوش کی آگے نمود اسکان

از بطن دختر شاہ بلخار و برائے تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بہنیہ خرم و دلکشا
پڑی ناگہان ایک دختر نظر
یہ پوچھا جو اونسے اے سرو لقا
اگر شیوہ زار و بیہمان ہین ہے نام
کہ تورانزمین کا جو ہے بادشاہ
کہ مینے سنا ہے شتخو ہے پشنگ
خدا ہو کے تب نسل دادار مجھے
گذر اب جیحون سے آئی ادہر
پیادہ ہوئی چند فرسخ روان
ہوئے خواستگار بہ سیمبر
جسے حکم دے خسرو نامجو

کہ زو یک در آیے جیحون کے نا
پری پیکر و مہوش و سیمبر
تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا
وہ نسل فریدون سے ہی ذوالکرام
پشنگ و لاور خداوند جاہ
نہ کچھ زشت خو زشت رو ہے پشنگ
نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے
کیا اسپ پر باندگی نے اثر
ہوئی آکے اوس شب مین مہمان
لگے کہنے یہ خاش با ہمدگر
دے فتوی جسے اس پر یہ گیرو کو

گئے ایکدن وان برائے شکار
لباس اور زیور رہا شاہانہ
بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی
مجھے چاہتے تھے بت نامجور
مرا بانہی ہے ساتھ اوسکے عقد نکاح
کیا مجھسے جب ذکر اسبات کا
نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار
غرض جبکہ رفتار سے رہگیا
وہ دونون جوان اور سپہ پایل ہوئے
ہمیں بعد پرخاش پا یا فرار
گئے یکبہ پیش کاؤس شاہ

سیم طوس اور گیو جنگی سوار
کہ رستم سہ آن دختر غضنفر
کہ دختر ہو مین شاہ بلخار کی
ولیکن یہ چاہی تمامیر اپدر
نہ زنہار رسوائی مجھے صلاح
تو بس ما فکار دین نے کیا
شتابی سے لی دین نے راہ فرار
تو بہ راہ مین چھوڑ اوسکو دیا
خدنگ نگہ کے وہ کہایل ہوئے
کہ لے چلئے پیش شہ نامدار
ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ

بکیونکر نہ زنار شہ نے دیا | پہ پھیرہ کو پاس اپنے رکھا | نہ بہا عقد باہم بآئین دین | ہوئی حاملہ پہر وہ زہرہ جبین
گئے نو مہینے جب اوپر گزر | تو پیدا ہوا پور رشک قمر | نظر کرکے طالع پہ شہزادہ کے | منجم شمشہ سے کہنے لگے
کہ اے شاہ اسکے پر شان ہین بخت | ہوا سنکے غمگین خداوند بخت | سیاوش رکھا نام شہزادہ کا | وہین پرورش پہر وہ پانے لگا
ولیکن دل شاہ تہا پر ملال | تہا رہبت کا کچھ اوسکے خیال | کہین اُن دنون ستم آیا وہان | لگا کہنے اے حشم رحشم روان
اسے زابلستان مین پہنچا دین | ہنر ہائے شاہانہ سکھلاؤ نہین | کیا شاہ نے دوہن اوسکو سپرد | غرض لیگیا زابلستان مین گرد
نہر پروران کے حوالے کیا | ہوئے پہر وہ مصروف جمع وسا | طریق ہنر ودنشکار وادب | ہنر ہائے شاہانہ سکھلا سب
سیاوش جہانمین ہوا بینظیر | ہنرمند و داتا شجاع و دلیر | سیاوش نے رستم کو پہر ا کر دوز | کہا یون کہ اے رستم نیکروز
کہ حاصل کردن یا پیوس پدر | یہ سنکر مہیا کر اسباب جاہ | زر و نعمت و اسپ و فیل و کلاہ
زوان ہو جیے با نشاط و طرب | وہ بولا کہ تجہہ بن نہین جا و نگا | تہمتن نے پہر پاس خاطر کیا

باریاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشوا رفتن سران سپاہ

گیا ساتھ شہزادہ کے آپ بہی | حضور شہنشاہ با صد خوشی | ہوا دیکہکر شہ فرین طرب
سبت لطف مصروف اوپر کیا | سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا | تو رستم کو بہی آفرین خوب کی
حضور اپنے پہر شہ نے ہافتگان | کہا اوسکو ہوتنوں کے کمال | کہ ملک اسکو دے لہور اللہ کا
سیاوش کرے تکمہ انی دہان | بجاہ و حشم ہو کے یان سے روان | جہاندار کی زہ جہ اولین
یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے | کہ اے شاہ یہ آرزو ہے مجھے | اوسے تخت دا ساتھ اوسکے کرون
جہاندار بولا کہ بہتر ہے یہ | سیاوش کو راضی کرا اے سپہر | تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا
سیاوش پہ عاشق تہی وہ زہ جبین | سیاوش گیا جب تو اوسنے ہین | لئے اوسکے بوسے کہی دوڑ سے
ہوئی گرم مہر اوس سے جہ بہ ری | وہ سمجہا کہ ہے الفت مادری | کہ سنبل سی بادشاہون کے تین
اونہین طلب کرکے باصد خوشی | سیاوش سے سودابہ کہنے لگی | ترے تخم سے اک پسر ایچہان
خداوند ہو تخت و دیہیم کا | شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا | کہ وہ میری دختر کے ہونگے پسر
یہ دختر جو حاضر ہین میری حضور | کہ ہین جسمین مین بنفشہ کمان و حور | تمنائی دل تا کہ ہو وہ حصول
رہا سنکے خاموش وہ نامدار | یہ پاسخ دیا رستم سے زہیار | کہ مان یہ حقیقی مری کہہ نہین
یہ کیا ذکر جو مہر و تعشق کرے | تجہہ نہین گر عداوت کرے | خدا اوس سے بہتر ہے اندر احتراز
وہ کہتی تہی تلک کہول اپنی زبان | یہ دلتنگ و لبستہ تہا نیچہ رستان | جو دیتا نہین بالکا کچہہ جواب

اوسے لیگئے پیشوا آگے سب | ہنر پر جب اوسکے ہوئی آگہی | کہ اسکے تخت دا ہو ہمسر ترا
یہ دل چاہیے تہا پہر تخت دہر کا | کہ اتنے مین سودابہ یہ جبین | سیاوش کو اک دختر خواندہ دون
طلب اوسنے شہزادہ کو جب کیا | پکر تنگ آغوش مین نون سے | کہی دختر خواندہ زہرہ جبین
ہوا موبدان سے یہ مجکو بیان | یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجھے | تو انہین سے کر ایک کو انتخاب
کیا یہ یہی اندیشہ دلمین وہین | سوا اسکے کہتے ہین سب سحر یار | وہ سمجہی کہ ہے اوسکو شرم و حجاب

کیا سب کو رخصت اکیلی رہی
سیاوش سی سپہ یہ یکایک کی
کہ اگر اشتابی کو اب کام دل
کہ حال مجھ پر ہووے آرام دل
سپاہ جہاندار کاؤس کے
سراسر مرے تابع حکم ہے
جو کاؤس ہوئے سر کوہ نامدار
یہ چاہی بنالے وہ آئے فرار
یہ سوچا ملک زادۂ نامور
کہ تندی و سختی کروں کچھ اگر
نہ دیکھا کوئی چارہ جز انقیاد
بنا چار بولا وہ فرخ نہاد
دلیکن ترا کچھ ادب چاہیے
اوہ بہتر ترا بھی کہا دیکھے تو
کیا اوسکو رخصت بلطف و ادب
کہا یہ کہ اوس سے دنست شب
ہوا شاد و خرم شہ ذوالکرام
تو اوسکو اسباب شادی تمام
زر و گوہر و نعمت بیکران
ترے واسطے شہ سے لائی یہاں
یہ سب نعمت و دختر خشک ماہ
سجھے زندگی اب انکی میں بیاہ
کہا جاکے اے شاہ روئے زمین
سیاوش مرے پاس آتا نہیں
وہ لائی زبان پر سخنہای دوش
کہا کچھ نہیں عشق میں میرے ہوش
تو ہمخواب ہو مجھسے دلشاد کر
مجھے بند سے ستم کے آزاد کر
تو ہے بانوی شاہ کشور کشا
بہلا سطح مجھسے ہو کچھ خطا
کیا شاہ نے اوسے انکار جب
وہ سودابہ فتنہ انگیز شب
سیاوش وہاں سے شتابان ہوا
وہ دامن چڑھا کر گریزان ہوا
غرض فتنہ ایک اور سنجر برپا کیا
کہ اکبارگی شور و غوغا کیا
خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا
پریشان کئے بال سر تا بپا
یہ سنکر گیا خسرو نامور
یہ احوال سودابہ کا دیکھکر
کہ تنہا ہوں میں تجھسے اے خاص و عام
بچا یا ترا مجھے زور سر پنجہ سے
تو اوشی تخت سے ہو کے برخشم و کین
وہ ناپاک عصیان سے دامن رہا
لگی کہنے سودابہ کر کے فغان
یہ کہنا بجز راستی نر نہیں
کیا پارہ پارہ گریبان کو
کہ باطل ہے گفتار یہ سربسر
نہ بیٹھی وہیں بھی اوسکے اشتاد دران
سیاوش کا جامہ تھا بو سے تہی
لگا پوچھنے کہ حقیقت ہے کیا
کیا یہ ارادہ کہ بخوف و بلک
ساجب یہ قصہ ہوا پر غضب
کیا اوسنے احوال سارا بیان
لگا سونگھنے اوسکے ہر درخت کو
ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین
کہ عاشق ہو نہیں تجھسے اب مہ جمال
ہوئی منقضی مدت ہفت سال
کرو نگا میں فرمانروائے جہان
تجھے بعد کاؤس کشورستان
اب اپنے شہزادے کو دے کے دوا کے
فریب اوسنے ہر چند اوسکو دیئے
سیاوش سپہ کینہ کچھر برنگ
اوٹھا جب تو سودابہ بیدرنگ
بلا کوئی سر پر مرے لائے یہ
سیاوش غضبناک ہو جائے یہ
یہ البتہ میں نے پذیرا کیا
بے عقد دختر جو تو نے کہا
تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی
سیاوش نے یہ بات جسدم کہی
ملکزادۂ نامور نے نشا
کہ دختر کو میری پذیرا کیا
یہ پیغام بھیجا کہ اے نامور
سیاوش کو اوسنے بروز دگر
تکلف سے بینے مہیا کیا
سوا اوسکے اسباب شادی جدا
گئی سپہر حضور شہ نامدار
نہ آیا وہ شہزادۂ کامگار
ملکزادۂ نا چار پھر واں گیا
شہنشہ نے اوسکو تقید کیا
نہ نہ موڑ زنہار اے رنگ ماہ
جوانی یہ میرے نہ کر اے نگاہ
توقع یہ مجھسے نہ رکھو نہیں
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
کہ اس کام پر رکھئے مجھکو نہ صاف
یہ کہتا ہوں میں تجھسے اے خاص و عام
سیاوش کے دامن کو پکڑا وہیں
اوشی تخت سے ہو کے پرخشم و کین
بلا کیا ترے سر پہ لاتی ہوں جہاں
لگی کہنے سودابہ کر کے فغان
کیا چاک چاک اپنے دامان کو
کیا پارہ پارہ گریبان کو
تلفین کرنے غوغا و شور و فغان
رہ مکر سے اوسنے ظاہر کیا
کرے سر پہ دامان عصمت کو چاک
سیاوش کو شہ نے کیا طلب
وہ را تینہ نہ کیا یہ عیان
شہ نامور خسرو نامجو
کیا خوار اوس حیلہ گر کو وہیں

اگرچہ پیتلو بھت کمینج تیغ
کرے سر کو او سکے جدا بیدریغ

سیاوش کہ پیدا کرے کچو نساد
خلل ملک مین آوے بدنہاد

شبستان مین سے کوئی تا زمین
نہ تھی مثل سودابہ نازنین

بسودابہ سے شاہ نے پھر کہا
سیاوش کو دیکھا تو ہی بیخطا

دے بات اوسکی شہ نامدار
نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز

ہوئی خوش وہ سنکر یہ ظالم بہت
کیا شاہ دیکے اوسے سیم و زر

وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئی
فلانی حرم مے جو تیری شہا

آگاہ شاہ حیرت سے کرنے لگا
کہ ہنجواب اوسنے کیا تجھے

کہ کیا کام اوسنے کیا ہی قصب
طلب اہل تنجیم کو دان کیا

خبر انہنون نے اب وہ مجھی
یہ تخم کیان سے ہین زنہار

تو سودابہ سے شہ نے جا کر کہا
نہین اونکی کچھ بات پر اعتبار

کہ بیچارہ شہزادہ تنہا گیا ہ
ستم ہی ستم ہی غضب سے غضب

ہوا اسکے ناچار تب شاہ دہر
وگرنہ نہ ایذا ذرا پائے گا

نہین اتھی کوئی اسپر گزند ال
سیاوش گیا آگ مین بیخطر

ولیکن یہ اندیشہ دلمین کیا
سودابہ اوسکے تہا مبتلا اوسکا

بہت خرچ تھی اوسکے فرزند ہی
غرض اسلئے درگذر اوسی گی

تو خاموش ہورا نہ کو کر نہان
ہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا

اسی فکر مین تھی وہ بی ترش رو
لگی کہنے سہراب سے وہ کینہ جو

کہ اس حیل کو کردی اسنے قضا تو
کہ ہین تا کہ خود وہ سب سے برسر

وہ سودابہ اور جہز و ناسجھ
یہ پوچھا کہ یہ رو خوعا ہی کیا

کہا شہ نے لاؤ اونہین زندہ تر
کہ بیخطا سے تنگ گذارش کیا

مری بات کا مجھکو باور نہ تھا
بہت اپنے دلمین پشیمان ہوا

کہا اونکے طالع پہ کرکے نظر
لگے غور کرنے وہ شام و سحر

عیان سر بسر پیش شاہ زمن
تہتی ہے دُرتے ہین اختر شناس

سزا وار ہے قتل اہل خطا
شہ نامور سے یہ کہنے لگی

یہ کیکر کیا زہر قاتل شتاب
پر ہوا گ کے در میان ایکبار

لگا کہنے تب شاہ یہ وہ جوان
کہ بیخطا اشتکارہ ونہان

سلامت وہ نکلا پر انجام کار



سیاوش کو نشہ نے بغل میں لیا	سر و چشم پر اوسکے بوسہ دیا	ہوا سخت سودا پہ پرخشناک	کہا یون کہ کرنا ہوں تجھکو ہلاک
ولیکن بنفاعت سیاوش نے کی	بیانہ ہی چاہا تہا کاہ دن ہی	سر خون سے گذرا تہا دین پناہ	غرض اوسپہ کی رحمسے نگاہ

داستان فتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودا پہ ذسکو پریشیں تہی	سیاوش کی ناحق ہوا فوج تہی	ملکزادہ کے خون کا قصد ہوا	پسند بیرحمی اوسکی طبع دغا

خطرناک رہتا تھا وہ نامدار
وعا مانگتا تھا یہ بیل و نہار

یہ پہنچی خبر اُن کے دشمن کا گمان
کہ تورانیوں سے آیا لشکر گران

ہوا خشمناک اور کہنے لگا
کہ اے نامداروں جنگ آزما

کبھی صلح جو ہوں کبھی کینہ خواہ
یہ کہتی ہیں دلمیں فیل سپاہ

سیاوش نے گاؤں سے یہ کہا
کہ اے شاہ شاہان کشور کشا

گھبرائے نہ تجملو کہ کہاں سے یہ تاب
جو ٹھہرے وزیر افراسیاب

یہ مقصود تھا اوسکو اسباب سے
کہ دوری ہو اوسکی خصم بد ذات سے

وہ بولا کہ اوس سے یہ کمتر ہیں
ہنر اور قوت میں ہمسر ہیں

حضور شہنشاہ جوہر شناس
کیا پہر تہمتن نے یہ التماس

کرو آپ تکلیف ہرگز نہ اب
رہو یاں بآرام عیش و طرب

اور نیز الغرض وہ کیا سامان جنگ
روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ

وہ یاں جو تھا تھکوران نامزد
سو آیا لے کینہ خواہی وہ دد

نہ ہرگز رہی طاقت کارزار
ہوا جاکے محصور انجام کار

دلاور تھا اگرشیوز نامور
ہوا وہ کہ کمتر تازیان شاہ کام

رہا خوب دور و رنگ خوب خوب
کیا فوج ایران نے اوسکو تنگ

گرفتار ہو جیحون سے گذری شتاب
گئے خستہ دل پیش افراسیاب

کہ سکر روان بلخ سے پیشتر
گذر آب جیحون سے باگرد فر

سران سے لیے یہ اوس نے کہا
کہ جلدی کو مت کام فرماؤ را

سیاوش نے مرقوم نامہ کیا
لکھا یہ کہ اے شاہ کشور کشا

گذر جائیں جیحون سے گر حکم ہو
سپہدار توران سے ہو زر مجو

اگر یہ نہ جیحون سے آیا ادہر
تو ہر گز نہ اوہ کا رارہ نہ کر

شتابی کمین یاں سے مجھکو نکال
کہ یا حضرت ارزود والجلال

یہ سنکر جہاندار العیجناب
اور ہر سپہ ہوا عازم افراسیاب

نہین عہد و پیمان پر استوار
بداندیش ترکان نخوت شعار

کرون اونکو آوارہ و تشنہ خوار
سپہ کینہ جنکر بلخ تک ابکی بار

کرون جاکے اوسکو تباہ و خراب
مجھے بھیجئے سوئے افراسیاب

تو پی جنگ ہین اوسکے پہلوان
زبردست سے جسنے وہ ایجوان

بداندیش سے جاکے ہون نہ محو
یہ بہتر ہے مین آپ لیکر سپاہ

سد افوج توران پہ غالب رہا
یہ لشکر بھی اپنا ہی جنگ آزما

مجھے کیجئے رخصت اے شہریار
کہ ہمراہ ہشت شہزادہ نامدار

بے جنگ ترکان نخوت نشان
ملکزادہ اور بندہ کافی ہی یان

دلیری سے پہونچا در بلخ پر
وہ شہزادہ اور رستم نامور

تو بس اوسکی دو ہین رکھ گریز
ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز

سپہ لیکے داماد افراسیاب
یہ سنکر سو بلخ سے پہونچا شتاب

ہوا شہر از دی خوا ہان جنگ
بہم متفق ہو کے پہر بیدرنگ

تو ناچار گرشیوز دتازیان
ہوئی رزم کی یہ نہ تاب و توان

یہ شہزادہ نے پیر ارادہ گیا
ہوا بلخ مین داخل شہزادہ کا

کرے اوسکے لشکر کو کیسا تباہ
سپہدار توران سے ہو زر مخواہ

وہ کیجو کیجیے جو تجھے شہریار
تو لکھکہ شاہ کو نامہ اے نامدار

اور اپنا ہوا بلخ مین بندوبست
گیا حاکم بلخ کھا کر شکست

کہ سخت پیکار افراسیاب
لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب

ہوا بلخ مین بہر توقف کنان
سیاوش بفرمان شاہ جہان

جہان تا پہلوان تورون ہمان
گہ جب وہ گرشیوز تازیان

تو تا گاہ آیا نہ ظفر ایک خواب
گذارش کیا اوسنے احوال جنگ

ہوا ہول سے اوسکے گرم فغان
یہ سنکر اوڑا اوسکے چہرے کا رنگ

سناجب تو گرشیوز آیا دمان

یہ پوچھا کہ اے سرورِ نامور
تجھے خواب میں اب پڑا کیا نظر

یہ کہنے لگا اوس سے افراسیاب
کہ اسوقت دیکھا ہے میں خواب

نمایاں ہوا ابر میں ایک بار
ہوا رنگ سے ایران کے آشکار

کیا میری لشکر کو اوسنے ہلاک
ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک

جوان ایک شاہ رشک خورشید و ماہ
وہ مثیا تہا نزد یک کاؤس شاہ

ہوا دکھ مجھ از بسکہ اوسوقت درد
خروشان ہوا میں اٹھکر فی الفور

نہ دلمیں ذرا خوف و اندیشہ کر
میسر تجھے ہوگی فتح و ظفر

طلب اوسنے افشوردہ دل کو کیا
مفصل کہا جو خواب کا ماجرا

ولے ایک کئے عہد و پیمان لیا
سپہدار تورانیوں سے یہ بولن کہا

وگر نہ خرابی پڑے گی نظر
سواب اگر ہو جاوے تو عہد گر

دوان مہر کیا شہ نے دامادکو
سو بادشہ زادۂ نام جو

گیا جبکہ گرشیہ زنام جو
سیاوش اوٹھا وہیں بتعظیم کو

سیاوش ہوا دیکھکر شادمان
پہر اک بزم آراستہ کی وہان

اوسکا داد میں داماد افراسیاب
ہوا جاکے سرگرم آرام و خواب

ہوا آشتی خواہ افراسیاب
تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب

ولے سخت مکار ہی بدنہاد
نہیں اوسکے کچھ قول پر اعتماد

جنہیں ہم کہمیں سو وہ آوینگے یہاں
برسم گروگان رہینگے جاوداں

ہمیں وسطِ صلح منظور ہے
وگر نہ وہ آشتی دور ہے

یہ احوال لکھ اوسنے فاصد نشاں
روانہ کیا پیش افراسیاب

بخارا و خوارزم اور چاچ بہی
سمرقند و سنجال کے تہی سبہی

تہمتن نے خبکا لیا نام تہا
روان پیش شہزادہ اوکو کیا

فکر صلح کا شہ کو احوال سب
کئے تھے تورانکے ارسال سب

لوٹی ہوں اوسے اوسکے ہوش و حواس
بست و لیں اوسکے ہی خود سر اساس

گر تیر اسعادت ہے پرورد گار
ظفر مند ہوگا تو اے شہریار

حضور شہنشہ جو رستم گیا
یا ماجرا سب بیان صلح کا

جو کہیا رگی تو خنجر شان ہوا
ہر اسمان ہوا دل پریشان ہوا

کہ اک دشت میں سینکڑوں سائبان
مری فوج بہی ہے وہان اوجین

وہین بادہ صرصر ہویدا ہوئی
پہر اوسمیں سے اک فوج پیدا ہوئی

پکڑ کر مجھے لے گئے مردمان
شہنشاہ کاؤس تہا جہان

اوٹہا وہین اور کینجکر اوسنے تیغ
کیا جاک سینہ ترا بیدریغ

لگا کہنے داماد افراسیاب
کہ بیکس ہوتی ہے تعبیر خواب

یہ تعبیر اوسکی نہ آئی پسند
گیا دل سے سر کے خوف گزند

ہوئے سنکے خاموش دانشوران
کہ تہا دلمیں ہر اک کے خوف جہان

کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
سیاوش سے اے شاہ ہو صلح جو

پسند آئی گفتار اخترشناس
عطا کی اوسے نعمت بیقیاس

فقط نامہ اوسکے حوالے نہا
تکاپف بہی انواع وہ لے گیا

وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
پے آشتی اوسنے کی التجا

ہوئی محفل آراستہ عیش و طرب
گئی انقرض جب گذر نصف شب

سیاوش نے رستم سے پہر یہ کہا
کہ اے سپلوان صلحت اب ہی کیا

کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کہ مال
کیا آشتی کا تب اوسنے سوال

فرستادہ کو دیجئے یہ جواب
کہ گردان و خوشیان و افراسیاب

تعلق ہی ایران کے جو کچھ کہو
کہ اوس سے بہی اب رہو برقرار

سحر جبکہ گرشیوز آیا وہان
کیا اوسنے مرکوز خاطر عیان

کیا شاہ توران نے تحفہ قبول
ہوئی آرزوئے دلی سب حصول

عزیزان و خویشان و فرزند و زاد
ولیران و گردان و دہاقی نژاد

ہوا شاد و تہنیت نامہ دار
تہمتن کو بہیجا سوئے شہریار

سنی تہی خبر شاہ نے بیشتر
کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر

سوا اوسکے اختر شناسوں نے بہی
کہا شاہ کاؤس سے تنہا یہی

کہ تینوں کے انواع اوراسیاب
وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب

وہ ہوگا تب بادشاہ جہان
ہمیں صلح منظور ہے پہلوان

یہ سپہر رتم سپلوان نے کہا | کہ ہے جنگ سے صلح بہتر شہا | کہا شہ نے تم صلح کرنے ہو گر | تو نمین اور کو بھیجتا ہون اودھر
تہتن نے آزردہ ہو کر کہا | کہ حاضر رہونگا مین یار جسروا | روانہ کیا طوس کو شتاب | جہاندار نے سوی افراسیاب
کہا کچھ تامل تو قف در نگ | یہ کیجیو ذرا ہو جیو گرم جنگ | سیاوش کو بھر ایک نامہ لکھا | کہ تورا نمین کو یان لیکے آ

آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بہ تعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شاہزادہ سیاوش

یہ شاہ کا نامہ سیاوش نے جب | ہوا دل پریشان و آزردہ تب | سران سپہ کو بلا کر کہا | کہ سوچکر مصلحت اب ہے کیا
دیا اسنے یہ پاسخ کہ بہتر ہی یہ | کہ لاؤ بجا حکم کاؤس کے | وہ بولا کہ خویشان افراسیاب | جو وان جاوین تو شتابی جاوین
کرے قتل ہر ایک کو یہی یقین | کہ دین بہرا دسکے ہم خشم و کین | مرے عہد و پیمان کا پر اعتبار | نہ کوئی کریگا یہان زینہار
سوا اسکے سودا یہ ہی کینہ جو | مری دشمن جان ہے وہ زشتخو | خدا جانے کیا ظالم نابکار | مرے سر پہ لاوے بلا بیکی بار
نظر آوے جب یہ گزند و ضرر | تو بہر جلون کیونکر حضور پدر | سپہدار تو ران کی اب اون پناہ | یہ دلمین ہو یان چھوڑ کر سپاہ
یہ سنکر بہت ہو کے اندوہگین | یہ گو در زو بہرام بولے وہین | نہین مصلحت یہ قرین صواب | کہ بد خواہ تیرا ہی افراسیاب
سمجھ اے ملک زادۂ نامجو | کہ ہرگز نہین اعتماد عدو | دیا شاہزادہ نے سپہر یہ جواب | کرے گر مجھے قتل افراسیاب
تو بہتر ہی اودس سے کر لیں دہانہ | رہے نہین حضور پدر خوار و زار | یہ کہکر وہین ایک نامہ لکھا | سوئے شاہ تو ران روانہ کیا
لکھا باپ کو اے خسرو نامجو | مرا باپ راضی نہین صلح پر | عوض میری بھیجا اودہر طوس کو | کہ ہوتے اب آنکے رزمجو
مرا عہد و پیمان ہے استوار | اگر سر بھی جاتے تو ہان زینہار | نہ پہر پھرین سر عہد و پیمان سے پھرا | کہ کہون راہ و رسم و مروت نگاہ
غرض کچھ پہنین شاہ کاؤس سے | نہین ہی مجھے کام کچھ طوس سے | یہ ہی قصد اب زیر چرخ برین | کہین دور جا کر ہون مسکین گزین
نہ پہونچے جہان ہاتھ کاؤس کا | رہون اسطرح وان مین صبح و مسا | تیا دیجیے کوئی ایسا مکان | کہ جا کر کرون دین اقامت وہان
تمہاری عزیزان خویشان کو اب | کیا بیٹے نے رخصت بعیش و طرب | گیا بڑھکے حد تھن افراسیاب | لکھا اوسنے نامہ کا یہ جواب
کہ مجھکو سمجھ عہد و پیمان مین چست | نرمی ساتھ ہی صلح میری درست | دلے وہ ہی کینہ ہی کاؤس سے | وہی جنگ پر خاش ہی طوس سے
کہان طوس کو تاب ہے جنگ کی | کہ ہو آنکے مجھسے اب ہم نبرد | جو منظور رکھکر تو پاس وفا | ہوا میری خاطر پدر سے جدا
تو نمین لے کیا مجھکو اپنا پسر | محبت کرون مین بطور پدر | کرون ملک کر تجھکو وہ اقلیم دون | تو آشوب سے یان بفرط طرب
تو چاہے تجھکو وہ اقلیم دون | زر و گنج و در نگ و سیم و دہن | تجھے بعد کاؤس بیداد گر | کرون ملک ایران کا تاجور
یہ نامہ پہ شاہزادہ نے جب | ہوا بند سے غم کے آزاد تب | وہین عزم تو ران مصمم کیا | اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکھا
کرون عرض کیا ہی یہ سپہر بیان | کہ پہلے تو ای شاہ کشور ستان | کیا مہتم مجھکو سودا نے نے | کیا یہ غضب مجھکو سودا نے نے

یہ چاہا کہ مجھکو کرے تو ہلاک — خدا گاہ نہ ہرگز کیا خوف وباک
گیا آخر آتش میں یہ خاکسار — ولیکن بالطاف پروردگار
سپہدار تورا ن کو عاجز کیا — زرو افسر وملک اوس سے لیا
عوض میں کے تو ہوا خشمگیں — تو قع مجھے تجھسے اب کچھ نہیں
جو ہی سرنوشت اپنی وہ ہوگیا — سٹے کب لکھا کاٹک تقدیر کا
طلب کرکے بولا وہ خورشید جاہ — کہ یہ کشور وملک بلخ وسیاہ
یہ کہکر ملک زادۂ نامدار — روانہ ہوا ایکے ہمدسوار
یہ نزدیک نرشہر کے جب گیا — خوشی سے وہ آباد ہیں پیشوا
کیا یکسر آراستہ شہر کو — بآئین ولخواہ وطرز نکو
سیاوش سے بولا یہ افراسیاب — تجھے دیکھکر میں ہوا کامیاب
سپہدار نے پہر آئین نیک — کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
تواضع مدارا وتنظیم کی — برسم پسندیدہ تکریم کی
تو ہے نور پور شہر کیقباد — جوانمرد ودانا وفرخ نہاد
میسر تفاخر کا سامان ہوا — کہ تجسا ملکزادہ مہمان ہوا
جبکا کاوس سے سرانکسار — ہوا وہ پرستندۂ شہریار
کوئی نامدار ملک وہان دلیسہ تہا — سیاوش کو لیکر خوشی سے گیا
بہت تجھپہ ہے مہربانی شاہ — وفور محبت ہے شام وپگاہ
تو ہو کتخدا اے ملکزادہ آب — بسر کر بعیش وطرب روز وشب
کہ ہستی ہی جب جاسوی عدم — تو ہو شاہ ایران بجاہ وحشم
جو دیکھے شہزادہ سے یون کہا — تو اوسنے خوشی سے پذیرا کیا
اوسے دیکے بادل پرصفا — کیا ساتھ شہزادہ کے کتخدا
لگا رہنے ساتھ اوسکے دن رات شاد — نکرتا تہا کاوس کو لگا ہے یاد
فرنگیس ہی دختر افراسیاب — کہ جیکا نہ جسکے حضور آفتاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا کیا — دگر بار ساتھ اوسکے ہون کتخدا
طلب کرکے بہر بود خاص شاہ — لگا کہنے اوس سے یہ خورشید جاہ

ستارہ شناسون سے جو کچھ کہا — وہ تنہا رتونے نہ باور کیا
سلامت رہا کچھ نہ پہونچا ضرر — کیا بلخ کو فتح بابن آن کر
نجومی یہان آشتی ہے بہم — ولے تو نہ راضی ہوا ہی ستم
ہوا سخت ناچار ومجبور آہ — سوخانۂ خصم لیتا ہون راہ
وہ نامہ سوخسرو نامجہ — روان کرچکا جب تو بہرام کو
ترے واب جوابی طوس اوجب — تو کر بیجوا دیسکے تفویض سب
وہ دریا بجون کے لذر آفتاب — کیا الغرض سوے آذر آب
اودہشاہ اور شاہزادہ اودہر — پیادہ ہو وہ دور سے دیکھکر
ورشہر سے تا در شہریار — ہوا سر پہ نثہزادہ کے زرنثار
کیا تونے توران کو گلستان — ہوئی تیرے آنے سے رونق چنان
دف وبربط وشاہد وجام مے — سیا تھی عشرت کی ہر اک شے
ملکزادہ کا پہر ہوا مدح خوان — کہ مجھسے سخنور نی تو اسجوان
نکو روی خوش خلق ودیا کیزہ خو — حقایق شنو عاقل ودرست گو
سنی جب یہ گفتار لطف وکرم — ہوا شاد شہزادۂ جم حشم
غرض روز وشب پیش گیتی پناہ — فزون تہا سیاوش کا اعزاز وجاہ
کہ تو ہے دل وجان افراسیاب — ہوا جب سے مہمان اوراسیاب
یہی ہی رہا ہے مقرون راز یون — کہ اس شہر میں ہو کسے کن گیون
بفضل خدا بعد کاوس شاہ — تو ہو وارث تخت وتاج وکلاہ
یہان سے ہی نزدیک ایران زمین — نہ زنہار جا رو زدو جب اکیین
جریرہ کی ہی دختر گلعذار — کہ گل چہرہ تہا نام رشک بہار
جو دیکہا رخ دلبر سیمبر — ہوا خوش ملکزادہ کا نامور
کسی نے سیاوس سے یہ کیہا — کہ ساتھ اور کے کیون ہو آشنا
تو ہو تا اگر اوس درخت کا خواستگار — تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار
یہ ہی رسم شاہان عالی وقار — کہ زن چاہی تو مانگ تو دیتے ہین چار
کہ مصروف ہے خسرو نامور — مری پروریش مین مثال پدر

عجب کیا جو دی اپنی دختر مجھے
کہی سب سے زیبہ تو بر مجھے

حضور سیاوش پہر آیا وہین
وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین

ترے ہو اجازت تو لے جاؤن ابھی
فرنگیس کے ساتھ ہون کنخدا

یہ بہتر ہی تجکو بھی اے نامجو
کہ تو شاہ توران کا داماد ہو

یہ لشکر خوشی سے وہ گلرو شتاب
سوے خانۂ شاہ افراسیاب

ہوئی جاکے گلچہر خدمت کنان
ہوا اوس سے ہر ایک شادان و خندان

فرنگیس کی ماں نے سونپا اوسے
ہوا خواہ و دختر کا سمجھا اوسے

کیا کنخدا رسم و آئین سے
فرنگیس کو ساتھ شہزادہ کے

کہ جسکا نہین ہوسکے یان بیان
سوا اسکے ہوکر بہت شادمان

سنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر
کہ وہ بادشہ زادۂ نامور

ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد
کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد

پہر اوہ جو کاؤس کے دل مین تہا
ارادہ سیاوش کے موقوف اوسپر

کہا جاکے موبد نے سلطان کے پاس
ہوا شاد شہزادۂ نامور

کیا سیاوش نے یہ التماس
کہا جاکے گلچہر سے یون کہ اگر

دیا اسنکے گلچہر نے یہ جواب
کہ راضی ہو تو مین کہون کیونکر اب

بسان کنیزان یکی دو نہار
فرنگیس کی ہو نہین حد شکار

گئی یکسے اسباب شادی تمام
فرنگیس کی ماں ہوئی شادکام

پہر اپنی طرف سے بہی اسباب
بصد شاہانی دلکش و طرب

رہا سات دن جشن شاہانہ وان
بصد حشمت و جاہ و فر و شان

دُر و لعل و اسپان و فیلان و رزم
جہیز اوسکو دان سے ملا اسقدر

دیا شہ نے اوسکو دریا خطر
کیا لطف سے شہریار ختن

گیا بلخ سے سوی اوراسیاب
ہوا شاہ کے دلکو اک اضطراب

خفا ہوکے شہ سے سپہ سیستان
روانہ ہوا رستم پہلوان

رکابانہ نے موقوف اوطرس کی
لکہا یون کہ پہر آ تو اے نامجو

رفتن شاہزادۂ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا و روانہ شدن طرف دریای گنگ و طیار نمودن قلعہ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن کرشیوز داماد افراسیاب و ورغلانیدن افراسیاب را و کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

سیاوش ملک زادۂ نامجو
مرخص سپہدار توران سے ہو

فرنگیس کو لیکے با فر و شان
نہ ہرگز خوش آئی ہوا اوسے ختن

متین کے مرد مان جا بجا
بآرام عیش و طرب دان بریدن

لب گنگ اک جاے دلچسپ تہی
مکانزادہ نے کی سکونت وہان

بنایا وہان ایک حصن حصین
مکان ہاے دلچسپ و خاطر پسند

ہر اک جا تہی انواع نقش و نگار
نہ بند و نہ چہر اور کیقباد

سپہدار کاؤس عالیجناب
بصد رنگ و سپہدار و اسپ و اساب

لکی بکی صورت بخوبی وہان
بنا ہر مکان غیرت گلستان

ہوا جبکہ رونق فزاے ختن
سنی شاہ توران نے یہ جو خبر

خبر دو کہ مسکن کرین جاکے ہون
بصد رنگ و ساز و بصد شان و شوکت

کہ ہو وہ جہان خوب آب و ہوا
کہ ہو اوسکے ہمراہ گرشتی جہار

مکانزادہ کو اوسکے دی اگہی
بصد رنگ و ساز و بصد شان و شوکت

حضور اوسکے تہا پست و بلند
کہ ہو مرتع و چشمہ فرخ نہاد

ہر اک جا تہی انواع نقش و نگار
زمان و زہم رستم و سام و زال

سپہدار کاؤس عالیجناب
بصد رنگ و سپہدار و اسپ و اساب

لکی بکی صورت بخوبی وہان
بنا ہر مکان غیرت گلستان

سواد اوسکے سیجا بہت مال گنجی
حضور ملکزادہ بیدرد و رنج

سیاوش ملکزادہ اسا اسطے
گیا چھوڑ تنہا باپکے گھراو سے

سپہدار توران ہوا شاد کام
رکھا پہر خوشی سی ذرہ اوسکا نام

حضور سیاوش روانہ کیا
تخایف بہت بھیجا اوسکے سوا

سیاوش سے رکھتا تھا وہ بغض لیکن
یہ چاہی نہا کبخت بیداد دین

دلے کینہ سینے مین پوشیدہ تھا
بظاہر تھا مداح شہزادے کا

بہت ساتھ اوسکے مدارا کیا
نہ آیا وہ دیتک دلے پیشوا

تو پہر دلمین اوسکے ہوئی او کدر
زیادہ ہوا اور کین و حسد

تو ظاہر کیا یون کہ اے تاجدار
سیاوش سی غافل نہو زینہار

دماغ اوسکا تخت سے یکسر پہرا
کمی میری تعظیم اوسنے ذرا

اطاعت سے تیری نہین اوسکو کام
یہی سوچتا ہی وہ ہر صبح و شام

سخنہاے باطل کو آغراسیاب
سجھا اور کہا اس نہین پیچ و تاب

لگا کہنے یون شاہ توران زمین
کرون اوسکو ضایع تو لازم نہین

مناسب ہے یہ اور بہتر یہ ہے
کہ بھیجون اوسے پیش کاوس کے

کہ دیکھا سیاوش نے توران دیار
سب احوال باکا ہوا آشکار

یہ ہی مصلحت ہے شہ ارجمند
کر کے سیاوش کو اب رخصت

یہ سنکر لگا کہنے اغراسیاب
کہ پیش سیاوش تو پہر جا شتاب

سیاوس کو نامزد یا جاکے جب
کہا پڑھکے اوسنے یہ باحد ادب

یہ سنکر وہ گرشیوز بدنہاد
یہ چاکر کہ گر یہ گرامی نژاد

فریب اوسنے اسطرح دلمین کیا
یہ شہزادہ نامور سے کہا

وہ خاموش رہا پہر یہ پاسخ دیا
قسم دیکے شہزادہ نے پہر کہا

سیاوش کو اوسنے دیا یہ جواب
کہ ہی بدگمان شاہ اغراسیاب

نہین جانتا زیر چرخ بلند
کہ پہونچے تو جان کو کچھ گزند

نہین ہی گمان یہ مجھے زینہار
کہ مجھپر کرے کچھ ستم شہریار

کیا کسطرح اوسکو شہ نے ہلاک
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

پر پیچہ رگ شہر رشک چمن
کہ تھی حاملہ وقت عزم فتن

ہوا اون دنون اوس سے پیدا پسر
کہ تھا حسن مین رشک سرو و قمر

دہن طفل کے ہاتھ کو زعفران
نگاہ اور پنجہ کا اوسکے نشان

گیا لیکے گرشیوز نامدار
بحکم سپہدار توران دیار

کہ شہزادہ رہوے نہ اس شان سے
نکلکے جاوے اقلیم توران سے

گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب
ہوا شاہزادہ قرین طرب

بزرگی و خوردی کا آداب دان
نہ لایا بجا وہ ثریا نشان

وہ رخصت ہونا مرکا لیکے جواب
گیا بان سے جب پیش افراسیاب

نہین وہ سیاوش جو تھا پیشتر
بیان کیا کرون اوسکا مین کر فسر

فراہم بہت کی اب اوسنے سپاہ
وہ رکھے ہی دلمین خیال تباہ

کہ ہی ملک توران مین برپا نہ
خبردار اے شاہ والا تبار

دہن اپنے دلمین یہ لایا خیال
کہ شہزادہ کیون یان سے بچکے نکال

پناہ جو کوئی لاوے اپنے حضور
دغا ساتھ اوسکے ہی دانش و زور

سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو کہنے لگا وہ سخن کامیاب

یقین ہے کہ ہم کو لاوے یہان
کرے ملک تسخیر سب بیگمان

بہانہ سے اوسکو طلب کیجیے
نہ تاخیر کو راہ اب دیجیے

دلاسا اوسے دیکے اب لایہان
غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان

کہ پیش شہنشاہ والا جناب
سر و چشم سے جاکے نگاہین شتاب

روانہ ہوا پہونچے شتابی وہان
تو بابا مری مرگ ہے بیگمان

کہ جانا مناسب نہین اے زبان
وہ بولا کہ کیا واسطے کر بیان

زبان تک سخن کو نہ لاے
حقیقت یہ کیا مجھسے فرماے

تو ہی اک ملکزادہ با تمیز
مری جان سے اور دل سے عزیز

سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
کہ سلطان نے داد و مجھکو کیا

یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا
کہ اغریرث اوسکا برادر جو تھا

فراہم کیا تو نے لشکر جہان
شہنشاہ توران ہوا بدگمان

ارادہ یہ اوسنے مصمم کیا — کہ کھینچے تجھے زیر چرخ جفا
ڈرو بولا کہ ہوں برسر راستی — غلط شاہ سے ہے گمان بدی
مگر جہل اب تو ہے گر ہو شیار — وہن مین ملا کے نہ جا زینہار
یہی مصلحت ہے کہ اب جاؤن میں — بجا لاؤن فرمان شاہ جہان
غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار — کہ ہان لکھئے عذر آنیکا ایکبار
کہ اے نامور بادشاہ جہان — یہی آرزو ہے کہ حاضر ہوون میں
ذرا بھی شفا ہو تو بالا چشم تر — عذر بسی حاصل کرون آنکر
حضور شہنشاہ تو ران دیار — جو پہونچا تو بولا کہ اے شہریار
ذلیل اوسنے مجملکو کیا سخت — کہ یعنی شہا یا مجھے زیر تخت
کہا یون کہ ہرگز نہ جاؤن وہان — جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
گیا اوسطرف شاہ بیکر سپاہ — کہ تا شاہزادہ سے ہو کینہ خواہ
ہوئی راست نزدیک اوسکے تمام — لگا کہنے شہزادہ ذوالاکرام
فرنگیش یہ سنکے گریان ہوئی — کمال اوسکی خاطر پریشان ہوئی
کہا اوسنے چل تو بھی آ اور بابا — فرنگیش نے تب یہ پاسخ دیا
مجھے چھوڑکر یان روانہ تو ہو — سلامت تو بیجا غرض جان کو
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن — کہ پیدا پسر گر ہوا ہے سیمن
یہ سنکر خبر شاہ افراسیاب — مقابل سیاوش کے پہونچا شتاب
ہوے سر بسر قتل ایرانیان — رہا ایک تن بھی نہ زندہ وہان
شجاع و دلیر و قوی ہے یہ مرد — ولیکن دمردانگی مین ہے فرد
یہی مصلحت ہے کہ یکسر سپاہ — کرے تیر کا اوسکو آماج گاہ
سیاوش کو بالاسپ آخر کیا — مگر زندہ اوسکو پکڑ لیجئے
سیاوش کے نزدیک ہو جانیگا — تو یون پہلوان پل سم نے کہا
سپہ نے کیا حرم اور یون کہا — مکان پر سیاوش کے آیا شتاب
ہجوم آخرش لاکے مردو دلیر — پراگندہ و گمسودہ خستہ جگر
کہ شہزادہ کے قتل مین زینہار — سیاوش ترے پاس لایا پناہ

کیا مینے یہ راز تجھسے عیان — ولے دلمین اپنے تو رکھیو نہان
لگا کہنے گرشیوز بدنہاد — کہ اے نامدار گرامی نژاد
سیاوش نے سو طرح سے کہا — کہ وسواس ہرگز نہین ہی روا
ولے اوسنے ہربات کو رد کیا — کہا دشمن جان وہ شہزادہ کا
فریب عدو دوان ہوا کارگر — لکھا نامہ شہزادہ نے زود تر
ولیکن فرنگیش سنجر رہے — تو تا چار بندہ یہ مجبور ہے
وہ گرشیوز مدبر دکینہ جو — روانہ ہوا وان سے لے نامہ کو
سیاوش ملکزادہ مغرور ہے — وداع اوسکا اب عرش سے دور ہے
نہ ہرگز پڑہا نامہ کو ایک بار — نہ میر اسخن کچھ سنا زینہار
سنی شاہ تو ران نے جب یہ بات — ہوئی مشتعل آتش قہر تب
سیاوش نے جسدم سنی یہ خبر — تو گفتار گرشیوز حیلہ گر
کہ جاتا مین گر پیش افراسیاب — تو بیشک مجھے قتل کرتا شتاب
سیاوش سے بولی کہ اے نامدار — گرزیگی ہوا ب سو ے ایران دیار
کہ اب پنجما ہہ حمل مجھکو ہے — کرونگی مین کیونکر سہلا راہ طے
سواران جنگ آزما کینہزار — لیو ون سے ساتھ اور روہ نامدار
تو کنجسر و اوس طفل کا کینہ نام — اوسے دیکھکر رہیو تو ناکام
ہوا کارگر خنجر تیغ و خدنگ — ہوا البرز مین گرم بازار جنگ
سیاوش کو بالاسپ آخر کیا — سیاوش کے نزدیک ہو جانیگا
تو بیشک جان کو اپنی دے آئیگا — سیاوش سے رائے نامور بخطا
سیاوش کو بس نیگیا کر اسیر — نہین چاہیے جلدی اسکو ہلاک
آلتے یکقلم غیرت گلستان — ہوا دیکھ حیران وہ سارے مکان
لگی کہنے یون بادل درد ناک — خروشان و گریان تن چاک چاک
ستم خنجلا پر کہا کیون روا — کیا قصد کیون اوسکو قتل کا



نہ کر خستہ و خوار محکو تو یاں
برائے خدا بخش اسکی تو جان

سمجھ بات کو اور مت کر وہ کام
کہ نفرین کرے خلق تجھ پر مدام

ہوئی گرچہ زاری کناں تشنہ کام
ولے بر سر رحم آیا نہ شاہ

وہ تنگیش آخر ہوئی نا امید
ہوئی بس شب تیرہ روز سفید

یہ کہنے لگی ہو کے زار و کنان
کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہاں

خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا
جواب عدد پیماں سے پھر گیا

کہ دنیا کا ہرگز نہیں اعتبار
نہ دم کا بھروسا ہے کچھ زینہار

ابھی رستم و نال بھی زندہ ہے
سر تخت قایم ہے کاؤس کے

نہ خاطر میں لایا ذرا اسکی بات
اٹھایا نہ خون سیاوش سے ہاتھ

حضور سیاوش گئی ماہرو
کہ دیدار آخر کی تھی آرزو

رکھا شہ نے تجھکو کہاں پسر
اوسے تو نے سمجھا ہے کیا بے پدر

ترے خون پر ہے بندھی کمر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر

مجھے باپ سے یہ نہیں تھی امید — کہ غصے میں لرزان ہوں باندھے ید
غرض دوسرے روز اک پہلوان — بحکم سپہدار آیا دھمان
گیا ساتھ اوسکے وہ گرکیشان — سیاوش ہوا پہر سنا جا خوان
دلیر و جوانمرد و جویائے نام — کہ اے دشمنوں سے مرا انتقام
گیا سر کو آویختہ پہر شتاب — بحکم سپہدار افراسیاب
کہ پہر یادشاہان ارجمند کا ہی نام — اوٹھا ہاتھی سود اوس سے عالم تمام
سپہدار توران کو وہ دردمند — لگی کرنے نفرین بآہنگ بلند
شتابی فرنگیش کو باندھ کر — تو کر ضرب دشناق اب اسقدر
جو حاضر تھے اوس بزم مین نامور — ہوئی دمبدم نفرین کنان سر بسر
گیا سنکے پیران دلریش تاب — کہ شاہ دلایہ شاہ افراسیاب
کہ مردی سے یہ بات بس دور ہے — کہین بھی نہ ہرگز یہ دستور ہے
فرنگیش خوبان افسر نہین — طلبگار اورنگ پر زر نہین
گھا شاہ نے یون کر بھیجا اسے — ترہو واسطے ہین نے نجشا اسے
جو شہ نے کہا سو پذیرا کیا — فرنگیش کو اپنے گر لیگیا
ہوا فتنہ انگیز از رودے کہین — سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہین

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچارہی خستہ جگر — ہوئی حاملہ بارام پیران کے گھر
رکھا نام کیخسرو اوس طفل کا — پہر اندیشہ پیران نے دلمین کیا
نہ لایا غرض پیش افراسیاب — بیابان مین کو دک کو بھیجا تا
لے اک شخص شخص آیا وہان — سیاوش ہی دنبال اوسکے رہا دان
کہ بیدار ہو خواب سے زود تر — شقاوت یہ ایام کے کر نظر
ہوا خوف پیدا جو دیکھا یہ خواب — اوٹھا کانپتا شاہ افراسیاب
کہ یہ آج مجھکو ہویدا ہوا — فرنگیش سے پور پیدا ہوا
لگا کہنے وہ اے شہ نامجو — بیابان مین پھینکو اویا طفل کو
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب — کہ یان کیون نہ لایا دیا یہ جواب

خدا تیری مشکل کو آسان کرے — دل بدسگالان ہراسان کرے
سیاوش کو سیدان مین وہ لیگیا — سیاوش پہ دل پہلیم کا جلا
کہ پیدا کرے داور دادگر — سرے تخم سے ایک فرخ پسر
کیا تیر سے کشتہ اوہ کا سر جدا — ہوئی خون سے روئیدہ وان اگ گیا
فرنگیش گریان و نالاکنان — سیاوش کے شعلہ پہ لائی وہان
وہ گر شیر لوسے وقت حاضر تھا وان — سپہدار لوس سے یہ بولا وہان
نہ تخم سیاوش کا ہو بیخشان — کہ بالغ ہو اس امر سے شاہ کو
کہ رکھ نہ ایذاے بیچارہ زن — کرے خلق نفرین اوسپر دمبدم
تو بھیجے فرنگیش کو سیر سے گہر — تو لانا مرے پاس اے نامور
کہ بدبخت کر شیو زکینہ ساز — گرا شہ کی نظرون سے دور انکا

ہوا خوف دامن دشہ اوسدم مجھے
کہ ضایع کرے تو سیاوہ اوسے

اور اب دوسرے ناحق اوس طفل کو
کرے قتل گر اے شہ ناجو

غرض اس نظر سے یہ لایا ہمیں
اوسے لاکے تجھکو دکھایا ہمین

سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک
رہے تھا دل ناجو خوفناک

سنی بات پیران لیسہ کی جب
رہا وہ سپہدار خاموش تب

وہ پروردہ ہو کر رہا یا ہمین جب
ہوا اوس برس کا بالطاف رب

کرین ترجمہ تا کہ شام و سحر
سکھائے اوسے الغرض سب ہنر

سیاوش کے فرزند کو مرزبان
بیا یا ہمین قال را می تواں کہ اوان

ولیکن یہ پہونچی خبر اب مجھے
کہ اوس دشت سے ایک چیتا باہر سے

مگر لوگ کہتے ہین دیوانہ ہے
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے

وہین پیش کیجسم وزد دلکرام
یہ پیران ویسے نے بھیجا پیام

غرض بیٹھے دشت سے مرزبان
اوسے بالباس شہانی وہان

لگا پوچھنے اوس سے کچھ شہریار
وہ پاسخ لگا دینے دلیرانہ وار

سنی گفتگو طفل کی اوسنے جب
سپہدار ہنسکر لگا کہنے تب

جو کوئی بیابان مین پروردہ ہو
نہ کودن ہو کیون آشنا ناجو سے

نہین کچھ بد و نیک کا اوس سے دور
نہین کینہ جوئی کا ہرگز خطر

سیاوش کا جو ساختہ ہے مکان
سیان ہی ہزار سیاوش وہان

سنی جب یہ گفتار را فراسیاب
تو پیران ویسے نے اوسکو شتاب

فرنگیس جسمیں کہ پہونچی وہان
تو ویران پایا وہ شہر و مکان

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاؤس

از کشتہ شدن شہزادہ والاتبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران برای انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاؤس نے یہ خبر
کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر

ہوا سنکے دلگیر داندوہگین
کسی کو روانہ کیا پیر وہین

گرسم کو زابل سے لے آئے بلا
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
روانہ ہو زابل سے آیا شتاب
حضور جا نمدار کیوان جناب

سیاوش کا اوسکو ہوا یہ الم
کہ قاصد نے جسکے بیان سے ظلم
یہ بولا کہ ستا اے شہ نامدار
اوسے خوف سودا یہ نابکار

گیا اس سبب سے وہ یاسی نکل
گیا بلخ سے یعنی سوئے اجل
کہا شہ نے سودا یہ کیجئے ہی
مراول بنگ اوس سے اب سخت ہے

وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
تو اسکا بھلا کیون ہے ہمزمان پذیر
جو کوئی کہ ہو سد رہ انجمن
یہ لازم نہین ہو جو محکوم زن

یہ بدکیش ہے سخت بیداد گر
کرون تن سے اوسکے جدا جا کے سر
رہا سنکے خاموش شاہ جہان
گیا پیر شبستان مین وہ پہلوان

کیا قتل اون اوسنے سودا یہ کو
نہ بولا ذرا وہ شہ نامجو
تہمتن لگا کہنے یہ بیدا زان
کہ ایشاہ شاہنشہان جہان

کرون قصد اب سوئے افراسیاب
قیامت کرون جا کے پر پا شتاب
یہ کہکر وہین با سپاہ گران
روان ہو سوے تو ران ہوا پہلوان

دلیران و گردان ایران دیار
گئے ہمرہ رستم نامدار
صغیر و کبیر اور پیر و جوان
سبھی تشنۂ خون تو رانیان

مقابل ہوا ایک گرد آن کے
کہ اوس گرد کا نام آباد تھا
وہ یعنی کہ حاکم تھا سنجاب کا
یہ جب شاہ تو ران کو پہونچی خبر

ہوا قید ہستی سے آزاد وان
نو شہزادہ اک سرخ رو نامور
پے جنگ دہ پیکار آیا شتاب
فرامرز پور تہمتن دہین

حضور رسیدہ رے گیا وہ دلیر
کہا طوس سے اوسنے ای نامور
یہ کہنے لگا طوس سے سرخ رو
کہ تھا شاہزادہ وہ کامین وجود دار

بجے بخش اور ورگذ رخون سے
سر رحم آیا وہ طوس دلیر
کہے تو اسو جان سے دون امان
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم

کرون قتل تر کو نکو پاؤن جہان
شتاب اوسکے تن سے تو کر سر جدا
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
شہنشہ نے دروازی قلعہ کے

کیا گر یہ اوسنے مثال سحاب
عزیز اوس لشکر کو تھا وہ پسر
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
شتابی سے پہونچا پے کارزار

غرض یکبہر لشکر بیحساب
برادر جو پیران کا تھا پیل سم
دو لشکر مقابل ہوے جب دہان
کہا شاہ نے یون کہ گر کشتہ ہو

ہوا گرد سے مہر تابان نہان
کرون غرق خون اوسکو ابید رنگ
یہ پیران نے لشکر گذارش کیا
کہا شاہ نے پیلسم ہے جوان

اور اک دختر چین دون بخشے
تو جا بر نہد پیلسم زنہار
برانق اپنے پہر پیلسم کو نام
دہین پیلسم سوے میدان گیا

تو جانبر نہ ہو پیلسم زینہار
کرے وقت پیکار رستم کو زیر
دہے اور اک نوسن تیز گام
یہ گردان ایران اوسے نے کہا

تہمتن سے جا کر جنگ آیجو ان

گروہ رستم پلتن ہے کہان — جسے لوگ کہتے ہین شیرژیان — یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار — گیا سوئے میدان پے کارزار
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر — نہ ہرگز لڑے رستم نامور — یہ کہکر وہین گیو نے بیدرنگ — یہ جا کہ کھینچے اوسے زیر تیغ
خروشان ہوا تنے مین جون پیل مست — ہوا گرم کہین ترک چالاکدست — کمر مین کیا گیو کے تیز و بند — کہ آکر کرے تیغ سر افشان علم
ہوا گیو جنگی یہ دیکھ وقت تنگ — تہمتن سے کہنے لگا پیلسم — ہوئی جبکہ زخمی فراہر زد گیو — کہ زین سے جدا ہو یل ارجمند
پراوس ترک نے کینہ جو تیغ کین — یہ سنکر وہین غلطف کر کے عیان — کیا نیزے کو پیلسم کے قلم
یہ بولا کہ کرتا ہے جسکو طلب — کرین جنگ سیدانمین از زنہار — تو پھیرا ہوا نیزہ اک آن کر — تو ہو سچا تہمتن بھی کہ کے غریو
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک — کہا پہر یہ دونون سے پہر جاؤ تم — یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین — وہ آیا سوے رستم نامور
اور اوس ترک نے تیغ مارے دو تین — شکستہ ہوئی لنگ کے بس خود پر — کہا دل مین رستم نے ایسا سوار — نہ ترکون سے دیکھا کبھی زنہار — یہ ترک دلاور ہے چالاکدست — تو آیا پہر زور رستم کا سر
کمربند مین پیلسم کے ہین — کیا بند نیزے کو ارزو کین — اوٹھا کر اوسے زین سے جون برگ کاہ — گیا جانب قلب توران سپاہ
سر خاک بدخواہ کو ڈال کر — خروشان ہوا رستم نامور — کہا پون کہ اے شاہ توران زمین — یہ ہے پہلوان با شکوہ و وقار
اسے بخش اب دخت فتاح سر — کہ یہ مصلحت ہے بہت دلپذیر — باسید دخت و زر و ملک و گنج — ایلان کو تو کرتا ہی پامال رنج
سیاوش کی جان پردہ کی ہے حیا — اب اور دن سے تو کیا کریگا وفا — یہ کہکر سخنہا سے دشوار سخت — پہر اوالے رہ گر ذخیرہ بزرگ بخت
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا — کہ یکسر یہ کا زبون دل ہوا — سر چرخ روزدگر آفتاب — جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
کہ اے نامداران توران دیار — کہو کیونسا آج جنگی سوار — مقابل تہمتن کے ہووے گا دان — رہے سنکے خاموش سب پہلوان
سپہدار نے پہر کر کہا — سران سپہ نے یہ پاسخ دیا — کہ تہا پیلسم اک بل نامدار — تو انا اور پر زور جنگی سوار
اوسے جبکہ رستم نے ماند کاہ — اوٹھا زین سے پہینگا سو قلبگاہ — کرے جو تہمتن سے جا کر نبرد
ہمارا ہوا جنل منظور گر — تو پھیر گا کوئی نہ زنہا سر — تو کر تل اے حنصر و ناجو
ولے ہمسے ہوگا نہ یہ زینہار — جو اوس اژدہی سے کریگا نزار — تو غمگین ہوا سر بر انجمن
کیا آپ نے چار پر قصد جنگ — گیا سوی میدان نعرہ بیدرنگ — اے پہلوان رستم ارجمند
تو اب مجھے ہوا آنکے ہم نبرد — یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد — سیاوش کا کینہ بالطاف رب
یہ کہکر گیا سوی میدان فتاب — مقابل ہوا اوسکے افراسیاب — لگی چلنے باہم سنان بدازان
سپہدار نے نیزہ اک آن کر — جو مارا سر بر رستم نامور — رہا خیر سے ایک قسم جوان
یہ چاہے تہا پر رستم ارجمند — کمربند مین کر کے نیزے کو بند — وہین ایک جانب سے ہو روان گیا

تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب — لگا بر سر اسپ افراسیاب — یہ بیتابی اودم ہوئی اسپ کو — کہ بس گر پڑا وہ شہ نامجو

غرض ترک نے خشم کو زور تر — دلیری سے مارا جو گرز آن کر — ہوا خشم اوس گرز سے دردمند — رہا ایک قایم یل ارجمند

لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب — دلیری سے پھر رستم پہلوان — گریزان ہوا جو ہ سیدان کو — بچا لیگیا اپنی وہ جان کو

دوہیں لشکر رستم نامور — ہوا سوے ہومان جو حملہ کنان — تو ہومان نے لی وانسے راہ فرار

سہ فرسنگ چون از وہا ہی وہان — تہمتن کے تعاقب ہوا آن کر — گیا فوج ایران تعاقب کنان — نہ تورانیون میں رہی تاب جنگ

ہوئی فوج رستم ظفر یاب جیب — ہوا شاہ توران کو اندیشہ تیز — غرض اسطرح ترک کشتے ہوے

روانہ کئے بس وہیں مردمان — کہ تا شاہ نہر او کیوے آئین یان — کہ شہزادہ کیخسرو نام جو

دوتا یا تو پیران سے شہ نے کہا — گمان رکھئے اوسنے یہ پاسخ دیا — گئے لوگ اور اوسکو لا شتاب

دیا ہیچ شہزادہ دیکو سپہ وہان — کہ تا کوئی اوسکا نہ پاوے نشان — رکھا اوسکو دریا چین کے اوپر

ہیت ملک تسخیر اوسنے کیا — ہیت گنج او تخت و افسر لیا — سپہدار توران کو کر کے تباہ

کیا قتل ترکون کو پس جا بجا — نہ اک ترک ان جز یہ بیت رہا — سران سپہ کے لگا ہاتھ زر

تہمتن بصد فر و جاہ و جلال — رہا ملک تو ران مین نا ہفت سال — جو لیتا کوئی نام افراسیاب

تہمتن نے پھر قصد ایران کیا — طلب کر کے تب گیو کو یون کہا — روانہ کیا لشکر سجیاب

غرض گیو کو کر کے رخصت وہ گرد — فرامرز کو ملک کر کے سپرد — کہ اے گیو اب لا کے کر جستجو

زر و مال و اسپان بازین زر — غلامان ترک اور گنج گہر — تو گیخسرو نام بردار کو

یل نامور گیو جنگی سوار — بفرمود وہ رستم نامدار — روانہ ہوا سوے وہ سیاے چین

کسی کو نہ ساتھ اپنے وہ لیگیا — فقط آپ تہا یا کہ شبدیز تہا — ہوا جادہ پیما یل نامور

ہر اک سے تہا پر سان ہر اک نشان — نشان ملکزادہ جم نشان — سکان او سکا ہرگز وہ پا نہ تہا

ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان — کرے قتل تہا دشت کے درمیان — خبر پیش سالار توران زمین

دروان ہو گیا گیو جب بعد ازان — یہ گودرز نے خواب دیکھا یہان — ملکزادہ کیخسرو ذو الکرام

جو دیکھا تو پیرا و سے وقت سحر — روانہ کئے چند مردم او وہ سہ — رکھین ساتھ اب او سکے صبح و مسا

بتا بین ا و سوا بس جزیرہ کا نام — جہان ہے وہ شہزادہ ذو الکرام — نہ سکین ملا گیو او نکو کہین

اوٹھا تا ہر محنت و رنج و درد — شب و روز رہتا گیو صحرا نورد
نہ خواب اوسکو تھا اور نہ آرام تھا — بیابان نوردی سے بس کام تھا
کہین خسرو نامور کا نشان — نپایا تو عاجز ہوا پہلوان
خیال آگیا دل مین یہ ایکبار — کہ پھر چلئے اب سوے ایران و یار
گیا گیو نے رنج پھر اختیار — رکھا سر سوے وادی کوہسار
لگے پوچھنے گیو سے اہل و ان — تو سرگشتہ کیون ہی اکیلا یہان
کیا راہ کو تم شکار افگنان — بیابان مین آگیا نا گہان
کیا گیو سے یہ اونھون نے بیان — کہ پیران کے ہین ہم فرستادگان
سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد — ہوا اونکے ہمراہ جادہ نورد
کئی دن سے جو گیو بیخواب تھا — اوسے خواب مین اغرض پھر گر
اوسے خواب مین آگیا نا گہان — وہ ہالنسے وہ غائب ہوئے سر بسر
گیا تھا جو دریافت اونسو ادہر — روانہ ہوا گیو وقت سحر
گل تازہ کا طرہ سر پر ہی ایک — کہ دست پر اوسکے ساغر ہی ایک
کہا اپنے دلمین اوسے دیکھکر — کہ شاید ہے وہ خسرو نامور
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو — جہاندار کیخسرو نام جو
کہے گیو گو در زکا تو پسر — یہ سنکر دہین پشت زین سے اوتر
لگا کہنے پر وہ یل نیک خو — کہ اے بادشہ زادۂ نامجو
ترے باپ کا ایک ایوان سے — کہ خوبی مین رشک گلستان سے
بہم رستم و طوس و گودرز یان — جو آوین تو پہچان لون بیگمان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان — شکوہ کیا ہی ہے تجھسے عیان
پر اک اور بھی عرض ہے خسروا — کہ بازو کو اپنے ذرا کیجے وا
مغرر سے ہوا تھا اک نشان — سر بازوے خسروان کیان
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا — دہن اپنا بازو پر سہنہ کیا
یہ دیکھا تو شاداں ہوا پہلوان — اوسے ہوبہو اوہین سجدہ کنان
کیا اوسکو گھوڑے پہ اپنے سوار — جلو مین ہوا گیو فرخ تبار

شب و روز رہتا گیو صحرا نورد — خورش گور تو نوش بھی تھی چرم گرد
بیابان نوردی سے بس کام تھا — گیا گیو دریا ے چین سے گذر
نپایا تو عاجز ہوا پہلوان — لگا کہنے افسوس کر کے کمال
کہ پھر چلئے اب سوے ایران و یار — گئی رائگان محنت ہفت سال
رکھا سر سوے وادی کوہسار — حیا نے بھی زنہار رخصت نہ دی
گیا گیو نے رنج پھر اختیار — لگا کانپنے سر بسر ہو بہو
لگے پوچھنے گیو سے اہل و ان — بیچارے نے بھی نہ اجازت نہ دی
تو سرگشتہ کیون ہی اکیلا یہان — وہ چار آکے جا کر ہوا خیمہ کس
بیابان مین آگیا نا گہان — بہ ترکی زبان گیو نے یون کہا
کہ پیران کے ہین ہم فرستادگان — وے یہ کہو یان تمہارا گذر
ہوا اونکے ہمراہ جادہ نورد — خبر لینے خسرو کی جاتے ہین ہم
اوسے خواب مین آگیا نا گہان — نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام
وہ ہالنسے وہ غائب ہوئے سر بسر — ہوے گیو سی کچھ وہ اندیشہ مند
روانہ ہوا گیو وقت سحر — وہ جاگا تو اونکو نپایا یہان
کہ اک چشمے پر جا کے پہونچا وہان — پھر اک چشمے پر جا کے پہونچا وہان
عیان ہی جبین سے شکوہ شہی — نمایان ہے یکدست فرمہی
وہین گیو نے اوسکو کر کے سلام — گذارش کیا اون کو آکر غلام
یہ سنکر کہا اوس جوان نے وہین — کہ اے پہلوان مجھکو ہی یہ یقین
دیا گیو نے اپنے سر کو جھکا — اوسے زین بوس حاصل کیا
مجھے تو نے پہچان کیونکر لیا — تب اوس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
کہا تھا یعنی ارث کی دیکھیاد — بتایا مجھے مان نے ہر ایک کا نام
برہنہ ہوا جبکہ بازو سے شاد — ہوا نام معلوم کیونکر مجھے
نمایان ہوا وہ نشان سیاہ — کہ ہے تو ہی کیخسرو نامدار
سپہدار ایران و تورا ن کا — تشفی گزین خاطر افگار ہو
بیان ہاجرا اوسکے آگے کیا — ایل و رستی و نسل نژاد
جہان بینی فرنگیس سے اوسکی بیان — نمایان ہوا وہ نشان سیاہ

فرستادہ پیران کے اوس چشمہ پر
گئے جب تو پائی نہ وہ بے خبر

ہوئے جب نہ مقصد پہ کچھ کامیاب
تو پس پھر گئے سوئے پیران شتاب

غرض گیو و خسرو قرین طرب
گئے جب فرنگیس کے پاس تب

مبادا کہ ہیں مرد مان حسود
خبر پاکے پہنچیں یہاں شش و دود

وہاں ہیں او ارک گرد نبرادنام
بہت دلپسند اور ہے نیز گام

یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان
بسوی چراگاہ اسپان روان

سوار اور نہ ہو کر وہاں سے تہی
فرنگیس و کیخسرو دو گیو بھی

یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب
کہ ضامن ستادہ پیش از شتاب

سر صد یکے ساتھ اپنے مردان کار
کیا کر کے یلغر شقاوت شعار

اوسے دیکھکر گیو جنگی سوار
ہوا آکے آمادہ کارزار

سنی تھی یہ اخترشناسوں سے بات
کہ ہووے گا کیخسرو خوش صفات

رہیگا یہ محفوظ آفات سے
غرض جمع خاطر تھی اسبات سے

ہر اک سمت گھوڑیکو دوڑاتے تھا
نہ ترکوں کو خاطر میں کچھ لاتے تھا

پھر آگیو جنگی یہ نیخ و ظفر
کیا پیش کیخسرو نامور

کہا گیو سے شاہ نیزادے نے یون
کیا تو نے پیدا مجھکو نہ کیون

مردسے شہا تیرے اقبال کی
مخالف کی سب فوج پامال کی

ہوئے راہ پیراہ وان سے روان
وہ کہنا یا جو کچھ ہاتھ آیا وہان

کہا گیو کا جاکے احوال جنگ
ملامت کی اوسنے اوسے بیدرنگ

وہ گلباد کہتا تھا یہ بار بار
نہین ساتھ درنخم سے کم وہ سوار

سپہ لیکے تو ران سے پھر بہگیران
ہوا آپ پیران پہ سے روان

سپہدار پیران کینہ پژوہ
کہ ہر روز چاہتا تھا یکبصد گروہ

ہر اول ستادہ کا دلاور شین
تو بدست گردنکش وہ پلتین

نمایان ہوا دور سے جب علم
تو سوچی فرنگیس فرخ شیم

جگلباد ہین خسرو گیو کو
ہوئے جبکہ پیدا روے نامجو

متیزندہ افراج تو ران سے چون
تن خیل ترکان کردن غرق خون

آ اک گرد نفیم تو ران کا
یہان سے ملکزادہ کو لیگیا

فرستادہ گودرز کے پھر زہین
گئے پھر کہین گیو پایا نہین

وہ بولے کہ ناخیر کیجے نہ یان
ابھی ہو جئے سوئے ایران روان

یہان سے چی تر دیک مرغزار
کہ اسپان سلطان تو ران و یار

سیاوش کے گلے کا ہی اک سمند
اوسے جاکے لاہی ہل ارجمند

وہین کر کے لایا اسیر کمند
نہ تنہا وہ اسپ اوسپہ بھی اک سمند

روانہ ہوئے سوئے ایران و یار
ہوئی ساتھ تائید پروردگار

روانہ کیا اوسنے گلباد کو
بدنبال کیخسرو نامجو

اودھر خواہین ستادہ بیدار بخت
کہ پہونچا اودھر وہ نگونسار بخت

پکڑ کر زادکیخسرو تیغ تیز
بیابان مین بر پا کی اک رستخیز

جہان تاجور بادشاہ عظیم
بتاید بفضل خدائے کریم

وہ گرد دلاور یل شیر زاد
کہ رکھتا تھا اس قول پر اعتماد

جو میدان مین مغلوب ترکان ہوے
سر اسیمہ یکسر گریزان ہوے

کیا جنگ کا ماجرا بیان
ہوا نسکے خسرو تاسف کنان

وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے
کہ بیچین کر تا جگا کر تجھے

ہوا شاد وان خسرو پاک دین
کہا مرحبا وصد ہزار آفرین

کیا جبکہ گلباد پیران کے پاس
عیان اوسکے چہرے سے تھا بیم و یاس

کہ اک سیلوا سے [illegible] ن
گریزان ہوئے تین سو پہلوان

ولیکن نہ پیران کو بتلا یا کچھ یقین
ہوا سنکے یہ ماجرا خشمگین

فرنگیس رشک مہ و آفتاب
نہ رکھتی تھی زہنار بلغر کی تاب

تغضب کنان جاکے پہونچا وہان
ملکزادہ منزل گزین تھا جہان

وہ کیخسرو گیو سوتے تھے وان
کہ پہونچی وہان جاکے تو رانیان

وہ پیران دلیر اب آیا ادھر
ہین یون تا کہ عیسا کے پا بند کر

تو کہنے لگا خسرو نامدار
کہ اے پہلوان ہین بھی تو ابکی بار

وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
تو ہی نوجوان بلکہ ہے خرد سال

ابھی تو نے پیکار دیکھی نہیں
سیاوش کو آسیب پہونچا نہیں

کہا پھر خسرو نے اے شیر مرد
کرو نگاہ دو نیزہ دفت نبرد

یہ سنکر دیا گیو نے یہ جواب
کہ اے تاجدار شرف یاب

نہ رستم سے رہنا کہ تہمتن ہیں
ہزار اور قوت ہیں یکسر ہیونین

اور اپنی مجھے دختر جمال
تہمتن نے دی ہو کہ شاہ زمان

مرا خلق بھی مہ و سہ یار ہے
اور اقبال شاہی مددگار ہے

یہ کہکر وہیں گیو جنگی سوار
گیا سوے میدان پیکار زار

پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان
کہ تو ہون ہو ٹک بتا ایجوان

تو ہی گیو آیا ہے ایران سے
چرا بیچلا شہ کو توران سے

یہ کہکر اوٹھایا جو گرز گران
تو لایا سپر پر وہ پہلوان

نہ ہرگز ہلا گیو مرد دلیر
رہا پشت تو سن پہ تا یم وہ شیر

تو جوشن سے کر کے پشن کے گذر
ہوئی کالبد پر سنان کارگر

وہ پیران دلیر پہر آیا وہین
لگا گیو سے کہنے از روے کین

دلیکن خبر دار اب ایجوان
کہ من آن پہونچا بگرز گران

زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
سر عرض اوسکے پہناؤں تجھکو کفن

کہ من ہر دو وزن کو تری چین سے
پکڑ لیگیا نہارہ کین سے

جہان ہین بجز رستم شیر مرد
نہین ہے کوئی بھی مرا ہم نبرد

کیا کشتہ وخشہ گر آن کے
ہزارون سوارہ کو توران کے

کوئی زندہ اس فوج مین چور ہے
تو پھر کیوں ہے مردہ سیدان مجھے

وہان سے ین پہر آودن ہا کر دفر
جہاندار خسرو کو لیکر ادہر

یہ گفتار جنگی پل نامور
ہوا سنکے پیران کے دل پر خطر

کہ جاور گذار تجھے بخشے کی
رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دی

یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان
ہوا سوی بیدخواہ حملہ کنان

وہین پیر دلاور نے نیزہ کشند
ہوئی جا کے گردنین پیران کے نیند

ولے اوس جوان کے ذرا جسم پر
کوئی زخم ہونا نہ کارگر

مری تن مین ہی جب تلک جان ہے
یہ شایان نہین تو ترک کارزار

ادہر تو ہی تنہا ادہ بہ کینہ خواہ
رکھے ہے بہت ساتھ اپنی سپاہ

تہمتن کے مانند ین نے کہین
مدد وقت پیکار چاہی نہین

سبت اوسنے ہان آزمایا مجھے
برابر غرض اپنے پایا مجھے

لگا کہنے پیر گیو فرخندہ خو
کہ رکھہ جمع خاطر تو اے نامجو

بلندی پہ آکر تماشا تو دیکھ
سر جنگ کرتا ہون کیا کیا تو دیکھ

ادہر سے پشن لیکے نیزہ بڑہا
ہوا گیو یل سے وہ جنگ آزما

دیا پاسخ اوسنے کہ ہونین پشن
سر افراز گردان یل پہلوین

یہ دزدی تو ترک کے کہان جائیگا
سیان سے تو جانے نہین پائیگا

لگی ضرب گرز گران اسقدر
روان خون ہوا تن و سو سے سر

سپر چھوڑ کر لیکے نیزہ وہین
جو مارا دلاور نے از روی کین

ہوا غرق خونین سر اپا بدن
ہوئی بس تہ خاک جا کے پشن

کہ تو نے مری فوج کو دی شکست
کیا سر بلند و نکو کیدست پست

ترے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
تہ خاک دنیا ہون تجھکو ملا

دیا اوس جوا مرد نے یہ جواب
وہی ہونین اے ترک خانہ خراب

تری تاب کیا ہی جو سیدان مین آ
مرے ساتھ ہو آن کے جنگجو

تہمتن کو دیکھا ہی تو نے وہان
کہ تنہا گئے یا زدہ پہلوان

اور اب فوج کو نیری سیدان سے
نہ تنیغ کینجون مین اک آن مین

گرفتار کر کے پہرائے نا بکار
تجھے بیچونگا سو سے ایران دیار

نہ توران رہے پہر نہ افراسیاب
گردون ملک توران کو یکسر خراب

ہوا نا امید اپنی وہ جان سے
لگا کہنے اوس مرد سیدان سے

یہ بولا کہ تو لے تو چھوڑا مجھے
دلیکن ہین کب چھوڑتا ہون تجھے

وہ پیران گرزان ہوا بیدرنگ
کہ دیکھی نہ زنہار یارے جنگ

ہوے ترک اوسوقت حرکت کنان
لگے چلنے وان تیغ و تیر و سنان

یہ دیکھا وہ جسنے ہی گرد بلند
اڑا کر ہاتھ سے کمینچا تنا کمند

اور اک ہاتھ سے اوسکے سر دم دبا دیا — چپو ہے است تہی ضرب گوز گران
کمند اور سکے ذکر ہاتھ میں وہ جوان — کیا سپہ نے جنگ تو یا نہیں
ظفر یاب ہو زیر چرخ بلند — کیا پیش حسرو یل ارجمند
بصد عجز پیران زاری کنان — وہ لایا تماشہ وخطا بر زبان
کہ اے گیو یہ ترک سے درگذار — مخالف ہمارا نہیں زنہار
کہا اسنے خسرو کو جو جان کے گھر — یہ اندیش سے تا نہ پہنچے ضرر
شب و روز حاضر تھے خدمتگذار — پے خدمت حسرو نامدار
وگرنہ ہمیں شاہ توران زمین — کیا چاہیے تا تمامل از روی کین
اگر بندگی کے اے پہلوان — ہوئی اک خطا اس سے سرزد یہان
غرض اسکی جان بخشی اسے ہنر — نگہبے تو لطف وکرم سے ہی دور
اگر گلگوں کروں اوسکے خون سے زمین — لگا کہنے پھر حسرو پاک دین
جو ٹپکے ذرا تیرے خنجر سے خون — تو پھر بیگہاں ہو زمین للہ گون
غرض گیو نے اسطرح سے کیا — کہ جسطرح حسرو نے فرمان دیا
حقیقت جو کچھ تھی سو کیکر کہی — ہوئی شاہ توران کو جب آگہی
کہے مرد ان سے جیحون روان — کیا حکم یوں برگذر بان کے ہان
سپہدار توران بھی پھر لیدار ان — ہوا آپ پھر فوج لیکر روان
وہ چلتا تھا ہر روز سہ صد گروہ — لے ساتھ تو رانیوں کا گروہ
گئے رفتہ رفتہ وہ جب گاہ پر — تو جیحون بطغیانی آیا نظر
کہا یون سند ہی ترے پاس گر — تو کشتی ہیں جانتوں سے بھیکر
گذر بان نے پاسخ دیا یہ کہ خیر — ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر
کیا گیو نے تب کہ اے نوجوان — ہمارا خدا و ند زادہ ہے بان
گذر بان نے پھر یون کہا لبریز — جو لے مرے کیجئے یہ کنیز
کہا یہ گذر بان نے پر گیو سے — کہ دو تاج زر اس سے لیکر مجھے
سوا اسکے یہ ہے نشانی عہد — نہ اسکے لئے کیجے زنہار کد
ولے اور چندین زرہ لیجئے — نہ ہٹ اس زرہ کیلئے کیجئے

وہ پیران کو لایا وہان کھینچکر — جہان تہا لمکزادہ نامور
مقابل نہ آیا کوئی زینہار — ہوئے جادہ پیما سوئے دشت زار
کہا عرض اے حسرو نامجو — کہ دون تمل پیران بدکیش کو
زردی عنایات و شفقت دہین — لگا کہنے یون حسرو پاک دین
فرنگیس سے بھی کہا یون کہان — یہ اپنا نکو خواہ ہے بیگمان
بنجویی وہان بھیجکر دایہ کو — کیا پرورش اس کی انمایہ کو
رہا ہکو پیران سے خون سے کیا — شرایط نکوئی کی لایا بجا
تو ہرگز نہ رکھ خون او سکا روا — کہ یہ ہے سزاوار لطف وعطا
تو ہرگز نثار اس خطا کا نہین — کچھ اسکی طرف سے نرکھ دلمین کین
گذارش یہ اوس پہلوان نے کیا — یہ کہائی ہے مینے ستم حسروا
کہ اک ہاتھ خنجر گیستاخ کر — تو اب کان مین اوسکے سوراخ کر
رہا کر اوسے نیہ سے جہاز ان — کہ اوس شکل کے ایک نامردد نہ
روان ہو کے پیران ویسہ تا ب — ہوا گرم ملیز شہ کینہ جو
تو غم سے ہوئین اوسکی آنکھین پر آب — دلے ہر زمان بفضل لطف خدا
کہ اس شکل کے ایک نامردد نہ — گیا گیو وہ ہین گذر بان کے پاس
ہوا اگرم ملیز شہ کینہ جو — یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
دلے ہر زمان بفضل لطف خدا — مگر تم یہ اسپ سیہ مجکو دو
گیا گیو وہ ہین گذر بان کے پاس — ندیگا یہ گہوڑا تجھے زنہار
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان — یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان
مگر تم یہ اسپ سیہ مجکو دو — پہر اوس سے یہ اوس پہلوان نے کہا
ندیگا یہ گہوڑا تجھے زنہار — وہ بولا کہ اپنی زرہ دے مجھے
گذر بان یہ کہنے لگا اے غریز — یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا تجھے
طلب کی ہین جن جن جو یہ چار چیز

گران بین سے دو دگے تم ایک سی
تو بان سے نہو گا گذار اکبھی
کہ لازم تھی ہر گز نہ گرمی وہان

ولیکن گذربان رہا نہ سخت
لگا کہنے تب گیو خیر وز سخت
گذر یا سے پا آ چا تے ہین ہم

وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے
کسی کو نہین تاب زہنار ہے
کہ ہے جسمین مرغا بیون کو خطر

پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
کہ تر کو نکا لغزش اے غضب

سیاوا کیمین شاہ افراسیاب
نہان کر کے یلغار پہونچی شتاب
دچیحون سے گذرا تہا پا آب

فرمیدون کو لایا تہا ہان کا وہ جب
فرمیدون بفضل خدا سی کریم
نگاہ ورکو اب دے تو در یا مین ڈال

تو غیرت مین آیا وہ فرخ صفات
کیا اوسنے جیحون مین گھوڑا روان
گذر یان بغیب مین مجھے خسر بسر

کہ اقبال تھا ہمدم و ہمنفس
فرنگیش کیخسرو گیو کو
کہ گذر یان سے کشتی منگا

کنارہ پہ جیحون کے افراسیاب
اوتر نے کا شہ نے ارادہ کیا
تو ہرگز نہ جا یان سے دریا کے پار

کہ ہے فوج ایرانیان بیشمار
بصد رنج تم سو تو ران مین
غرض پہر گیا شاہ تو ران ہمین

ہوئی بیخبر پہر وہان سے رولن
بجلادہ شکر زدان وہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ

ہوا شاہ تو پکر وہ کیوان کلاہ
گئے اور بہی ساتھ وافراسیان
گئے پیشوا ہر سہ نام آوران

ہوا دیکہکر چشم تر شہریار
جب آیا وہ گیخسرو نامدار
وہ لایا بیحد رسم بیحد و نیاز

ادب سے حضور شہ سرفراز
اوس تخت پر بیٹھے ای کامگار
وہ بیٹا تو شاداں ہوا نا جدار

کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار و انحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاؤس را و مہیا شدن سامان جنگ فیما بین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برای اجنگ قلعہ دژ بہمن و

شاہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن شاہ کیخسرو

دلیران و گردان والا تبار
وہ جتنے ہمی گردن فرازان و ہمتن
کہ اے نامداران ایران دیار

بہ خسرو کہ پور سیہ ہے مرا
جگر گوشہ نور بصر ہے مرا
خوشی سے بحکم شہ نامدار

ہوئے دو ہمی خسرو کے خوان بدیر
سوا طوس کے سب صغیر و کبیر
فریبرز سے جا کے کہنے لگا

کہ تو شاہ کاؤس کا ہے پسر
سزاوار دیہیم و اورنگ و زر
کرو نہیں تو ہی عقل و دانش سے دور

بہت اوسنے اعزاز و اکرام کر
خوشی سے دیا طوس کو گنج و زر
ہوا جلوہ گر دوسرے تب

کیا جشن گو در زنے اپنے گھر
رکھا اک مرصع وہاں تخت زر
ہوا رونق افزا سجا وہ وقار

بزرگان ایران گئے سب وہاں
بفرمان کاؤس شاہ جہان
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد

بہ کہنے لگا گیو سے اسجوان
تو اب طوس کو جا کے لے آیہاں
کری ہے سخن زا باپ اب

بہ خسرو کے آگے مبن ہرگز جھجکنا
نہ اوس جنگلی کی اطاعت کردن
نہیں ہی سزاوار تاج و تختی

تو اے گیو یاں اوسکو لایا ثابت
یہ رنج اوسکی خاطر اوٹھایا ثابت
رکھے ہی دلیری و فہم و ذکا

دلاور جوان و تہمی جنگ ہے
سزاوار دیہیم و اورنگ ہے
بجا لاوں رسم درہ بندگی

یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
یہ بولا کہ خیرہ و نامجو
دلیری و شجاع و تہمی مرد ہے

تہمتان تہاور جریدہ دو پہلوان
طوس ہرم تہمینہ کہ تان
حضور پدر گیو آیا وہین

کیا طوس کا ماجرا سب بیان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان
سادوں جہان سے نشان طوس کا

یہ کہکر گیا اسپ پر ہو سوار
سو طوس جنگی بے کارزار
وہ سب دو ہزار اوسکے ہمراہ تھے

غرض اس خشم کو گیا سوی دشت
پسر اور بنیرہ تہمی ہفتاد و دست
سوار ان جنگی کئے بیدرنگ

رکھے ساتھ ستا کا دیبائی درفش
کہ تہمتان کی وہ نشانی درفش
لگا کہنے تب طوس نریمان کو

جو ہو گرم بازار پیکار یان
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان
اگر شاہ توران کا ہو مددگار

بہم دیکھیں جنگجوئی شتاب
کرے قصد ایران خوار و خراب
کہ پیکار ہو قوت یکدم رکہو

کہے شاہ جو کچھ وہ سن لیجئے
خبر شاہ کاؤس کو کیجئے
کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس پر

جو ہو پیخبا یہ فرمان جہاندار کا
کہ ای گرد گودرز رخنگ آزما
خرابی یہ کیون تو نے بانی کی

سنا سب سے اب اور ہوئے ہے ملاح
کہ تو اور طوس آ ری یاں کے سلاح
حضور جہاندار کیوان حشم

کیا طوس نے عرض یون پیش شاہ
کہ ہون جا کر و دیدہ بارگاہ
فریبرز ہو پادشاہ جہان

کہ ہے پور شاہ خلایق پناہ — وہ ہے وارث تخت و تاج کواد
یہ سنکر وہ گو و زر کہنے لگا — سیاوش ہین پو تہا شاہ کا
کرے سوج کو اب سیاوش کی شاد — نہ ہی ہاتھ سے رہم و آئین و داد
بسان فریدون فرخ خصال — نگاور کو دریا ہے جیحون ہین ڈال
فرہیرز کو ہے یہ طاقت کمان — کمان یہ دلیری یہ جرات کمان
تو کیون جہل کا کار فرما ہوا — مگر تجکو اسکا وسوسہ ہوا ہوا
کہا طوس نے یون کہ اے ستور بخت — تو کہتا ہی کیا ایسا بیہفتہ سا سخت
ز ابا پ تہا مفلس و نا توان — غریب ایک آہنگر اصفہان
ہماری جو کی بندگی اختیار — ہوا تب وہ سردار عالی تبار
تو سن گوش تا جان سے کر گنج نہار — نہین مجکو آہنگری سے ہی عار
مرا باپ تہا کاوہ نیک مرد — تہو رمین یکتا دلیری مین فرد
فروزندہ کاوہ یانی درفش — وہ کاوہ ہی اے طوس نیزہ کفش
یہ طاقت کمان اور ترنی تاب کیا — جو ہو ساتھ میرے تو جنگ آزما
اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر — تو مین ہون شجاعت کے بیٹے کا شیر
کرے تیر جوشن سے تیر اگذر — سنان میری تو ر چو جبل کا جگر
کہ تا حق بہم کینہ آور شو — نہ بو لو زیادہ بس اب چپ رہو
جسے دیکھیے لایق سروری — سزاوار شاہنشہ بر تری
نگا کہنے شاہنشہ نامجو — کہ دونون ہین یکسان ہے زور و برو
ہین اب اور کرتا ہون تدبیر یک — کہ خوشنود و راضی ہو جس سے ہر ایک
بلندہ ایک در زمین مین بعید یل — سر کوہ نزدیک در یای نیل
کرے فتح جو ہو مبارک وہین — او سے بادشاہی ایران زمین
کہ اور اس سے تدبیر بہتر نہین — یہ سنکر فرہیرز بو لا وہین
فرہیرز کو شہ نے رخصت کیا — سپہ لیکے طوس اسکی ہمرہ گیا
ہوا ہر دم ہوتی ہی آتش فشان — ہوا سوختہ دان بہت پہلوان
ولیکن در و زر نہ آیا نظر — ہوئی فتح جنگی تبہ سر بسر

نہ بیرے کو شاہی حضور پدر — نہین ہو پہنچے زنہار اسی نامور
ہوا کشتہ تا حق وہ بیچارہ آہ — سناسب یہی ہی کہ کاؤس شاہ
کرے یعنی خسرو کو اب بادشاہ — کہ ہے وہ سزاوار تاج و کلاہ
دلیر انہ آیا وہ عالی تبار — کیا کچھ نہ خوف و خطر زینہار
دلیران بجسکم شہ داد گر — ہوئے تاج خسرو نامور
یہ سچ ہی کہ نو در کا ہی پور تو — تو دیوانہ ہے اور وہ تہا تند خو
ہوا مجھسے گستاخ یون بیغضب — مگر آپ کو یون گیا بھول اب
نہ زنہار تنہا صاحب عز و جاہ — کہ خاموش اسکے سر خانہ خراب
ہنرمندی و خلق و فرزانگی — تو دیکھی زمین سر بسر آشین
نہ لایا زاد لیں کچھ خوف باک — مراتیہ و نیزہ ہے جوشن گزار
یہ گفتار تیری نہین دلپذیر — مری تیغ ہی آب البرز ہے
نگا کہنے تب شاہ فیروز بخت — فرہیرز کو خسرو کو پاس اپنے تب
بلندی و جاہ و حشم دیجیے — تو بیرد سر انجیکے ہو وے خفا
وہ جب آوان یہ کہا اون نے تب — اور اوس قلعہ مین لوگا ہی مقام
کہا تب یہ گو درزاد طوس نے — کہ جا کر کرون فتح اوس قلعہ کو
کہ تو دیکھی زمین سر بسر آتشین — تو دیکھا کیا خوب پل و منار
ترو دکیا خوب پل و منار — سپہ آئے حضور شہ یزدان

شہنشہ نے بعد اد سکے باکروفر
کیا وہین خسرو کو رخصت اوسپر
سپاہ گران لیکے پہونچے وہ شب

بتا خواب مین اسم اعظم دیا
خدا نے غوض رحم اوسپر کیا
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو

لگا کہنے یون پہلوان سے کہ آن
سرنیزہ اب باندہکر ہیجوان
تو کہہ اوسکو دیوار قلعہ کی

جو کچھ اوسکو خسرو نے فرمان دیا
وہی گبو جنگی نے اوسدم کیا
وہ کاغذ کہا جبکہ دیوار پہ

بلند اک ہوئی بانگ اوسدم وہان
کہ جسطرح سے رعد کا ہو فغان
شکستہ ہوا جیسے جادو کا سخت

کہ یکبار گی تیر باران کرو
توقف کو اب راہ ہرگز نہ دو
لگی ہونے پہر بارش تیروان

نمایان ہوئی روشنی دمبدم
ہوئی دفع وان تیرکی یکقلم
درو دشت نمایان ہوا تب وہین

ہوا قلعہ تسخیر با گنج وزر
ہوئی ہمقدین آکے فتح وظفر
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا

پہر اک سال کے بعد خسرو گیا
حضور خدشناہ کشور کشا
وہان سے سپہدار عالیجناب

کیا فتح اوس قلعہ کو بھی وہین
بفضل خدائے جہان آفرین
ہوا شاہ کاؤس بس دلمکر

سپہ خلافت کا نیر ہے تو
سزاوار اورنگ و افسر ہے تو
جا ندار کاؤس فیروز بخت

جو سنکے یہ ملکزادہ کودتہ شب
رقم کرکے کاغذ پہ اوس اسکو سب
کہ تا کار مشکل ہو آسان ابھی

ہوا ظاہر اک ابر تاریک تر
وہ کاغذ کہا جبکہ دیوار پر
لگا کہنے تب خسرو نیک بخت

نہ ہارون ہوئے نہ گیو تیغ زن
لگی ہونے پہر بارش تیروان
ہزارون ہوئے گیو تیغ زن

گیا قلعے مین خسرو پاک دین
درو دشت زمایان ہوا تب وہین
گیا جانب ملک اندر سیاب

کہ رفعت سے وہ ہمسر چرخ تھا
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا
لگا کہنے اے خسرو نامور

گیا جانب ملک اندر سیاب
وہان سے سپہدار عالیجناب
جو سمجھا کہ زیبا ہی خسرو کو تخت

بر تخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن ادبر توران

بہایا جاندار نے تخت پر
کہا سر پہ خسرو کے دیہیم زر
بہا یا جاندار نے تخت پر

یہ فرہاد یا جبکہ کاؤس نے
تو وہ ہین فریبرز او طوس نے
یہ فرہاد یا جبکہ کاؤس نے

سپہد اگر انگیزہ خوش نہاد
ہمیشہ تہا سعد روف افتقاد داد
سپہد اگر انگیزہ خوش نہاد

یل نامور رستم زال زر
ہوئے شاد و خرم یہ سنکر خبر
یل نامور رستم زال زر

جو نزدیک پہونچے تو با صد طرب
گئے پیشوائی کو سر دار سب
جو نزدیک پہونچے تو با صد طرب

کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہے
ہمارا بزرگ اے گرانمایہ ہے
کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہے

بہم ملکے دونون ہوئے اشکبار
یہ کہنے لگا رستم نامدار
بہم ملکے دونون ہوئے اشکبار

ہوا زال سے پہر نبلگیر شاہ
نگاہ کرے تشفقت جہانگیر شاہ
ہوا زال سے پہر نبلگیر شاہ

گئے پیش کاؤس روذ دگر
بہم خسرو رستم و زال زر
گئے پیش کاؤس روذ دگر

وزیر و اسیران و شہزادگان
گئے سب بزرگان ایران مہان
وزیر و اسیران و شہزادگان

یہ بولا کہ کین پدر خواہ ما
نہ نون شاہ تو ران سے مین تا بلک
یہ بولا کہ کین پدر خواہ ما

نہ سرو رمین تخت و افسر سزد
نہ شاہان زگنج و گہر برخورد
نہ سرو رمین تخت و افسر سزد

کیا حکم پہر یہ کہ سب نامدار
اطاعت سے خسرو کی پہر ایہ سر
اطاعت کرین اسکی بیل و نہار

سبت اوس سے راضی نشاد شد تمام
لگے جاکہی کرنے شام و سحر
سبت تھی آسودہ و شاد کام

ہوئی سیستان سے اودہر کو روان
ہوئے شاہ ایران و توران زمین
ہوئی سیستان سے اودہر کو روان

اوٹھا تخت سے خسرو نامدار
کہ تا ہو نہ شاہان روئے زمین
اوٹھا تخت سے خسرو نامدار

کہ خون جلکے رکنون سے خون پدر
بہت پتکش لعل و گوہر کیے
کہ خون جلکے رکنون سے خون پدر

تو ہی شاہ شاہان روئے زمین
تا مین فرخندہ وطرز نیک
تو ہی شاہ شاہان روئے زمین

بہت پتکش لعل و گوہر کیے
کہ تہا جسکو مطلوب کین پدر
بہت پتکش لعل و گوہر کیے

نہ ہرگز نشکیب و قرار و نہ تاب
نہین مجھکو زنہار آرام و خواب
نہ ہرگز نشکیب و قرار و نہ تاب

کہ اے پہلوانان کشور کشا
یہ ہزال ورستم کو شنے کہا
کہ اے پہلوانان کشور کشا

کروگے مدد اسکی تم وقت جنگ — یہ سنکر لگا کہنے ہر پہلوان — کیا مین نے جاکر تباہ و خراب
اور اب یہ سپہدار عالی گہر — شہا پیشتر ملک افراسیاب — کرون کوتہی جانفشانی مین کب
فریبرز دگودرز اور طوس و گیو — خدایہ جہان خسرو نامور — کہو تم ہمارا ارادہ ہے کیا
یہ لشکر لگا کہنے ہر پہلوان — یہ سنکر کہا سب نے ہر ایک سے یون — تبا بادلیرون کو خسرو کا نام
کہ حاضر ہین ہم جانفشانی کو ہان — وبالغرض اوسکو لشکر نمام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایران نے آرزو کے کین — کیا قصد تسخیر توران زمین — کیا وہین ترتیب سب فوج کو — باین دلچسپ و طرز نکو
فریبرز کو با صد دوده جوان — کہ تھے اوزباد کے سب پہلوان — کیا شہ نے سرکردہ فوج پیش — گیا ساتھ وہ طوس خندہ کیش
جوانمرد گودرز عالی وقار — یل نامور گیو جنگی سوار — نبیرہ پسر لیکے ہفتاد و ہشت — جو نگین کرین خون سے دشمن کے دست
مقرر ہوے جانب دست راس — بحکم شہنشاہ جوہر شناس — وہ گستہم ہائی جو نہاوس کا — اوسے دست چپ کو مقرر کیا
جو سپلاد کے تھے نبیرہ پسر — ہوے ساتھ گستہم کے سربسر — نژاد فریبرز و لاور سپاہ — نبیرہ آزما سی دسہ پہلوان
نژاد او تو ابہ دلاور سے بھی — صد و ہفت تن تھم گو لاد سے — کہ یگدست با قوت و زور تھے
گزارہ کے تھے یکصد و پنج تن — نہایت قوی زور اور صف شکن — بفرمان کاوس انجم حشم
وہ بیژن کہ فرزند تھا گیو کا — اوسے شاہ کاوس نے یون کہا — سنو تا جدار اگاہ خسرو سے تو
یہ تھے جنقدر نامور پہلوان — یہ اک ساتھ رکہتا تھا فوج گران — وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے
سوی ملک توران روانہ ہوا — معین وسامی زمانہ ہوا — گیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ ملایت وخرم وکشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن بیران ویسہ بر لشکر ظفر پیکر طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین — گیا جبکہ نزدیک توران زمین — سو دست چپ لیکے گرزدعا
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا — مقرر کیا گیو گودرز کو — بپونچ اسپر تخت افراسیاب
وگر تو کہا ہر اک ملک یکسر خراب — تو گرد اہر اک سے کیسر خراب — بنا ہی اک اوسنے حصن حصین
ولیکن سیاوش کا ہی اک پسر — فرود جوانمرد فرخ سیر — کلات وخرم مین ہے اسکی نشین

وہان دخل ست کچھو زہیار — کہ میرا برادر ہے وہ نامدار — خبردار کوئی نجاوے اوپر — کرے اور جانب سے لشکر گذر

یہ سمجھا کے طوس دلیر پسر کو — یہی بات کہہ گیو گودرز کو — رواندہوا خسرو کاسگار — سوار است بارستم نامدار

فریبرز مرد شجاع دلاور — روان سوے صحرا ہوا شیر نر — دلے طوس سوی کلات ذدم — شتابان ہوا با فراوان حشم

گیا متصل لشکر طوس جب — یہ سمجھا فرود جوانمرد تب — بغرم وغا فوج لایا ہے طوس

نکل قلعہ سے وہ وہین نامور — ہوا ستد رہ طوس کا آن کر — کہ ہمپیشہ شتابان سے لشکر روان

یہ کہہ جا کے اوس سے کر پرخاش دکین — ترے ساتھ زنہار ہمکو نہین — کہ ہمپیشہ شتابان سے لشکر روان

یہ گفتار سن ریو دون ہی گیا — جو پیغام تہا سو مفصل کہا — نہ آئی سخے شرم کچھہ زہیار

ہوا ریو کے ساتھ ہر گرم جنگ — کیا ریو کو کشتہ وان ہمہ رنگ — سوار اوسنے چھوڑا اوپر ہمہ

پسر کو وہین اوسنے بہیجا اودہر — کہ لاے فرود دلاور کا سر — سپہ لیکے کہسر پے کارزار

گیا طوس پہر آپ ہو کر سوار — سپہ لیکے کہسر پے کارزار — گیا بہاگ کر قلعہ کے درمیان

شتابی سے جس جڑ پہنچا گیا کوہ پر — گیا وان سے پہر قلعہ مین دوڑ کر — فرود دلاور نے مارا خدنگ

فرود دلاور کا خالو وہ تہا — سوار دلیر و نبرد آزما — پیادہ ہوا پہلوان دلیر

گرزان ہوا اسنے وہ پہلوان — گیا بہاگ کر قلعہ کے درمیان — یہ بیزن نے اوسوقت پانچ دیا

جو شبدیز پر طوس کے وقت جنگ — فرود دلاور نے مارا خدنگ — پہر اتنے مین آیا اودہر سے تیر

لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر — پیادہ ہوا پہلوان دلیر — خدنگ ایک پہر اور بازو مین

کہا گیو نے یہ کہ آگے نہ جا — یہ بیزن نے اوسوقت پانچ دیا — یہ بیزن بہی پہر پنجا دہان شکل دد

یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر — پہر اتنے مین آیا اودہر سے تیر — لگا کہنے تب بیزن پہلوان

ولیکن نہ بیدل ہوا زنہار — پکارا یہ اوسدم کہ اے نامدار — درینغ اے جوانمرد جنگی سوار

فرود دلاور نے ارزو سے کین — خدنگ ایک پہر اور بازو مین — ہوا خستہ بیزن بمیدان جنگ

جہان تہا سوار دلاور فرود — یہ بیزن بہی پہر پنجا دہان شکل دد — کہ حملہ کنان ہوکے تا مسجدم

گیا قلعہ مین ہوکے زخمی جوان — لگا کہنے تب بیزن پہلوان — یہ آیا نظر خواب یعنی کہ اب

نہ آئی سخے شرم کچھہ زہیار — درینغ اے جوانمرد جنگی سوار — لگی آگ اس قلعہ مین ناگہان

سواد اسکے پہینکے ست خارہ سنگ — ہوا خستہ بیزن بمیدان جنگ — ہوئی فوج تخوار کی غرق خون

بگا کہنے یون طوس کہا کر ستم — کہ حملہ کنان ہوکے تا مسجدم — مقابل ہوا طوس کے مثل شیر

بریجہ ہ گلپجہ ہ کو وقت شب — یہ آیا نظر خواب یعنی کہ اب — گیا پہر وہین گیو بہر وغا

ہوا آکے تخوار تب رزم جو — مقابل ہوا طوس سے گیو اوس — گیا سامنے کر کے گہوڑا وہان

ہوئی فوج تخوار کی غرق خون — گیا طوس نے گہیرا اوس قلعہ کو — قسم ہے کہ پہر گز نہ یان سے پہر دون

مقابل ہوا طوس کے مثل شیر — گیا طوس نے آخر اوسکو زبون — پیادہ ہوا بیزن جنگ جو

گیا پہر وہین گیو بہر وغا — نکل قلعہ سے پہر فرود دلیر — کہ سے ساتھ تیر و سناں جنگ

گیا ساتھ کر کے گہوڑا وہان — جو کشتہ ہوا باد پا طوس کا — ہوا اندہ جوشن مین تیر آن کر

قسم ہے کہ پہر گز نہ یان سے پہر دون — پسر گیو کا بیزن پہلوان — فرود دلاور کو زخمی کیا

پیادہ ہوا بیزن جنگ جو — کیا کشتہ اوس تیر نے اسپ کو — اگر اتفاقا کی لایا تو پہر گز نہ تاب

کہ سے ساتھ تیر و سناں جنگ — توتیک لحظہ ناخیر کر اور درنگ — گیا قلعہ سے تیر باران وہان

گیا پہلوان کی سپر سے گذر — گیا پہلوان کی سپر سے گذر — سرشیمہ تب وان سے بیزن گیا

ہوا اندہ جوشن مین تیر آن کر — دلیری سے نیزہ کو جولان دیا — پس کوہ جب مہر روشن گیا

فرود دلاور کو زخمی کیا — کہ اک تن پیادہ سے بہاگا نہ جائے — کرون فتح اس قلعہ کو بیگمان

اگر اتفاقا کی لایا تو پہر گز نہ تاب — مقابل پہر آیا نہ کوئی جوان — نجہوڑون کسی کو بہی زندہ وہان

گیا قلعہ سے تیر باران وہان — گیا قلعہ مین ہوکے زخمی جوان — ہوئی سر بسر سوختہ مردمان

خواب سے جیکر بیدار ہنسب
غم کچھ اے باور مہربان
ہوہ گر مہر تابندہ جب
خستہ ہوا پہر دہین
نہ پہر بہ زن جنگ جو
یہ نہ جوشن مین ہر گر کیسا
ن کمین گاہ سے بیدریغ
ے وائے افسوس شمل پدر
پا شکم کر کے خنجر سے چاک
فی خبر ہائے خسرو کو جب
نے بعد شوکت و کروفر
یلاسان ہوا گرم کین
ہ کو بھیجا برائے نبرد
ے گر زبین نے نار اکیس
ہے تہا بین کہ پھینکے کمند
کو وانسے او ٹھائے گئے
ان سے پیران ویرہ وان
ے کاسہ سر آئے تو ایان
ست و مدہوش غافل تہی سب
ناک بیدل ہوئی سب سپاہ
نامۂ خسرو نامور
ے کلات و خرم یہ گیا
ان کیخسرو نامور
سکو زندان مین شام و پگاہ
جو اگر تو بیدرنگ

لگا کہنے گلشہر سے بون فرود
اگر مین بھی کشتہ ہون شمل پدر
ہوا حملہ آور بسوے حصار
پکر تیزہ او سدم فرود و سیر
فرود دلاور لئے از روے کین
دگر بار یہ چاہے نہاد ہ جوان
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود
غرض اوسکی مان دوڑی آئی دہان
وہان آکے بہرام نے طوس کو
ہوا طوس کو زیر چرخ کبود
پہر اک راہ مین اور آیا بحصار
روان وانسے لشکر ہوا پشتیر
گیا سامنے بیزن سپلوان
ترا دہ گرا اسپ سے ہو جدا
کہ اتنے مین گہو دہ نکو کر کے دوان
ولیکن نہ پہر جنگ کے لائے تاب
سواران و رکان بئی حل ہزار
خطر گہو سے لشکر پیران کو تہا
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان
فریبرز کے آگے شامل ہوا
لکہا تہا کہ ہی طوس تقصیر وار
غرض طوس کو بند کر لیجیو
کہا سخت و دشنام دے بیشمار
لکہا سپہ بہ بیزن کو نامہ کہ ہان
فریبرز کا جب کہ نامہ پڑہا

کہ ہر گز مجہے نہ زہر جرخ کبود
تو کس چارہ پیش قضا و قدر
دلیری لگے کرنے مردان کار
ہوا رزم جو آکے مانند شیر
ہوا اک کسیا خم اوس پر دہین
کہ بیزن کو لے زیر گز گران
فغان اک اور ٹھا زیر چرخ کبود
ہوئی اوسکے ماتم مین ناگہان
کہا کر کے نفرین کر اے تند خو
فراوان غم و درد و فرود
جوان ایک پلاسان تہا وان قلعہ دار
یہ سالار تو ران نے سنکر خبر
ہوا کار سنجہ بہ تیغ و سنان
پریشان ہوا مغز ہر خواہ کا
سواران تو رانی آئے وہان
گئے بہاگ کر پیش افراسیاب
نبرد آزمایان و مردان کار
تو نا چار بس قصد شنجون کیا
ہزارون کے قتل ایرانیان
فریبرز کا پر الم دل ہوا
نہ لایا بجا حکم دہ نابکار
خطا کی سزا اوسکو اب دیجیو
کیا انجمن مین ذلیل اور خوار
کہ شنجون نہین کار جنگ آوران
تو پیران نے اوسکو یہ پانسخ دیا

کرینگے سہم بعد یک ماہ جنگ	مہیا ہی مارینگ گرز و تیر خدنگ	غرض جب گیا اک مہینہ گذر	دو لشکر مقابل ہوے آن کر

جنگ کردن فریبرز با لشکر ایران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو تورانی

غرض جب گیا اک مہینہ گذر — دو لشکر مقابل ہوے آن کر — ادہر نامداران ایران زمین — ادہر ہر لشکر ترک جو بایے کین

صف آرا ہوے آنکر ہر دو سو — ہوا لیران جنگ آور دکینہ جو — ہوئی آتش جنگ افروختہ — ہوا خاتہ آشتی سوختہ

سپار زلگے چاہنے کینہ خواہ — ہوئی گرم یہ پیکار یکسر سپاہ — گئے گیو بیزن جو میدان مین — تو بر پا ہوا حشر اک آن مین

ہوا اسطرف گیو نا دک فگن — ہزارون ہی کشتہ ہوئی پیلتن — تبر دآزما بیزن پہلوان — صد ہر کو گیا لیکے تیغ و سنان

ہوے قتل نرکان او ہر شکار — بیابان ہوا خون سے لالہ زار — حملے اور جانب سے تورانیان — جہان تہا فریبرز آے وہان

ہوے حملہ آور سوے طالب گاہ — کیا آکے ایرانیون کو تباہ — دلیران ہوے کشتہ ہنگام جنگ — فریبرز یہ دان ہوا وقت تنگ

ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ — گیا دون ہی سیدان سے باگ کوہ — ہٹا جای تہا وان سے گودرز بہی — اگر گودرزی فوج مغلوب تہی

ولیکن وہین گیو مرد دلیر — لگا کہنے یون اسسے از زیر لب — جہانمین بہت تو نے دیکہی ہی جنگ

نہ ٹہرینگا پیران کے گرد بر و — رہیگی بیابان خاک بسر آبرو — یہ پیران ولیسہ توہے چیز کیا

اگر گوہ ہووے تو کند مذکر دون — سر سر بیابان نگندہ کردن — نچوڑونگا میں اک رگ سید انمین

پہر نے مین گم آیا وہان — ہوے تنفق آکے جنگی جوان — لگے کہنے سید انمین کہا کر قسم

کہ مر جایے کر کے اب کارزار — نہ منہ موڑے جنگ سے زینہار — ہوے گرم پیکار جنگ آوران

یہ بیزن سے گودرز کہنے لگا — کہ تو اب فریبرز کے پاس جا — درفش اپنا یان بیہ اے نامجو

یہ بیزن نے جا کے اوس سے کہا — فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا — کہ غالب ہین اوقت تو رانیان

مناسب نہین ہی یہ اے نامور — کہ بیجہاون اپنا درفش ایدہر — ہوا جنگجو بیزن پر غضب

عملدار کو قتل کر کے وہان — علم لیکے آیا وہ جنگی جوان — کہ پر بانہا اک دشت مین رہ گیا

سر و حلق گردان جنگ آزما — شمار دم خنجر و تیغ تہا — سر سیلہ انمان تہی مثل حباب

جوان نسل کاؤس و نسترم کے — بہت وقت پیکار مارے گئے — ہوے کشتہ ہفتاد و شصت زن

وہ خونخواہان نبیران افراسیاب — ہزار و دو صد مرد و الا صفات — زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ

سوا اوسکے نرکان ایرانیان — ہوے کشتہ جتنے کہ گودرز کیانیان — ہوئی فوج ایران سراسر تباہ

سوے خیمہ نرکان گئی شاد دل — ہوے بند ہ غم کے آزاد دل — از روے عنایات شاہی خدا

پے سر در آن خلعت پر گہر — برائے سپہ شاہ نے گنج و زر — بڑا نام تم نے کیا مرحبا

پراس فتح پر صرف تاج نہو
ذرا دلمین اپنے یہ تم سوچ لو

کہ کیخسرو و رستم پہلوان
ادہر یکے آوینگے فوج گران

شب و روز تم کامرانی کرو
بعیش و طرب زندگانی کرو

خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا

جہان مین ترکمون نشان نہ نہار
با قبال شاہنشہ نامدار

ادہر ترک خونخوار سو شاد کام
ادہر اہل ایران ہو غمگین نام

غرض جبکہ لشکر ہوا پائمال
فریبرز بت بادل پر ملال

شتابی روان ہو سے ہونچا راہان
کہ کیخسرو نامور رہنما جہان

ہوا اور اوسکو برادر کا غم
کہا یون کہ شل پدر بیگناہ

شب و روز آنکمو نکو پر نم رکہا
بزرگان ایران و رستم سہم

کہ چارہ قضا سے نہین زنہار
یہ کمہ سوگ سے سر اوٹہایا او سے

لگا کہنے پہر خسرو نامجو
کہ اے رستم پہلوان جانتاب

ولے طوس خسرو سے کہنے لگا
کہ مجکو اجازت ہو پھر ہی بار

تلافی تقصیر سابق کرون
یہ سنکر سوے رستم پیلتن

سنراوار چترو سر و کلاہ
اجازت ہو کافی ہے طوس دلیر

تو مین ہونگا ہمرزم اوسکا شتاب
یہ سن طوس کو اوذی حضت کیا

بار دگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بہ سحر سازی ساحر و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پہ طوس جنگی جوان
ہوا سوئی پیران دلیر روان

گیا کرکے یلغار زن دیک جب
مقابل ہوا آکے پیران بھی تب

بہم ہر دو لشکر ہوے گرم جنگ
رہی سات دن جنگ گرزہ تنگ

ہوا آشکون روز جب آشکار
تو میدان مین ہمان و لاور سوار

جدا ہو کے لشکر سے اپنے گیا
گیا ہم نبردان کے سر کو جدا

کیا طوس نے قصد پیکار رب
بہت گرد ایران سے ہو کشتہ جب

کہا وہ وین گودرز نے طوس کو
تو توقف ذرا کر تو اے نامجو

تو ہمان سے اجاکے ہوہم نبرد
گیا گیو سے پہر کہ اے شیر مرد

ہوا ساتھ ہومان کے پیکار جو
گھے گرز ہتا گاہ تیغ و سنان

لڑے خوب باہم وہ دو نون جوان
گئے پہر سوے نشتر انجام کار

دلیرون نے پہر تیر باران کئے
بہت پہلوان اوذکے بیجان کئے

لگا کہنے پیران کہ اب زود تر
کیا بازہ رستہا نام اوس شخص کا

ولے کچھ نہ ہرگون کو پہونچی گزند
یہان سے تو جا قلعہ کوہ پر

کہ ہو ہمین ایرانیان سر بسر
ہوا ابر تیرہ نمایان وہین

ہوئی بارش برف باران ہین

نہ گرتا تھا اک قطرہ بھی اودھر
برستی تھی لشکر پہ ایران کے برف
ہر اک جوش سردی سے تھا کانپتا

پہ ترسے نہ پیران جہاں دیدہ ہان
ہوئی حملہ آور بہ فوج گران
بہت قتل ایرانیوں کو کیا

ہر اک جا تھی برف اور جا جا رہی
سوار اونٹ ایران پہ تھے نگون
بصد زاری و عجز پیر و جوان

الٰہی تو کر فضل و احسان شتاب
کہ تا دو جہون برف و باراں تمام
قبول اجابت ہوئی یہ دعا

کوئی غیب سے مژدہ فرخ سیر
رہام و للادر کو آیا نظر
کہ انگشت سے وہ خجستہ شعار

یہ دیکھا تو گھوڑے سے دہبن اتر
پیادہ گیا قلعہ کوہ پر
وہ ساحر تھا از بسکہ شعبدہ کار

جو اخمر نے جا کے از روی کین
پس پشت ہاتھ اوسکا باندھے تمام
کہا پیر یاد اوس کی کہ ہان نہ در تر

ہوا قید جسم وہ خانہ خراب
ہوئی دور وہ برف باری تمام
اور کوہ سے پھر گیا پیش طوس

ہوا دن تمام اور نوبت سیاہ
گئے ڈیرے سے سوی خیمہ گاہ
پھر آیا سحر ہوکے پیران سوار

دلے تھی نہ تا اختتام یہان
کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان
زبون ہوکے ناچار سو عقب

غرض بادل غم و اضطراب
گئی سوی کوہ ہمایون شتاب
وہ ان آئے ترکان پیکار جو

سر دامن کوہ طوس دلیر
ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر
حصار ایک تھا کوہ پر استوار

یہ پیران سے ہمراہ اوسکے اور ہم کہا
کہ تھا پر سر کینہ و کیمیہ جو
وہان آئے ترکان پیکار جو

پسند آئی اوسکو یہ گفتگو
اوسے صرف کرتے تھے سیل و نہار
سر راہ مسدود دست کیجئے

خوشی سے دلیران ایران و یار
بہت قلعہ بین غلہ و آب تھا
مہیا تھا سامان ہر قسم کا

رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون باستمداد و استعانت طوس و آمدن کاموس شنکل دو پہلوان دختران چین با لشکر بیکران باعانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر
کہ مقہور ہے طوس والا گہر
کہ یاور ہو تو جا کے اب طوس کا

یہ لشکر و بین رستم پہلوان
ہوا سوی کوہ ہمایون روان
ہوا خرم و شادماں طوس تب

یہ گودرز سے طوس کہنے لگا
کہ آیا تہمتن تو جا پیشوا
تہمتن سے جا کر ملاقات کی

جو کچھ یا جرا تھا کیا سب بیان
کہا پھر کہ اے پہلوان جہان
بیان تو نہایت ہوئی ہم تباہ

وہ بولا کہ خاطر کو اپنی نہ رکھ
غم و فکر سے دل کو آزاد رکھ
در یغ تلک طوس جنگی جوان

تہمتن کے بیٹے کو آیا دہین
ملا جب تو یہ عذر لایا دہین

رہا مین حفاظت کو ذری کہان
نہ ٹک آسکا پیشر آہیوان

بہت اوسکی رستم نے دلجوئی کی
گئے قلعہ مین پھر بفر طخوشی

تہمتن سرتخت بیٹھا وہان
یمین و یسار اوسکے رستمیان

لیا سر افراز ایران دیار
یہ بولے کہ اے رستم نامدار

وگرنہ نہ ہتی ہمکو امید جان
ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی

ہوئی اوسکے آنیسے بکو خوشی
خبر لاؤن پیر یسکے لشکر کی اب

لکھا اوسنے نہاشاہ توران کو
کہ کرکے زبون فوج ایران کو

پر اک زمین کی سے اوہ نہوئے نیلہ
کہ کوہ ہمایون یہ ہے دو چہار

نہین تاب جنگ تہمن اب نیار
کرو تمین ہلاک و اسیر و خراب

سپہدار توران نے دو پہلوان
کئے سب کوہ ہمایون روان

دلیری کے بیٹے کہ غرندہ شیر
سرافراز گردان چین و ختن

توانا دو پیل فگن و پیلتن
سوا اوسکے خاقان چین کو لکھا

روانہ تو کر اور سپہ کچھ سیاہ
کرے تاکہ ایرانیون کو تباہ

ہم سبکو دونون مین اخلاص تہا
نہ تہانگی فوج نرگان چین

روانہ ہوا آپ خاقان چین
تہمن سے پہلے تہوئے وہان

پیے جنگ پرخاش مایل ہوے
عرضا کے جب رستم پہلوان

شتابی سے پیران شامل ہوے
ثنا خوان ہوا رستم گرد کا

وہان پیش کاوس پیران گیا
کہ آگے مری تیغ اوسکی ہو کند

یہ کہنے لگا ہوکے وہ گرمہ تند
ملادن مین سب رستمی خاکمین

تو بس لاؤن رستم کا دم خاکمین
ہوا بند سے غمکی آزاد دل

یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل
تو ہی ہے اب مددگار یار رستمان

تو ہی یان نگہدار تورانیان
رہی تا تو ہی پشت جنگ آزمان

تو ہو قلب مین با سپاہ گران
گیا اپنے دیرہین ہنگام شب

یہ سنکر ہوا وہ زمین طرب
اودہر رستم و طوس انجم حشم

اودہر آکے پیران خاقان بہم
ہوے گرم پیکار جنگ آوران

خروشان ہوئی نائی ترکی وہان
ذرا دی نہ اندیشہ کو دلمین جا

ولے یاد دون ہی خدا کو کیا
دلیر و جوانمرد و مشہور عام

کہا تہا شبوس اوس دلاور کا نام
نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ سنان

لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان
پہر اوس مرد جنگی نے ہنگام حرب

ہوئی کارگر گرز کی بھی ضرب
کہ توڑی سپہر سر کو زخمی کیا

ولے اسقدر گرز کاری لگا
کیا جبکہ گرز گران نے ستوہ

اگیا وہان سے رد ہام پر سوے کوہ

چو رخشی ہو رہوام یل سپہر گیا — تو اوس ترک نے یہ ارادہ کیا — طرف اپنے لشکر کی مورچے عنان
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر — لگا کہنے اوس ترک سے یوں دلیر — کہ آرہ کہ پہونچا ترا ہم نبرد
پہر اشکبوس سبہ دار آزما — سلو پلتن تیر باران کیا — ولے اتنی تھی دہشت پلتن
نہ اک تیر بر سر ہوا کارگر — کمان لیکے رستم نے پہر زور تر — رہا تیر جب سوی دشمن کیا
ہوا اوسکے سینے پہ کیا کارگر — کیا تیر نے پشت سے بھی گذر — ہوا اشکبوس الغرض وان ہلاک
جو دیکھا کہ ہی برق خونخوار بر — ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھکر — یہ بولا کہ جون رستم پلتن
تو اے گرد پیران کے تہمتن کہے — کہ رستم ہے مرد توانا چیست — تہین اپنے لشکر مین کوئی نہی
خطر سے نہ آیا کوئی نامور — مقابل تہمتن کے باکر فر — نہ باہم ہوا پہر کوئی کینہ خواہ
کیا رات کو سب نے آرام و خواب — سحرگاہ نکلا جو پہر آفتاب — تو میدان مین گردان پکارا جو
لگا کہنے لشکر سے خاقان چین — کہ اے نامداران ترکان چین — کہو کونسا آج جنگ آزما
تہمتن سے لیتا ہی از روی کین — کہ اسکے کا موس نے پہر و مین — کہ رستم سے کرتا ہو مین جا کے جنگ
کیا اسپ کو سوے میدان روان — دلیر انہ جا کر پکارا کہ ہان — شتابان ہوا اے رستم نامدار
تہمتن کا شاگرد الواے یل — کہ بے جنگ اوسکو نہ پڑتی ہی کل — دلیرانہ آیا سوی رزمگاہ
کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان — تو الواے جنگی نے دی اپنی جان — دوان کر کے سید ہن تہمتن کو
لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان — مجھے ہے ست سمجھ اشکبوس ایجوان — دُر و مین نہ ہر گز رے تو ر سے
وہ بولا کہ جب صید آوے نظر — تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر — دلیری سے کاموس نے پہر کمند
تہمتن شتابی چو را سہ گیا — ہوا اوس سے والبستہ سر رخش کا — پکڑی تہمتن نے پہر وہ کمند
کیا زور کاموس و رستم نے جب — شکستہ ہوئی دو میان سے وہ تب — ہوا بلکہ کاموس زین سے جدا
کہ شبدیز پر اپنے ہو کر سوار — کرو مین تہمتن سے پہر کارزار — تہمتن نے پہر جلد پہینکی کمند
ہوا واوسکا گہوڑا دہان سے فرار — لیا فوج خاقان مین اوسنے قرار — جہا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر
کیا قتل کاموس کو پہر و مین — سواران ایران نے اژدے کین — اکوئی لشکر ترک سے اک سوار
سنو اگے خاقان در تہمتن کی جنگ — کہ اتنے مین وان رستم پہلوان — مقابل ہو پہر کر اگر تو سے مرد
ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک — تو پیران ویسہ ہوا سہمناک — لگا کہنے خاقان سے اے ناجر
سپہ اپنی بیدل ہوئی سر بسر — کہ آزرمندہ تہا مست ناوک فگن — گئے ہر دو لشکر سو خیمہ گاہ
سر و مہر نے تب کیا مرجبا — صف آرا ہوے آنکہر دو سو — عوض اشکبوس جوانمرد کا
ملا جسم اوسکا خون و خاک — نہ دیکھا کوئی ہینے ناوک فگن — یہ کہکر شتابان ہوا پہر جنگ
کرون آج تجکو زبون زور سے — کہ رستم سے سید ہین ہو ہم نبرد — مرے ساتھ کر آئے کا رزار

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار

آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

یہ بہتر ہے عطف عنان کیجئے — سوخانہ دشکر بدان کیجئے
کروں صبح او کو اسیر کمند — تو بیدل نہو اے دل ارجمند
تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ — بکردند چین سحر کہ نشان خدنگ
تو بخشوں تجھے سیم و زر بے شمار — بہت دون تجھ کو ہنر شاہوار
پکارا کہ اے رستم سرفراز — مرے ساتھ ہو آنکر زرم ساز
کروں نیل کا موس تجھکو ہلاک — زمین کو کروں جسم سے تیرے پاک
جو دیکھا کہ ہے تیر جوشن گذار — سپر سر پہ لایا ہیون نامدار
تہمتن ہوا سے خدنگ روان — کہ پہنچا کر اکروم بارگی
ہیونچکر تہمتن نے یکبارگی — بسان ہزبر ژیان ہر طرف
یہ پہر تا تہماتنج برہنہ بکف — رستم سو کوئی مقابل ہوا
وسے بعد پیر سر سے ہیوان دمان — نہ زہنار تر کان کو برباد کر
وہ کہنا تہمادقت دم واپسین — یہ سنکر تہمتن نے یا سخ دیا
نہ کرتے سیاوش کو گر تم ہلاک — سیاوش تہماسہراب سے بھی عزیز
وہ بولا کہ اے رستم ذی شعور — لگا کہنے رستم کو پیران سپہ
یہ سنکر ہیو پیش پیران گیا — تہمتن نے تجھکو کیا ہے طلب
وہ پہلے گیا پیش خاقان چین — بلاتا ہے اب رستم سیستان
اوسے منع خاقان چین نے کیا — تو کیوں پیش رستم گیا تہا مگر
کہا سنکے ہیوان نے خاقان چین — کہاں تاب ہے لشکر شاہ کو
جو صحرا و دریا میں ہو گرم جنگ — تہمتن ہی شیر افگن و پیلتن
نہو رزم ساز اوس سے اندر مصاف — یہ سنکر ہوا تہ خاقان چین
دگر بار ہیوان بجیر و نیاز — سخن پہلے رستم کا سن لیجئے
بہت چاپلوسی جو پیران نے کی — گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
ہوا رستم گرد کا مدح خوان — کہ کیخسرو ہی نام بردار کا
بہت کی ہیو نے پرستندگی — رہا قتل سے میں نے اوسکو کیا
یہ سنکر لگا کہنے تب پیلتن — یہ لیکن دور رویہ ہی اے ماجو

ہمین تاب پیکار رستم نہین — کہا اسنکے خاقان نے چرخ نہین
پہر آنمیں اک گرد جنگیش نام — یہ کہنے لگے شہ ذوالاکرام
لگا کہنے خاقان کہ اے جنگجو — اگر قتل رستم کو سید نہین تو
نہ خم جنگیش گرد روز نبرد گر — دلیر اور سید نہین آن کر
گیا رستم گرد خندان کہان — کہا تجھکو لاتی ہے اب موت یان
جوانمرد جنگیش لیکر کمان — کیا تیر سوی تہمتن روان
ولیکن سپر سے گذر بید زنگ — ہوا بند جوشن مین آکر خدنگ
وہ ہیبت سے اوسکی گریزان ہوا — عقب اوسکے رستم گریزان ہوا
تو جنگیش ہوا پشت پر سے جدا — اوسے قتل رستم نے دم مین کیا
نہ رستم سو کوئی مقابل ہوا — سوی جنگ ہرگز نہ مایل ہوا
نہ زہنار تر کان کو برباد کر — وصیت تو سہراب کی یاد کر
یہ سنکر تہمتن نے یا سخ دیا — سمجھ اس سخن کو جو کچھ ہے لکھا
سیاوش تہماسہراب سے بھی عزیز — بجا ہی جو ہون تم سے گرم ستیز
لگا کہنے رستم کو پیران سپہ — اگر آوے نورا زدل ہو صیان
تہمتن نے تجھکو کیا ہے طلب — تو جا پاس اوسکے کہ بہتر ہے اب
جو ہووے احابت تو جاوے گی ان — جو ہووے اجابت نہ جاوے گی ان
تو ہی دلبین ہے اوس سے خوف و خطر — کہ ہو ساتھ رستم کے پیکار جو
سوار جہانگیر و لشکر شکن — تہمتن ہی شیر افگن و پیلتن
کیا دور ہیوان وان سے مدین — یہ سنکر ہوا تہ خاقان چین
جو کچھ یہ ہیو منظور سو کیجئے — سخن پہلے رستم کا سن لیجئے
بہت دلبین اندیشہ کرتا ہوا — گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
پیخلص ہی ہے بندۂ باوفا — کہ کیخسرو ہی نام بردار کا
جو کچھ یہ نتہا خدمت تہی لایا ہی — رہا قتل سے میں نے اوسکو کیا
اسیر بلا اس سبب سے ہی تو — یہ لیکن دور رویہ ہی اے ماجو

کہا پھر یہ پیران نے اے نامدار
کروں ہون مین آپکے حسب ارشاد

تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ
نکر اسقدر فوج توران کو تنگ

کیا تجکو اسواسطے یان طلب
مری بات سن گوش دل سے تو آج

حوالے کرو میرے افراسیاب
زر و مال بھی دے مجھی بیجواب

جو خسرو کرے سر کو اوسکے جدا
تو خالی ہو کینے سے دل شاہ کا

دے پاس خاطر ہے تیرا ضرور
پذیرائی صلح ہتی ورنہ دور

سنا جبکہ احوال خاقان نے جب
لگا کہنے گردان چین سے یہ تب

نہین صلح منظور یان زینہار
نہین صلح منظور یان زینہار

کہا سو عرض شنکل نے اے شہریار
کہ بہتر ہے یہ جنگ کیجو نگاہ

یقین ہی کہ کوئی بل کینہ جو
کریگا زبون رستم گرد کو

یہ سنکر خوشی سے لگا کہنے شاہ
کہ بیٹھا تھا خاموش تھی عقل دنگ

وہ بیٹھا خاموش تھی عقل دنگ
کہ مجلس کا بیٹھتا اور رنگ

گیا سوی میدان ہوا نعرہ زن
پکارا کہ اے رستم پیلتن

کمر مین مخالف کے ازرو کے کین
کیا بند رستم نے نیزہ وہین

وہ اوٹھکر پیادہ گرزان ہوا
سو لشکر چین شتابان ہوا

سلامت وہان سے اوسے لیگیا
یہ شنکل نے خاقان سے جاکر کہا

دلیری مین یکتا ہے وہ شیر نر
نہین کوئی اوسکا یہان ہمسر

ہیبت تھی وہ مجلس مین لاگو گراف
یہ ظاہر ہوا یادہ گوہی تو صاف

شہ چین نے شنکل کو انجام کار
سواران جنگی و کشش ہزار

ہوئے گرد رستم کے یکسر سوار
ہوا گرم ہنگامہ کارزار

گئے پیر دلیران پیکار جو
ادہر سے بھی رستم کی امداد کو

نمودان کے انبوہ سے بیمناک
کرو کوشش و جہد بیحد دباک

یکیونکر نگر کہون مین کہ پیکان ہتی
قیامت وہان اک پیدا ہتی

ہوا سادہ و ایران کاوس کا
تہتن سے آکر نبرد آزما

مقابل ہوا آکے یہ پرکاسال
لگا گرز جو ایک بالا سی سر

دہن سے نکلتا تہا رستم کے کف
کہ فرنامبری سے نہ پیر برہمن سر

وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
تری بات کا ہی مجھے اعتماد

جو یہ آرزو ہے بہم صلح ہو
تو کر شیوہ رسمند و دہر کو

کہ کیخسرو نامور کے حضور
روانہ کرون پھر مورخاش دور

نہین صلح منظور ہر گز مجھے
تہتن سے حضرت ہو سرپان گیا

یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا
کہ اے نامداران کہو تم شتاب

تہتن کی ہر بات کا کیا جواب
بلا سے ہوئی کشتہ دو چار گرد

بفضل خدایان ہین بسیار گرد
جو یہ بات شنکل سے کہنے لگی

تو سب نامداران نے تائید کی
دلے دلین پیران کے ہمراہ چلا

ندیتا نہا اسبات کا کچھ جواب
غرض شنکل گرد روز و گر

دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر
کہون ہونہین تجسی تمنا جنگ

گیا سنگے وہ گرد یو لاد خنگ
اوسا گرایا اوسے خاک پر

کیا جا بجا تہا نہ اسلام اوسکا سر
ہوا اوسکے دنبال رستم روان

دے آواز کر شکر چینیان
کہ رستم کے آگے ہین سب گرد پست

بجا ہی اوسے کہنے گرپیل مست
یہ سنکر ہوا شاہ چین پر غضب

لگا کہنے یون کیا ہوا ہنگلو اب
وہ بولا مرے ساتھ ہو کر سپاہ

تو پیر جا کر رستم سے ہوں کینہ خواہ
دگر بار شنکل بقصد وغا

سو رستم اگر لے کے لشکر گیا
ولیکن نہ رستم کو تنہا کچھ ہی غم

بیک تیغ و نیزہ کرے قتل
دلیرون سے کہنے لگا پہلوان

اسی خنگ سے یان نہین کچھ زیان
بگرز گران اب ستیزہ کرو

سر جنیان نو زیرہ ریزہ کرو
بپا پے تہی یون ضرب گرز گران

کہ جسطرح سے تپک آہنگران
خروشان ہوا پیکے گرز گران

کہ سادہ نے دی سادہ جسے جان
لگا گرز جو ایک بالا سی سر

تو بس ہو کے بیدم گرا خاک پر
وہ شنکل کہ تہا گرد جنگ آزما

تہتن کے ہاتھون سے مارا گیا

تھمن کو اور سکے تماشا جوش کین
ہوا حملہ آور جو شاہ چین
سواران ایرانیان یک ہزار
گئے ہمرہ رستم نامدار

جہان پہلوان رستم کینہ خواہ
گرا چکر تر دیک قلب سپاہ
ہوئی موج خاقان جملہ کنان
قیامت ہوئی ایک برپا دہان

سواران چین سکر گشتہ ہوئے
جو صحرا مین کشتون کے پشتے ہوئے
جو رستم کی دیکھی دلیری تہان
ہوا خاقان چین کو ہمراہ خوف جان

پیام اوسے بھیجا کہ اے نامجو
نہ گرم پکار بس صلح کر
یہ سنکر لگا کہنے وہ نام جو
جو خاقان کو ہو صلح کی آرزو

تو پیل سفید اور دیہیم زر
مرصع رہ اور رنگ گنج و گہر
سیان بھیجدی کہ ہی یہ پیام
سزاوار کیخسرو ذوالاکرام

خضیاں سکر ہو رشا چین
سپہ سے یہ بولا کہ زردی کین
دلیر ان ہو گرم پکار یا ن
ہوئی بارش تیر ہر چند پر
نہتن کا ہر گام ستا پنتیر
تو خاقان کے سر مین ہوئی حاجب

اگر خاک پر نیل سی شاہ چین
لیا یا مذہ ایرانیون نے وہین
کہ سحر ہوا ابجر خون سرسر

غرض لشکر چین گریزان ہوا
سو کشور چین شتابان ہوا
سواران ایران نے غارت کیا

نہین اک تیرے یہ پہ دو پر چرخ
ہمیشہ شہور ہے جو رچرخ
کبھی شام ہی اور کبھی ہے سحر

نہ پیل نہ اورنگ نہ رکاب رتھا
شہ چین پیادہ گرفتار رہتا
دلیرون سے پھر رستم پہلوان

یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو
پورش کرکے ہر چار سو گھیر لو
ہوا ساتھ اسکے لشکر تمام

گرین ہو شب کو تو ایرانیان
نہ ہرگز رہا دان کسیکا نشان
نہ آسا ئے

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برائے جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان و بہ فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم بحضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو کوئی نہ ترکون کا دیکھا سوار
سپر سے لگا کہنے رستم کہ واہ

سواران ترکان کو رخصت ملی
بیابان سبے بے رہ بے نم راہ لی
سلامت گئے حیف تو رانیان

یہ کہکر کیا مال سفروتہ کو
روان پیش کیخسرو نامجو
وہ پیل سفید اور وہ تخت و تاج

گیا یکے اوس داد گر کے حضور
فرامرز رستم کا فرخندہ پور
ہوا شاد کیخسرو نامدار

فرامرز کو خلعت و زر دیا
اوسے صوبہ لطف و احسان کیا
نہتن کو بھی خلعت پر گہر

بے طوس و گو و زر گیو و رہام
کہ اک تک مین لون پہلوانون کے نام
وہ جتنے تھے گردان جنگ آزما

روانہ ہوا سوے افراسیاب
نہتن کرے تا کہ اوسکو خراب
حضور سپہدار تو ران دیار

کہ لشکر نے یکدست کھائی شکست
کیا سر بلند و نکو رستم نے پست
نشہ چین کو میدان سے روز بزو

نمین شب ہوا سیل آرامگاہ
رہی خواب غفلت مین ایرانیان
فراوان زر و گو ہر و گنج و تاج

شگفتہ ہوا دل زرنگ بہار
زردی عنایات باگنج و زر
ہر ایک کے لئے خلعت و زر دیا

کیا جاکے پیدا نے یون آنکھ کو
پکارا گیا رستم شیر مرد

ہوا پر الم سنکے انواسیاب — ہیبت دلکو اوسکے ہوا ضمحلال
لگے کہنے مردان جنگ آزما — کہ چین سو ناحق طلب کی شتاب
کرین رستم گرد سے جاکر جنگ — ملا چین اوسے خاکہین ننگ
بہت جنگ مین آزمایا ہو اوسے — کسی لئے ذرا بھی نپایا اوسے
نہوض قتل مدعواہ دشوار ہے — شہیر اجل یہ پیام سنا رہے
ختن کا سپہدار پولاد وند — دلیر و ہنرور آزما زور مند
بہم شاہ توران و پولاد وند — سو لشکر رستم ارجمند
تہمتن بھی ہر روز تازہ نورد — توقف نکرتا تھا وہ شیر مرد
وہ رستم سے آگر ہوا کینہ خواہ — عدم کی اوسے سونپنے دو مہین راہ
سپہدار توران کے جب متصل — ہوا خیمہ زن رستم شیر دل
جو شب گذری اور ہوا صبح آشکار — کر دون جلے رستم سوگوار
سوار طلب آن کر جب کیا — پے جنگ تب گیو جنگی گیا
یہ چاہا کہ لیجاے کھینچکر — کہ اسنے مین یہ حال کر کے نظر
ہوا شاہ کا بند بازو دو سہ — دیسکین کیا شہ نے زور آسفگن
ہوا سوے گردان جنگی دوان — کیا اوسنے زخمی اونہین اس نے ان
جو میدان مین زخمی ہو کے پرستن — تو گو در زیا خاطر رزمجو
ہوے ہاے زخمی بہیر و پسر — شتابی سے تو جاکے اندر گھر
کمند آکے رستم نے کی جب رہا — تو شاہ ختن نے چرا سر لیا
گیا اور مارا جو اوس گرز کو — تو رنجہ ہوا رستم نامجو
دلے درد سے تہی شتاب اسقدر — رہا جو کرے نہ حکم بد خواہ پر
وہ طاقت مجھے بخش اے بیچگون — کہ دون تا کہ بدخواہ کو اوسکے زبون
یہ جوشن یہ لیکن اترکیہ ہوا — یہ شاہ ختن دل مین کہنے لگا
دلے کہا کے بغرب گرز گران — نہ ہرگز ہلا زین سے پہلوان
پر اوہ اے اس گرد کے جسم پر — ذرا بھی نہ ہرگز ہوئی کارگر
ستہتن نے سنکر یہ زیرا کیا — ولیکن یہ اوسوقت اوسنے کہا

کیا نامدار و نکو اوسنے طلب — کہا یون کہ کہان بھلت کیا ہو سبب
زسنجیا کہ ہین ہر دو سیدان اگر — ذرا حکم ہو سے تو اب ہر زہ تر
وہ بولا کہ رستم ہے لشکر شکن — تو انا و زور آور و پیلتن
خدنگ و سنان گرز و تیغ و تبر — بدن پر نہ اوسکے ہو کچھ کارگر
طلب بہر امداد او سکو کیا — سپہر اک نامور شاہ ختن کو لکھا
ہوا شاہ ختن شاہ اذا سیاب — ختن سے روان ہو کے پہونچا شتاب
دلیران ہ گردان و جنگی جوان — شتابان ہوے با سپاہ گران
کہ وان گرو کا نور ہتا قلعہ دار — کہین راہ مین ایک آیا حصار
روان پیشتر وان سے رستم ہوا — وہ حصن حصین متنع جسدم ہوا
لگا کہنے یون اے شہ ارجمند — تو سالار توران سے پولاد وند
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ — نو غرو دسرے روز رفت بگاہ
کیا پہلوان گیو کے سر کو بند — رہا کر کے شاہ ختن نے کمند
رہا کی سوے شاہ پولاد وند — رہام اور بہزین نے جا کر کمند
علم کر کے پسر تیغ پولاد وند — کہ دو بہن گین ٹوٹ دونون کمند
گیا خستہ بس گیو کو بہی و بہزن — پہنچکر یکے حربہ شیر کین
کہا یون کہ اے پہلوان جہان — گیا پیش رستم وہ نالہ کنان
سو رزمگہ رستم نامدار — یہ سنکر گیا خشم پر ہو سوار
تو گو گرز گران لیکے پولاد وند — یہ نعرہ کیا تا کہ بیل ارجمند
رہا زین پہ تا کہ بیل ارجمند — جو خالی گئی پہلوان کی کمند
کہ عاجز یہ اب رحم کر یا خدا — ہوا خون روان سر ہو اور تنہ جدا
سپہر اسنے تہمتن بدخواہ نے — خدا سے تہمتن نے کی التجا
روان تیغ کی گرد کے کشف پر — سپہر اسنے تین بدخواہ نے آن کر
کہ لرزان صمد احبس سے البرز ہے — کہ افسوس اجدل یہ وہ گرز ہے
وہ یارہ کرے سنگ آہن کو کاٹ — مری تیغ یران نہی خار شگاف
تہمتن سے کی خواہش دل بیان — سپہر اوسنے کیا میل کشتی مہان
طلب کیجیے تا کہ اے پہلوان — کہ فراسیاب دلاور کو یان

کرے آ کے پیمان و عہد استوار
کہ بھیجے مدد کو نہ کوئی سوار
غرض اس سخن سے یہ تہماد عا
کہ رستم نے دم راست اپنا کیا

سپہدار تو ران گیا پیر جہان
تہمتن نے اس سے کیا یوں بیان
شہا عہد و پیمان یہ باہم تو کر
کہ ہٹ جا کے لشکر عقب سر بسر

رہے فاصلہ نیم فرسنگ کا
مدد کو نہ پہونچے کوئی دوسرا
پدر اکیا شاہ نے یہ سخن
پہر آہستہ آ کر شہ پہلتن

لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان
زمین پر گرے جبکہ یہ پہلوان
جگر چاک اوسکا و ہین کیجیو
تو وقف کو تم راہ سست دیجیو

رہا ہاتھ سے تیرے گر ہو نیگا
تو پہر کام دشوار تر ہو نیگا
گیا کہکے افراسیاب دلیر
فرود آے گھوڑے سے دونوں دلیر

ہوے دونوں مصروف کشتی ہم
لگے کرنے ہر دم درشتی بہم
کیا زد رستم نے انجام کار
کہ شمشیر نہ قابم رہا زینہار

اوٹھا کر جو پٹکا اوسے خاک پر
وے دم چرا یا دلیش نے
گیا یہ سوے خرشتر تا ہو سوار
گرزان ہوا اوٹھکے وہ شہریار

یہ سمجھا دہین رستم ارجمند
کہ بس مر گیا شاہ بولا دو نہ
کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد
حضور اوسکے ہی کوہ البرز گرد

کہا جاکے افراسیاب
نہین زینہار آدمی کی یہ تاب
عقاب اوسکے ہو پہنچا جو گرد دلیر
تو گردان ایران کرے یہ تیر

رہائی مجھے اوس سے ہو جو تی کب
ہوا مکر و حیلہ سے جا بر مین آب
لگا کہنے نشکر سے یہ لاد و نہ
کہ تختہ زر گنج و نام بلند

تہمتن کی بھی فوج ہو پہنچی دہین
ہوا گرم بازار پرخاش کین
چلو پہر لسپہ سے دیا حکم
یہ لشکر گیا شہر مایہ ختن

یہان تجھ مین ہی حاصل نہین
سپہ لیکے شاہ ختن اوٹھ گیا
نہین سوے پیکار رایل سپاہ

لگا کہنے پیران سے شاہ ختن
سبدل ہوا ساتھ رحمت کے بر
ہوئی اس سبب سے یہ بیدل سپاہ

سنا سب نہین ہی تو قف یہان
سپہ خانہ بلس ہو جے اب روان
غرض شب کو دان سے بصد اضطرار
گزران ہوا شاہ افراسیاب

لگا ہاتھ رستم کے پہر مال گنج
گیا پیش کیخسرو نامور
کیا ملک توران کو تقسیم سب

بفتح و ظفر لیکے پہر مال و زر
تہمتن نے ہر اک کو یا حد طرب
دیا گنج و زر زر رستم گرد کو

سوا اسکے سب مال مغروبہ بھی
ہوا شاد کیخسرو نام جو
وہ تو ران سے آ اپنے لیکے سب

کہون قصہ اب اور یا آب جنگ
کیا بیژن و گیو کو پہر طلب
سناد ہین اکوان دیو کی ہی جنگ

ہوا جشن آراستہ ایک روز
تہمتن خوشی سے ہوا شاد و خوش
سر تخت خسرو ہوا جلوہ فروز

جنگ رستم با دیو اکوان و کشتہ شدن اکوان دیو بدست رستم

امیران و گردان ایران دیار
حضور اوسکے حاضر ہوے نامدار
کہ ہمرا ایک چوپان خوان آن کر

کہین دا من دشت سے آگیا
کئی گورخر نکو اوسنے شکار کیا
یہ کہنے لگا خسرو پیل زور

تعجب ہے حیرت کا ہے یہ مقام
کہ آکر کیا گورخر نے یہ کام
یہ سنکر وہین سو بدان کہن

کہ ہمرا ایک اکوان دیو لعین
سر چشمہ صحرا مین مسکن گزین
ہوا بہشت مین آشکا را آن کر

سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا
تہمتن سے خسرو نے تب یون کہا
کہ اے پہلوان رستم پہلتن

نہین اور کو تاب یہ زینہار
یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار
دہین لیکے گرز و کمند و عنان

تہمتن ہوا سوی صحرا روان

سو گور رخر جا کے پہنچی کمند
وہ غایب ہوا کچھ نہ پوچھی گئی
یہ وہ ڈر اوہن کھینچکر تیغ کین

کیا چاہے تہا زخم او سیر رہا
نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا
کہ کیجیگیان دیو اکوان یہ گور

غرض اسطرحسے وہ دیو پلید
آسے سنا نمایان گسے نا پدید
نہ آرام شاد نکو نے نشبکو خواب

بروز چہارم سوار دلیر
ہوا اور صحرا مین آرام گیر
تو پھر آنکے دیو اکوان نے وان

زمین کو شتابی بریدہ کیا
اوہ ٹہار تہتن کو پس لیگیا
لگا کہنے شب اوس سے یون اہرمن

کہ دریا مین پہنچون مین پایکوہ پر
جو ہو خواہش دل بیان مجھسے کر
کہ برعکس ہے کار دیو شریر

کہا دیو سے پھیکدے کوہ پر
کہ تا استخوان ریزہ ہون سر بسر
دیا پھینک دے یا مین از روی کین

گرا جبکہ دریا مین تب بید رنگ
سور ستم گرد دوڑے ننگ
سو آفرینندہ مہر و ماہ

زروے دلیری علم کر کے تیغ
لگا قتل کرنے او نہین بید ریغ
دلیر و جوا مرد و بیباک تہا

شتاور تہا یکدست سے پہلوان
بدست دگر تہا ستیزہ کنان
دلیر و جوا مرد و جنگ آزما

سلاح و لباس اپنا کر خشک خان
ہوا پھر سوار دیو اکوان روان
کہ تا پہونچے چوپان افراسیاب

جوا مرد و کار خش چرتا تہا وان
ہوا پھر سوار او سپہ وہ پہلوان
یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے

سپہدار تو ران کا گلہ بان
لگین اپنے گلہ کو لایا وہان
بلا کسلئے تم مقابل ہوئے

خبر پاکے چوپان افراسیاب
سور ستم گرد آیا شتاب
یہ مردانگی دیکھ حیران ہوئے

یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے
نیرو آزمائی مرا کام ہے
ولے تہا وہ منزل بمنزل روان

بعجلت سوی پیکار یا بل ہوئے
وہان جا کے لشکر کو اپنے ملا
گیا کر کے یلغار بہر نبرد

وہ ناچار یکسر گریزان ہوئے
کہ ترکون کی سہ پیچی سے ناگہان
کئے کشتہ بہ گرز سے بید رنگ

کہ ترکون کی سہ پیچی سے ناگہان
چو نامداران بہنگام جنگ
وہ سر کردہ فوج توران دیار

مقابل ہوا اوسکے وہ نیر مرد
ہوا جادہ فرسای دشت نبرد
طرف سے تہا خرد کے تاک نامدار

چو نامداران بہنگام جنگ
کیا پیش اوسکے وہ جنگی سوار
نعارہ بسوے بیابان ہوا

ہوا جادہ فرسای دشت نبرد
پے جنگ اکوان شتابان ہوا
کہا دیکے سوگند گو تو ہے مرد

کیا پیش اوسکے وہ جنگی سوار
تو اے دیو آسامنے کر نبرد
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو

پے جنگ اکوان شتابان ہوا
لگا کہنے رستم سے کر کے غرو
سہراکدم مین پیدا ہوا وہ لعین

تو اے دیو آسامنے کر نبرد
یہ سمجھا تہتن بل پیل زور
کہ تیغیگیان دیو اکوان یہ گور

لگا کہنے رستم سے کر کے غرو
رہا تین دن تک تہتن خراب
نہ آرام شاد نکو نے نشبکو خواب

یہ سمجھا تہتن بل پیل زور
کیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان
تو پھر آنکے دیو اکوان نے وان

رہا تین دن تک تہتن خراب
ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
لگا کہنے شب اوس سے یون اہرمن

کیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان
سہتا تہا یہ رستم شیر گیر
کہ برعکس ہے کار دیو شریر

ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
اوسے ناپاک نے دیو پھر دین
دیا پھینک دے یا مین از روی کین

سہتا تہا یہ رستم شیر گیر
جو انمرد او سوقت لایا پناہ
سو آفرینندہ مہر و ماہ

اوسے ناپاک نے دیو پھر دین
یل پیلتن خوب تیراک تہا
دلیر و جوا مرد و بیباک تہا

جو انمرد او سوقت لایا پناہ
بجون و عنایات و لطف خدا
کنارے پہونچا وہ جنگ آزما

یل پیلتن خوب تیراک تہا
یہ اوس حشم پر رفتہ رفتہ گیا
کہ گھوڑون کا یعنی جو اگاہ تہا

بجون و عنایات و لطف خدا
جو چوپان تہا خسرو کی سرکار کا
وہان اوسنے گلے کو پایا وہان

یہ اوس حشم پر رفتہ رفتہ گیا
روان لیکے گلہ ہوا پیلتن
سو خسرو خسروان زمین

جو چوپان تہا خسرو کی سرکار کا
اوسے دیکھکر رستم نامور
خرد شند وان ہوے جون شیر نر

روان لیکے گلہ ہوا پیلتن
تہا راجہے شاہ افراسیاب
کیا قتل کشتون کو وقت ستیز

اوسے دیکھکر رستم نامور
یہ کیکر وہین کھینچکر تیغ تیز
نگہبان تہا گلے کا شام و سحر

تہا راجہے شاہ افراسیاب
تہتن ہوا سپہ روان بیشمر
سپہ یکسو اور پل جنگی ہزار

یہ کیکر وہین کھینچکر تیغ تیز
خبر پاکے رستم کی اک نامدار
کیا قتل کشتون کو وقت ستیز

تہتن ہوا سپہ روان بیشمر
کئے کشتہ گردان بہت تیر سے
لئے گردنے چار پیل سیاہ

خبر پاکے رستم کی اک نامدار
سوار و نکو یکدست کر کے تباہ
ہوا پشتبہ پر ز بان بے روان

کئے کشتہ گردان بہت تیر سے
بلفتح و ظفر رستم پہلوان
سپہ واو سکے کر کے پل ارجمند

سوار و نکو یکدست کر کے تباہ
وہ گلہ بھی اور چار پل بلند
خرد شان ہوا شل شیر ژیان

بلفتح و ظفر رستم پہلوان
پھینکر چشمہ وہ پہلوان
کہ آزاد رہن خواب مین مرد کو

وہ گلہ بھی اور چار پل بلند
سنین کار مردان پیکار جو
سہر آیا جہان تو بر اے دغا

پھینکر چشمہ وہ پہلوان
کہ جنگ ننگان سے ہو کر رہا

یہ سنکر تہمتن نے ذوالی کمند
کمر کو کیا ویر اگوان کے بند
پریشان کیا مغز دیو لعین

جدا دیو کے جسم سے کر کے سر
شتابی سے فتراک سے باندہ کر
شہنشہ نے اعزاز اوسکا کیا

جو دیکھا سر دیو جیسے ان ہوا
تہمتن کا خسرو شناخوان ہوا
کیا رستم پہلوان پرنثار

پھر اک جشن ترتیب شایاں کیا
مہیا تہا اسباب سب عیش کا
بہم خسرو و رستم نامور

رہی بزم عشرت وہان چند روز
رہا دو رجام مے دلفروز
کہ اے خسرو خسرو ان جہان

مرے دلمین ہے آرزوی وطن
مجھے کیجئے رخصت بسوئے وطن
بہت مال اور گنج اوسکو دیا

وہ منزل گیا اوسکے ہمراہ شاہ
تہمتن کا اوزون کیا عزو جاہ
کہن قصہ کو تازگی سے ملکہون

کہون کیا کہ ہے یہ عجب داستان
کہ سننے سے ہو انکے جی کو روان

رفتن بیژن بسر گیو طرف ارمان

برای جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفته شدن بنیزه دخت افراسیاب بر جمال بیژن پہلوان و همراه بردنش بشبستان خود و خبر یافتن افراسیاب از مین ماجرا و قید کردن در چاه تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوی ایران

کہین آکے ارمانیان ایک روز
حضور جہاندار گیتی فروز
یہ سنکر وہین رستم پہلوان

گرازان کے بیشے مین ہو پنجہ وجب
تعدی کنان ہین ہزاروں گراز
گرازون کے ہم آسیان

نہ زنہار گر گین مدد گار تہا
نظر کر بحال ستمدیدگان
اوہ شاہ بیژن پور گیو دلیر

وہین کینچکر خنجر آبگون
شہ نیزہ جولان سے بولا وہ شیر
وے گیو بولا لگا اے شہریار

گرازان کو قتل خوکان خونخوار کو
یہ کہکر ہوا جراوہ قیدکردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوی ایران
ہوا شاہ سے ہو کے رخصت وہان

جوان ہون و لیکن تدبیر پیر
گرازون کے بیشے مین پہونچے وہ جب
بحکم جہاندار کشور کشا

نہ زنہار گر گین مدد گار تہا
فقط وہ جوان گرم پیکار تہا
لگا کرنے شیرہی یل شیر مرد

وہین کینچکر خنجر آبگون
ولاور نے اوسکو کیا غرق خون
کہ پارہ کیا جوشن پرنیان

گرازان خونخوار کو قتل کر
کیا دشت کو بحر خون سر بسر
ہزارون کے کشتے ہنگام جنگ

بفتح و ظفر خرم و شادمان
رہا جاکے بہر دشت مین پہلوان
چلے سب گرازان پیکار جو

یہ اک روز گر گین نے اوس سے کہا
کئی روز مشغول عشرت رہا
سوی پہلوانان ایران زمین

لبان غریبان و بیچارگان
بیک ضرب گرز گران یہ زمین
لگے کرنے فریاد و شیون فغان

نہ چھوڑین زراعت نہ برگ و ثمر
روان ہو کے یہ پرتو خسرو گیا
سنانے تہین مردم کو شام و سحر

یہ خسرو نے سنکو نظر کی وہین
طلب کر کے پیہم وزیر دبیر
سوی پہلوانان ایران زمین

مجھے حکم ہوا ہے شہ نامجو
ہوے باہل عیش شام و سحر
کرون قتل خوکان خونخوار کو

یہ سنکر لگا کہنے گرد دلیر
کیا عرض رستم نے یون بعد ازان
جوان ہون و لیکن تدبیر پیر

دے اوسکے ہمراہ گر گین گیا
تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا
بحکم جہاندار کشور کشا

گرازون سے بیژن ہوا ہم نبرد
اب آگے بیان رزم بیژن کرون
لگا کرنے شیرہی یل شیر مرد

گرازان ایک آیا سوی پہلوان
کہ پارہ کیا جوشن پرنیان
غرض اسطرح سے دگرزہ و خدنگ

ہزارون کے کشتے ہنگام جنگ
لگا دی وہان آگ بھی چار سو
چلے سب گرازان پیکار جو

کہ یاں درخت سے ایک رنگ کا گل خنداں ہر اک رنگ کے گل خنداں ہیں واں
وہ ہر سال آتی ہے واں سیر کو لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
کہ صحرا میں ہے اندنون نازنین ہے پیرایہ سبزا فاست گزین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا ہوا دل سے مشتاق دیدار کا
کہ مشہور ہوئی ہے یہ نازوادا لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
سہاسی ہے وان بادہ و چنگ و رود گل و سرو و مینا و جام و سرود
ہوا پہلوان عاشق و داستان ہوئی داستاں عاشق پہلوان
کہ کوئی نہیں آسکے ہے یہاں عجب ہے کہ یہ بیشہ اور یہ جواں
منیرہ نے دایہ سے پھر یہ کہا کہ تو اس جہاں کے ذرا پاس جا
شتابان ہوئی دایہ جو مشتعال ہوئی جا کے بیزن سے پرساں حال
بے خنگ خوکاں میں آیا ادھر کیا فوج میں نے او نہیں سر بسر
مجھے شوق دیدار لایا یہاں مغیر و تہماں میں آیا یہاں
کیا اور بھی اوسکو امیدوار کہا پھر یہ تدبیر کر ایک بار
یہ سنکر گئی دایہ با صد طرب کہی انساں سے حقیقت یہ سب
گئی دایہ پھر پیش بیزن جوان لگی کہنے او سے کہ اے پہلوان
لگا کہنے گر گین میں تجھ پر فدا ترے پاسبانی کو اے نوجوان
یہ جانا کہ وان بیزن پہلوان اسیر بلا ہو یگا بے گمان
وہیں لیکے بیزن کے شید کو روان ہوا کینہ جو سوی ایران ہوا
کیا یہ محبت سے وان ہمکنار منیرہ نے بیزن کو بے اختیار
ہوئی بادہ پیما بفرط طرب رہے عیش سے وان شب و روز و شب
ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش رہا کچھ نہ زنہار بیزن کو ہوش
سفنہ گیا قصر میں رات کو رکھا ساتھ سے پوشیدہ اسبا کو
سبت دل میں اپنے پشیمان ہوا نہایت دل اوسکا پریشان ہوا
پڑے بھیجہ گر گین نے جھٹ ہاتھ پر سوی راہ بدرہ ہوا خیمہ زن
منیرہ نے کی جمع خاطر کمال کہا یوں کہ دلکو نہ رکھ پر ملال

منیرہ ہوئی دک و دخت افراسیاب نہیں یوں کشش اوسکے تو اضطراب
یہ گر گین نے قصہ کیا جب بیان لگے کہنے تو وان کے باشندگان
ہر اک نے منیرہ کی تعریف کی بیان حسن کی اوسکے توصیف کی
جو پہونچا وہاں بیزن نامور تو یہ دور سے اوسکو آیا نظر
کنیزان بیں پیرامن نازنین ستارے ہوں جوں گرد ماہ مبین
گیا بیزن گرد جب ستقبل ہوا شیفتہ تب منیرہ کا دل
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب کہ ہے اسقدر خوف افراسیاب
چلا آیا اسطرح سے بے خطر نہ ہرگز کیا اسنے کچھ بھی حذر
شتاب اس سے احوال دریافت کر کہ یہ آن پہونچا ہے کیونکر لوہر
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جواں مرا نام ہے بیزن پہلوان
سنا بیزن نے یہ دخت ہے رودبہ ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
یہ کہکر اوسے دی وہ انگشتری جسے دیکھکر حیرت میں ہو جو ہری
کہ دیکھوں منیرہ کے پاس آکر تماشای حصار رشک قمر
منیرہ یہ بولی کہ لاؤ اوسے مرے پاس لاکر سپرد اوسے
منیرہ نے جھٹکو لیا ہی طلب گیا ساتھ اوسکے دعا صد طرب
ہر اگ طرح تماشا رہے گر گین بزرگ ولے کینہ آہر تماشا نماند گرگ
گیا جب ادھر بیزن نامدار یہ بدکیش شہر اوہان زنہار
گیا جبکہ بیزن تو وہ نازنین گئی سوئی خرگاہ اوسکر بہ بین
ہوا جب آغوش آرام دل پسر فرہ چہارم ہوا جنبر
گیا خواب میں بیزن نامور ہوا جبکہ بیدار ابر ہ شبار
منیرہ اوسے لیگئی سر بسر عماری زریں میں سیر دال کر
گرفتار حیرت ہوا نامدار لگا کہنے اے گردگار جہان
تو ہے عالم آشکار و نہان عوض اوس سے اے بار سبحانا
اسیر بلا اوسنے مجھکو کہا کبھی شادی و عشرت و زرنگاہ
جو انون کو در پیش ہو رزم گاہ

خدا ہو تمہین اور تجھپہ قربان ہوں
رضا جو تری بادل و جان ہوں

اگر شاہ توران سے پہونچے خبر
تو جان ہو مری تجھسے آگے سپر

یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
ہوے دولت وصل سے کامیاب

نہ تھا دخل نامحرموں کو وہان
کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیان

پھری گردش چرخ انجام کار
کہ کیسا نہین وا کیا روزگار

گیا دن ہوی اور یہان خانہ خراب
کیا عزم یون پیش افراسیاب

ہوا شاہ بنکر بہت خشمگین
فراخان سالار کو بس وہین

شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار
کوئی جاکے واں دیکھے ایکبار

وہ ہی لایق قید و بند گران
عقوبت ہے اوسپر روا بیگمان

کہ بیجا سواران پیکار جو
تو معصور کر جاکے اب کاخ کو

یہ سنکر جو کر شیونر کینہ خواہ
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ

در کاخ مسدود و آیا نظر
شکستہ کیا در کو بہ زور تر

جو دیکھا ہو نچکر در خانہ پر
تو اک مرد بیگانہ آیا نظر

بچنگ گرز جان ستان ہین وان
سہ صد جو چہرہ پرستندگان

شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہی
یہان اس سطرح سے تو گستاخ ہے

کہان ہی نہ گزرد نہ دشمن بجنگ
گردن کیسطرح ساتھ دشمن کے جنگ

نہین کوئی اسدم مددگار ہے
جہان آفرین بس مددگار ہے

دلیرانہ آیا در خیمہ پر
خروشان ہوا آکے جون شیر نر

مقابل ہوے یہ جو کوئی جوان
تو نکلی کرے مجھسے گر ایکبار

تو نکلو سے اپنا دہین رایگان
بجلون ساتھ تیری سو شہر یار

جو دیکھا کہ بیزن دلیر و جوان
کہ ہی کشتہ لشکر کواب بیگمان

کیا ساتھ بیزن کے محمد اسوار
کیا اوس سے وہ خنجر آبدار

اوسے ایگیا سوی نر اسپ تاب
کہان سر رہے منہ بحال خراب

گیا وہ گرفتار رجب پیش تخت
کہا شاہ توران نے کیجئے

لگا کہنے بیزن کہ اے تاجور
بجنگ گرازان مین آیا ادہر

مرے گہر کو اپنا ہی تو خانہ جان
خرید محمکو نہ بیگانہ جان

تو اب خوش ہی نوش کر جام مے
کہ ہرگز نہین جاے اندیشہ ہے

شب و روز رہنے لگے ہمکنار
تنہا کار جز عیش و ان زینہار

گئی سال گذر ہی بعیش و سرور
فرین عیش و عشرت بغم و رنج دور

خبردار دربان ہوا با گمان
ہوا اوسکو اندیشہ خوف جان

کہ شاہا گیا ننگ و ناموس سب
سنیزہ کا اک گرد اڑا ہی جہت

فراخان نے یہ عرض شہ سے کیا
ملا کر کیا مصلحت اسپہ کیا

تو پہر اسمین کیا جای تکرار ہے
اگر کاخ مین غیر کو بار ہے

یہ کر شیونر کینہ جو سے کہا
سخن شاہ نے ننگے سالار کا

توے اگر شان مان اوسے باندہکر
شبستان مین دیکھے کسیکو اگر

سنی بانگ خانون جنگ آب
کیا اندرون محل کینہ خواہ

سنیزہ ہی اور وہ جوان ہمکنار
گیا وہ بہ اوزہ ہر اک طرف سے شتاب

یہ دیکھا تو کر شیونر کینہ جو
گیا پہر اوزہ ہر تی جدہر رنگ ماہ

ہوا سخت برگشتہ انجام کار
بہم بھڑا نا ہین بادہ خوار

یہ کہکر وہین لیکے نام خدا
ہوا العزر زن یون کہ ہی کوان

کہ بیزن ہو نہین پور گیو دلیر
لگا کہنے کہا کردہین پیچ و تاب

مین اس خنجر تیز سے اب کرون
نہ ہرگز نہو افق رہا زینہار

روا شاہ رکھے نہ مجھپر ستم
کیا کینہ خنجر جو تو نے مجھ تہا

گرفتار کرنا مے دستوار تر
شجاعت کے بیتے کا کاشہ شیر

ہوا یا ہاتھ سے جکلہ خنجر جدا
بہت نامدار و دلاور بس غرق خون

نہو طالع نیک یا در اگر
شفاعت کری تو مری کہا تم

تر اکیونکہ توران مین آنا ہوا
کہ مرنے پہ اب اسنے بندہ ہی کی

لگا کرنے صید افگنی مجھ جنگ
گرفتار بیزن کو اوسدم کیا

تو ہر گز نہ کچھ کام آوے نظر
شبستان مین سطرح جانا ہوا

خوشی سے چریغ فیروزہ رنگ

مرا یار گم ہو گیا ناگہان
یکایک ہوا اک پری کا گذار
پری نے پھر نیکر غضب یہ کیا
اتر سے فسوں کر زمین پر لیا
زمین تھی پری بخت برگشتہ تھا
تو وہ ہے کہ بالکر زور تیغ و خدنگ
زمین رہ راست تیر اگن زنہار
مرا بستہ کرنا کچھ آسان نہ تھا
دلیران و ترکان و خنجی سوار
رہے زندہ ترکوں سے کر اک سوار
لگا کہنے کہنیچ اسکو اب دابر
برادر نہ تھا نے کوئی یار تھا
یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ کہکر وہ سردار ذالخطاب
یہ سنتا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا
جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
کئی بار دی پیشکش پیران نے پند
کہ کین پیشہ کو تازہ نہ کر
کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دوں
یہ سنکر وہ جرو بیداد سے
اور اک دیو اکو اٹھا سنگ گران
سنیو کو بھی بالنے لیجائے
کہا قید پیران کو لیجا کے دان
کہ دختر پہ اندازہ کر کہنے روا
سبب سے مجبت کے اور چاہ کے

سو شست آیا القصہ کنان
اور انگیخی مجکو وان آنکر
کہ مجکو عمارت مین بہلا دیا
پریزہ مجھے لیگئی اپنے گھر
کہ جسنے کیا یون اسیہ بلا
کدا اسپ کرتا شاہ سیدہ سین غیب
تو جا بر ہو دیگا انجام کار
دلے تیرے داتا نے کی یہا
مقابل ہو کر شہا اک ہزار
تو مت کہہ مجھی بیزن نامدار
مگون بخت کو تو نگونسار کر
خدا لیکن اوسکا مددگار تھا
یہ پیران نے سنکر کہا
شتابی گیا پیش افراسیاب
گذارش تو کر اسے کیا ہے دعا
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم
نہ سنتوا ہوا جب شہ ارجمند
درخت بلا کو نہ کر بارور
تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون
کہا شاہ نے اپنے داد سے
بیابان مین پہنچا جو تہا بیجوان
نگونسار بیٹنے مین نہ لگائے
کہ بیژن کے کرما سنہ یہ سنگ گران
گر نہ اسکو پہنچا دست شہا
رہی جا کے نزدیک اس چاہ کے

ہوا خفتہ پہر مین بزیر درخت
منودار پہر فوج تو ران ہوئی
عماری مین بیٹھی چوتھی نازنین
نہین آمین زنہار یہ گناہ
لگا کہنے پہر شاہ تو ران دیار
کہ اے بخت برگشتہ روزگار
یہ گفتار سنکر پہر مین
یہ سکر شہ کہنیہ جوشے شتاب
کہ دلہادون اپنی طلسمی بجھے
کہ دون قتل سکو پہر مین اک آن مین
یہ سکر شہ کہنیہ جوشے شتاب
کیا خلق نے اسکے انبوہ سب
کہ پیران اودہر آگیا ناگہان
ہلاک اس جہان کو بھی کرد
کہا شہ نے اٹھیے اے پہلوان
اگر آج چاہی تو خوشون تجھے
ذرا دلمین کر خوف یزدان پاک
دلے پہر مین کہا ہون آشتی
تو پہر کیا اودھایا بھلا فایدہ
کہ رکھنے کو زنار بندگران
ہر اک طرح سے اسکو پہنچا گرند
نہ زہرا راسا بات مین کر دزنگ
سنا جب تو اوس کینہ جو نے شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب
کیا شہ نے دختر کو مجسی بدر
جو کچھ یا نہ آتا اسے اسکو طعام

ہوا خفتہ پہر مین بزیر درخت
منودار پہر فوج تو ران ہوئی
عماری مین بیٹھی چوتھی نازنین
نہین آمین زنہار یہ گناہ
لگا کہنے پہر شاہ تو ران دیار
کہ اے بخت برگشتہ روزگار
یہ گفتار سنکر پہر مین
یہ سکر شہ کہنیہ جوشے شتاب
کہ دلہادون اپنی طلسمی بجھے
کہ دون قتل سکو پہر مین اک آن مین
یہ سکر شہ کہنیہ جوشے شتاب
کیا خلق نے اسکے انبوہ سب
کہ پیران اودہر آگیا ناگہان
ہلاک اس جہان کو بھی کرد
کہا شہ نے اٹھیے اے پہلوان
اگر آج چاہی تو خوشون تجھے
ذرا دلمین کر خوف یزدان پاک
دلے پہر مین کہا ہون آشتی
تو پہر کیا اودھایا بھلا فایدہ
کہ رکھنے کو زنار بندگران
ہر اک طرح سے اسکو پہنچا گرند
نہ زہرا راسا بات مین کر دزنگ
سنا جب تو اوس کینہ جو نے شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب
کیا شہ نے دختر کو مجسی بدر
جو کچھ یا نہ آتا اسے اسکو طعام

وہ رزمِ بیژن کو پہنچا تھا
جو اک اور سمت سے آپ ہی کہا تی نی

سنو کارسازی جہان آفرین
کہ گرگین گیا سوئے ایران زمین

نہان ہی تہا بیژن پہلوان
یہ راز نہان سر بسر کر عیان

جو پہونچے تو اک بیشہ آیا نظر
پڑے جا بجا تھے بریدہ شجر

ملاؤ گرازان تہ خون و خاک
کیا دشت کو ہمنے خونگان سے پاک

بیابان میں اک گور آیا نظر
پسندیدہ و خرم و خوب تر

سوی بیژن آیا وہ مانند پیل
خروشان و جوشندہ جون رود نیل

ولیکن ہوا گور دانسے روان
عقب ہو سکے تا بیژن پہلوان

نہ زنہار بیژن کا پایا نشان
مذکر کہیں مہین صورت پہلوان

ہوا دل مرا سخت اندوہگین
کئی دن ہوا وان آفاگزین

یہ سنکر سخنہائے بے اعتبار
ہوا گیو بے اختیار اشکبار

یہ چاہا کہ گرگین بدکیش کا
کرے پیش کیخسرو نامدار

اسے پیش کیخسرو نامدار
کرے ہو تو اب مرگ گفتگو

کہ تو لیگیا تہا مرے پور کو
شتابی سے تیغ کین کینجکو

کہا گیو سیکر اوسے پیش شاہ
زدم تا نیائے نگاؤ دہن

مرا ہا ے تہا ایک نور نظر
جہان آفرین دادر دادرس

کرے ہی یہ گفتار مکر و فریب
کہا گیو گو و رزسے جا کے سب

یہ سنکر اوڑا بس قرار و شکیب
یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو

اگر گرگین نے مجکو کیا سوگوار
گرازان خونخوار آئے وہین

سنا تہا جو اوسنے وہ سب سے کہا
ہوا دان سے پہر سوئے ایران دان

کیا پہر گرفتار بند گران
طرف اوسکی دوڑا کے شدزیر کو

نگہ سے ہوا گور و بیژن نہان
شتابی سی بیژن نے ڈالی کمند

ولے نوش بیژن نامدار
نظر سے ہوا گور و بیژن نہان

غرض ہانم و در دآیا یہان
ولے نوش بیژن نامدار

یہ سمجہا کہ بیتک ہوا وہ جوان
یہ سنکر سخنہائے بے اعتبار

کہا ایک گو درزنے پہر وہین
کہا ایک گو درزنے پہر وہین

وہین گیو پہر با دل درد مند
وہین گیو پہر با دل درد مند

کیا تونے مجکو تباہ و خراب
کیا تونے مجکو تباہ و خراب

تجہے پیجلون پیش خسرو الہی
تجہے پیجلون پیش خسرو الہی

پکڑ بال اگرگین کے پہر ازان
پکڑ بال اگرگین کے پہر ازان

ہوا نیلگون سر بسر جسم زار
ہوا نیلگون سر بسر جسم زار

کیا عرض اسے شاہ گیتی پناہ
کیا عرض اسے شاہ گیتی پناہ

اوسے کر کے گرم آپ آیا یہان
اوسے کر کے گرم آپ آیا یہان

بچز تو سن بیژن پہلوان
بچز تو سن بیژن پہلوان

یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین

پہر احوال اگرگین سے پوچہا تمام
پہر احوال اگرگین سے پوچہا تمام

کیا شہ نے پہر بد لگو طلب
کیا شہ نے پہر بد لگو طلب

کہ تو ران مین ہی زندہ وہ پہلوان
کہ تو ران مین ہی زندہ وہ پہلوان

سو ملک تو ران مین کینچون ساد
سو ملک تو ران مین کینچون ساد

وہان جا کے گر کون سے ہون کینہ خواہ
وہان جا کے گر کون سے ہون کینہ خواہ

ہوا آخر کار فریاد رس
ہوا آخر کار فریاد رس

لگا پوچہنے گیو گرگین سے تب
لگا پوچہنے گیو گرگین سے تب

کہ نزدیک ارمان ہم آیا ہمجو
کہ نزدیک ارمان ہم آیا ہمجو

ہوئی دان سے ہم گرہ پیکار کین
ہوئی دان سے ہم گرہ پیکار کین

طلب ساز و شادان و خندان گئان
طلب ساز و شادان و خندان گئان

شتابان ہوا بیژن نامجو
شتابان ہوا بیژن نامجو

کری گور کے سر کو تا وہ مین بند
کری گور کے سر کو تا وہ مین بند

شتابان ہوا مین نخفتن کنان
شتابان ہوا مین نخفتن کنان

جو دیکہون تو صحرا مین ہے بے سوار
جو دیکہون تو صحرا مین ہے بے سوار

یہ توسن جو پایا سو لایا یہان
یہ توسن جو پایا سو لایا یہان

گرفتار رنج و بلا ناگہان
گرفتار رنج و بلا ناگہان

کہ ست کیشہ اسپ تو اب فیخ کین
کہ ست کیشہ اسپ تو اب فیخ کین

یہ گرگین سے بولا بآنگ بلند
یہ گرگین سے بولا بآنگ بلند

گیا چشم و دل سے مری صبر و تواب
گیا چشم و دل سے مری صبر و تواب

اوسے اس حقیقت سے دون آگہی
اوسے اس حقیقت سے دون آگہی

اوسے بیجلے دان سے کر دونکشان
اوسے بیجلے دان سے کر دونکشان

ہوا بس وہ بیہوش انجام کار
ہوا بس وہ بیہوش انجام کار

مرے سر پہ آئی یکایک بلا
مرے سر پہ آئی یکایک بلا

یہ گرگین بد کیش نکبت نشان
یہ گرگین بد کیش نکبت نشان

نہین اور بیژن کا ہرگز نشان
نہین اور بیژن کا ہرگز نشان

نگا گیو سے کہنے خسرو زمین
نگا گیو سے کہنے خسرو زمین

وہ بیہودہ لے نگاہ دان کلام
وہ بیہودہ لے نگاہ دان کلام

کہا دیکہو احوال بیژن کا اب
کہا دیکہو احوال بیژن کا اب

وہے ہی گرفتار بند گران
وہے ہی گرفتار بند گران

چہل الاون بیژن کو اب جا سے
ملاؤن تجھے تیرے فرزند سے

یہ کہتا تو تہا خسرو پاک دین
ادہے کہہ یہی زنہار یاد رکہنا

نہ گیو کو تہا نہ ہرگز یقین
خبر دین ہمین آنکر شاد شاد

پے جستجو بہیج ہر سو سوار
کہ جب آدمی نو روز و فیض بہار

توتہ سب کنجیو مبر سے داخی
دعا دی کہ اے سرور انجمن

کہ دریافت احوال ہو گرد کا
وہین پہر سوار ان پر خاش جو

تصدق شدت دود دولت فشان
دیکہن کمین کہینچا یا نشان

کرن جا کے بیژن کی وہ جستجو
دل زار بیتاب اور چشم نم

تہ پہر شب خسرو نامور
لگا دیکہنے شاہ کشور کش

پریشان دل و مضطر اشکبار
سو ہفت کشور شہ خسرو ان

گئے تھے وہ اون جام مین سر بسر
پڑی جب نگہ یاد کیا تہا جو شاہ

بصد رنج و خواری گزرتا رہی
کہ نسل کیان سے ہی وہ گلعذار

ترا پور زندہ ہی اے پہلوان
ملاقی سے پروانگی مجکو ہو

کہ آوے رہا ہو کے تیر اسپر
بیگانہ کام اوس بسر رنگ

نکلا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
تہا ان سوی رستم نامدار

کہ تا آوے یا رستم پہلوان
فغان کینچیا تہا بصد درد و غم

سب احوال بیژن مفصل کہا
یہان سے نہ زنہار جنبش کرون

کہ اے گیو سر را ندارد تہا
ہوا سنگ اے گنج گمین کمال

نہین چاہتا دل کہ چیرون و طن
مراد دیدہ زار کا نور ہے

پے کار بیژن کمر بست ہون
رہے مخفی آرا تہم تا سہ روز

کہ لاؤن رہا کر کے اوسکو شتاب
تو وہین بحکم شہ کامدار

روانہ ہوا رستم سرفراز
وہان تخت زر ایک برپا کیا

وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
کہا تو نے نسبت نیاکان کیان

وہ بنیہا تو نخجیر و نامور
گوارا نو کر رنج اے شیر

سفر نگی تو ہے سیل و نہار
نہین چارہ گر یان کو دی زنہار

زمین بوس ہو کر وہ جنگ آزما — دعا و ثنا کر کے کہنے لگا
اگر سامنے آوے تیرے پہلوان — ترے حکم سے بندۂ مورد نشان
لگا کہنے عنصر وکہ اے سہ پہلوان — بلاؤں تو ہی جنگ جتنی ہیں یاں
تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور — سپاہ گراں لیکے جاؤں اگر
شتابان ہو اب مثل بازارگان — کروں جا کے تدبیر الجھی ہاں
یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان — مہیا کیا رخت سود اگران
گرانمایہ بہشت ادہم باد پا — وہ اشتر پر از گوہر بے بہا
شتر ہا پر از پرنیان و حریر — پر از تحفۂ خوب و دلخواہ تھی
یلان نبرد آزما یک ہزار — ہزار اشتر القصہ ہمراہ تھے
تہمتن نے جب عقد تو ران کیا — وہ پہنے ہوئے جامۂ کاروان
تو گرگین کو رستم نے پاس دیا — رہا کر کے اے گرد فرخندہ خو
کیا یہ سخن گرد نے جب بیان — کہ یہ گرگین اوسنے کیا
کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجئے — کہ یہ گرگین اوسنے کیا
کہ یہ زن رہا ہو کے آوے ادہر — مرے ساتھ رخصت اسے کیجئے
ہوا اصفہان اسبات کا پہلوان — تو جا بخشی اوسکی ہی ہو زود تر
تہمتن غرض مثل بازارگان — ہوا ساتھ رستم کے گرگین روان
ولیکن ہوا رستم شاد پھر — جہاں نکارا رادہ تہا پونچا دہان
جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب — اقامت گزین جا کے بیرون شہر
کہے پیشکش اور کیا بیحد وان — حضور اوسکے کچھ تحفہ لایا شتاب
لگا پوچھنے اے خجستہ جوان — نہایت ہی پیران ہوا شادمان
کہ کون ہوں مین آیا کہاں سے یہان — تو ہی کون آیا کہان سے یہان
وہ بولا کہ تو شہ مین جا رہ — متاع گرانمایہ دو پسند
کہ ایران سے آیا ہی اک کاروان — مری بات اب شون ہے آگے رہ
ہوا جبکہ آگاہ پیر و جوان — کہ ایران سے آیا ہی اک کاروان
ہوا گرم بازار سود اگری — ہر اک جنس کے تھے دہان شتری
سو رستم گرد آئی دوان — دوڑ دیدہ گہر بار نالہ کنان
زر ہون مین اک چاکر کمترین — کہ اے شاہ شاہان روئے زمین
چہڑا لاؤن بیژن کو اب زود تر — مین اس کام پر چست باندہ مون کمر
روان یکے ہو لشکر بشکوہ — او نہین ساتھ لیجا جنہین چاہے تو
کرے قتل بیژن کو او ر اسیاب — تو ایسا نہو کہا کے وہ ہیچ دہ شتاب
ملے دست افسوس افراسیاب — کہ آسان ہو یہ کار مشکل نشاب
تو رستم دوان سو کے توران ہوا — جو تیار یکدست سامان ہوا
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر — پر از جامہاے سیہ صد شتر
بنے سر بسر صورت سار بان — ہزار اشتر القصہ ہمراہ تھے
مجھے یہی اب اپنے ہمراہ تو — وہ پہنے ہوے جامۂ کاروان
ترا نام پیش خداوند تخت — رہا کر کے اے گرد فرخندہ خو
حضور شہنشاہ کیوان علم — کہ دنیا خطا ہی اب اسنے بخت
کہ یہ عبد مین نے ہے دلمین کیا — کیا عرض رستم نے بہر لاجرم
ملائن تن اوسکا خون و خاک — یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا
بحکم شہنشہ بجاے پدر — کرون ورنہ گرگین کو بندی کمند
مقام اوسکو جگہ پہلتن نے کیا — ولیکن ہو قید اوسکے پسر
سو ہی دشت اک زیبران گیا — کوئی شہر پیران ولیسہ کا تہا
کہ اوس جام مین سے بہانے گہر — ہوا ولکو جب سیل بخچیر کا
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار — وہ اسپ گرانمایہ اک جام مند
کہ او رستم نامور شہریار — ولیکن نہ جانا یہ کچھ ہو نہایت
یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا — کہ یہ شخص کون آیا کہان سے یہان
ہوا آکے وارد ترے شہر مین — تو ہی کون ہون مین آسے دریافتن
نہین مال کا کچھ یہان تیار کچھ — مری بات اب شون ہے آگے رہ
تب آئے حضور شہ نامور — کہ ایران سے آیا ہی اک کاروان
خریدار دیبا و اسپ و گہر — ہر اک جنس کے تھے دہان شتری
ہوئی تب شتابان وہ رنگ تمر — منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر
تجھے کچھ ہی گو ہو زر و نقد کی خبر — کہا یون کہ اے مرد عالی گہر

خبر بیژن نامور کی کمین
نہ پہونچی مگر سوی ایران زمین

کسی نے نہ بیچارہ کی لی خبر

وہی فوج ان گیو کا پور ہے
پڑا قید مین سخت مجبور ہے

کہا رد برد سے مرے دور رہو

نہین مجھکو دربار مین شہ کے بار
کسی سے بھی واقف نہین زینہار

نہ ہو نہین تو اک مرد بازار گان

نہین گیو گودرز سے آگہی
نہ کر مغز سر یہ تو ناحق تہی

نیزہ لگی رونے پہر زار زار

لگی کہنے یون کینچکا ایک آہ
کہ بیچارگی پر مری کر نگاہ

نہین چاہیے سرد مہری مجھے

کہ بیچارہ ہون اور ستمدیدہ ہون
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون

یہ آئین ایران سے ہے دور تر

سر رحم سے پر نہ تھن و جبین
یہ بولا کہ زیر سپہر برین

پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب

بیان کر کہ تو کون ہی کیا ہی نام
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام

نیزہ لگی کہنے کرکے فغان

نیزہ مین ہون بخت اقراسیاب
کیا گردش آسمان نے خراب

صحبت سے بیژن کی اے نامور

پہر دن ہون مین درد بیحال تباہ
کہان کیا مین احوال بیژن کا آہ

کہون کیا مین احوال بیژن کا آب

وہ اک چاہ تاریک مین قید ہے
سند یدہ و جسن پریکید ہے

نہ ہی اوسکے بچنے مین دست دعا

کنوین کے دہن پر ہی سنگ گران
کیا سنگ کا مار جراسب بیان

دلاسا بہت دیکے وہ پہلوان

تو پہونچا سکیگی اوسی کو کچھ طعام
وہ پہونچا دیتی ہی جسطرح سے مدام

وہ طوس نے رستم سے ظاہر کیا

کہ بھیجا تو یہ مرغ سریان دمان
رکھی اوسمین اپنی انگوٹھی نشان

نیزہ نے جاکر وہ واجب طعام

وہ خاطم جو رستم کے تھی نام کی
یکایک جو ہاتھ اوس جو کے لگی

کیا تھہرکے دیکھا تو انگشتری

کہ ہر روز و شب کینچتا تھا تو آہ
سبب پوچھا جو اسدم کیا فاقہ گاہ

وہ بولا رکھے راز کو گر نہان

نیزہ نے یہ بولی کہ مین نے کیا
ترے عشق مین مال و جان کو فدا

وے اب تک بھی تو ہی مدگمان

وہ بولا کہ اے گل رخ لالہ فام
کہان سے تو یہ آج لائی طعام

کیا یہ نیزہ نے اوس سے بیان

طعام اوسنے تیرے لئے یہ دیا
سنا جب یہ بیژن نے تب یون کہا

یقین ہی کہ رستم ہی وہ کاردان

یہ پوچھو اوس سے اے مرد زور آزما
تو بیژن کو کیونکر نکرے گا رہا

کہے تجھسے جو کچھ تو وہ کیجیو

نشانمان ہوئی وان سے وہ دلربا
تہمتن سے پیغام بیژن کہا

یہ کہکر بفرمان رستم دمان

گئی نصف شب الغرض جب گذر
تہمتن نے اوسوقت بانہی کمر

لئے ہفت گردان ہیلنگ آزما

دہن پر کنوین کے ہے ہر اتا جو سنگ
دیا پھینک اوسکو اوٹھا بیدرنگ

پڑا سنگ جاکر سوی دشت چین

کنوین مین جو تنہا وہ گرفتار بند
نکالا اوسے ڈالکر پر کمند

گرفتار زیر چاہ پایا اوسے

وہ زیر تو ڈی دہن پر سپہر نامور
لگا کہنے بیژن سے تب بر زبان

کہ لیجھیے بہت تو فریب و تعب

سنیزہ تو لیکے جامان سے آب

کرون ایک شبخون بین اسد خاک
اسیری سے بیژن کو کر کے رہا
جو ماند ذرد ان سیان آنکر
چلون ساتھ بیژن مین اے شیر مرد
غرض رستم و بیژن پہلوان
گیا پاسبانون کو یکسر ہلاک
ہوا سپہ روان رستم نامدار
کنوئین مین جو بیژن گرفتار تھا
تلافی کو بیژن کی آیا مین بان
پہونچکر تہمتن نے از روی کین
ہر اک گرد اک اک زن مہ مثال
یلان نے کیا جا کے آرام فرما
ہزار اور سکے ہمراہ تھے پہلوان
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
دے ساتھ میرے نہین تاب جنگ
دلیری و مردی و جرات مری
ہوا سنکے شرمندہ افراسیاب
دلیرانہ تم گرم پیکار ہو
سنی جب سواروں نے گفتار شاہ
تہمتن نے لیکر دہن گرز تیغ
ہوا جب پیدا نہین کچھ پتا سیاب
کیے کشتہ سخت صدہا ہزار
شا جکہ یہ مژدہ دل نواز
گیا جکر نزدیک درگاہ شاہ
دعا دی شا کی تہمتن نے بہی

بسوے بیابان افراسیاب
دلیر اندسا تھ اپنے اب لیگیا
شبا شب ہوا خوف سے روسپر
کرون چلکے تو رانیان سب ہزم
سوے قلعہ یاسفت جنگ آوران
گئے قلعہ مین پہونچ خیمہ و خاک
سنوخانۂ شاہ تو ران دیار
ہوا بند سے آج بارے رہا
مرا نام ہے رستم پہلوان
سر تخت اک گرز مارا دہن
شبستان سے نکلکر گیا خوش کمال
ولیکن دم صبح افراسیاب
نہ زد آزمایان جنگ آوران
تہمتن نے کیا پنجابت انتظار
اگرچہ نہین ہے تجھے عار ننگ
بہت آزمائی سپہ نے تری
سواروں سے بولا یہ کر کے عتاب
کہ یہ بیژن درستم جنگ جو
ہوئے حملہ آور سبھی رزمگاہ
کیے قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سوی چین انوشی افراسیاب
پہر آیا بفتح و ظفر نامدار
ہوا شاد کیخسرو سرفراز
تو آکر جہاندار کیخسرو پناہ
شہنشہ کی لالہ یہ بیجا بندگی

کہ تا اوسکو معلوم ہو یہ سخن
مگر نہ کہین کے یہ تو رانیان
لگا کہنے یون بیژن نامدار
کیا منع ہر چند رستم نے پر
نہ روی دلیری شتابان ہوئے
سپہ ساتھ اونکے گئی گرم کین
یہ آواز دی جا کے دہلیز پر
ذرا سوچ دلمین کہ جور استمگر
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
پہر اک نازنین پر پیچہرہ کو
سوا اسکے کہتی یہ پھر کیا گمان
سپہ لیکے آیا بے کارزار
سبا زر لگا کر لے رستم طلب
کیا پھر کہ افراسیاب اوراسیاب
گئی بار دیکھا ہی تو نے مجھے
زبون سخت ہین مجھسے سیر سوار
کہا ہی نامداران تو ران زمین
نہ جانبر ہوئین میدان سے اب نہ یار
سواران تو ران ایرانیان
ہوئے کشتہ تو رانیان بیشتر
گیا اوسکے دنبال رستم دوان
زر و مال اسباب افراسیاب
گئے پیشوا نامداران تمام
تہمتن کو بہا صد خوشی لیگیا
سنیرو بہی اور بیژن پہلوان

کہ آکر یہان رستم پیلتن
کہ نامرد تہا رستم پہلوان
بجاؤن تجھے چھوڑ کر زینہار
گیا ساتھ رستم کے وہ نامور
مقابل ہان پاسبانان ہوئے
ولیکن ہوئے گشتہ تیکسر دہین
کہ سن لے تو اے شاہ بیداد گر
روا کون رکھتا ہے داماد پر
گرزان ہوا شاہ افراسیاب
پہر اوان سے لیکر یل نامجو
گئین آپ ہمراہ ایرانیان
ہوا سنکے رستم بہی دون ہی سوار
کہ ہو ہم نبرد آنکے کوئی اب
اگرچہ تری نوج ہے بیحساب
کہ وی ہین نے تہا نہ ہمت بنجی
تو آیا عبث یان پے کارزار
یہ ہی رزمگاہ ہی عشرت نہین
نہ ایران کا زندہ رہی اک سوار
ہوئے گرم پیکار اگر دہان
رہے غالب ایرانیان سر بسر
دو روز تک ماند شیر یان
گیا لیکے پہر سوے ایران شتاب
ہوئے دیکھکر اوسکو شاہ و کام
ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
گئے جب حضور شہ خسروان

ہوا شاد کیخسرو پاک دین	ہوئی گیو و گودرز بہی خوش و مین	ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم	لگے رہنے مسرور و خرم بہم
	ہوئی ختم یہ زن کی اب داستان	سنو قصہ برزو پہلوان	

جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب و ایران و رفتن کیخسرو بمقابلہ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و باز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہو کر بصد اضطراب	سوے چین گیا شاہ افراسیاب	تو آیا نظر راہ مین اک جوان	تنومند مانند پیل دمان
کہا ہے یہ دشمن ہوئین دیو چند	نہین جانتا ایک نام پدر	سنا ہے یہان سے کہ اک نوجوان	کہین اک سوار آگیا ناگہان
ہوا آن کے وہ طلبگار آب	بلایا اوسے پانی اوسنے شتاب	ہوئی اوسکے دلمین جو غالب ہوس	جوان نے کیا اوسکو ہمخواب بس
روانہ ہوا یان سے پہر وہ سوار	بحکم خدا یہ ہوئی بار دار	خدا جانے تہا کون وہ پہلوان	نہین اوسکا معلوم نام و نشان
جو پیدا ہوا مین تو شاہنشہا	مرا نام مادر نے برزو کہا	جو دیکہا اوسے شاہ نے بیلتین	روان ساتھ اوسکے کیا یہ سخن
مرا ایک دشمن ہی رستم نام	دلیری و مردی مین مشہور عام	مجھے سخت اب اوسنے عاجز کیا	پراگندہ خاطر ہون صبح و مسا
اگر یہ نمود ی تو جرات نہین	کہ ہو گرم کین فرخ ایران زمین	گمان ہے مجھکو نہنگ شگرف	نہین تن مرا ساتھ دیتے ہون تنگ
سنا جب یہ برزو نے تب یون کہا	کہ افسوس صد حیف تا ہنشہا	تو اک گرد سے ہے زبون اسقدر	ترے ہاتہ و دلمین ہے خوف و خطر
وہ یک تن ہی مانند مکیدہ ہزار	نہ اوسپر ہو گر ز دشمن کارگر	تو انائی اوسکی بیان کیا کرون	بجا ہے اگر کوہ آہن کہون
نہ ہرگز کرے تیغ و اوسپر اثر	کہ میدان مین جسدم نیزہ کرلین	یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان	کیا شاہ نے او سے یہ یون بیان
تو صد کوہ آہن کو ریزہ کردن	نہین تجہکو یہ آن میسر ہے	سپہ تیری اور تو ہی نامرد ہے	کہ دل یون تہیتن سی پر درد ہے
کہا نام کیون شاہ افراسیاب	نہین تجہکو شایان ہی تاج و تہی	نہین تجہکو زیبا کلاہ مہی	
ہوا اوسسے خواہان امداد شاہ	کہا یون کہ گرگشتہ ہو یا جوان	ترے ہاتہ سے رستم پہلوان	
کردن تجہکو سالار اقلیم چین	قسم کہا کے برزو نے پیش شاہ	کہا یون کہ اے شاہ خورشید جاہ	
کردن بند مین ہو کے پکا ہجو	نگاہون مین اک گ ایران مین	کردن خون ریزی مبتلا ہون مین	
سوخانہ برزو کو لایا شتاب	سراپردہ و خیل افراسیاب مین	دو صد ناز نینان ماہ جبین	
سراپا زیر زرد کو شہ نے کیا	ہوا شاد و زرد ی گردن فراز	جہانمین ہوا آخر بے نوا	
کیا آکے برزو سے شہ نے بیان	کہ ہے پست رجاہ و جے کا دہل	اوشاہ جاہ دولت کا جسکی خیال	
مجھے تاب جنگ آزمائی نہین	وہ قاتل ہی دیوان خونخوار کا	نہ کر قصد تو اوس سے پیکار کا	

گئی بار دی کی شہ کو اور سخت شکست
کیا نامداران تہمتن کو پست

تو اون نامداروں نے کیے ہمسر تین
دلیری مین اون سے فزوں تر تین

وہ بولا کہ رستم سے ہون زور مند
مری آگے ہی پست پیل بلند

دیا ماسح اونکی کہ وہ شیر نر ہو
ہنر پہلوانی کے رکھتا ہی یاد

تو ہے کودن محض اور بے ہنر
یہ سنکر گیا پیش افراسیاب

سلاح و سلب کے لایا فتاب

نہ لیکن ذرا لایق کار تھے
نئے اور تیار اخبام کار

مہیا کیے بعد ازان شہریار

طلب کرکے مردان صاحب ہنر
ہنر پہلوانی سکھلا اونسب

کروکوشش و مجہد ہر روز و شب

اٹھارہ جوانان زور آزما
بعلم و ہنر وہ یگانہ ہوا

سر سر دران زمانہ ہوا

یہ نیرو سے سرہنگ وہ نام جو
مفرض بزرو ہی پہلوان ایک روز

لگا کہنے ایشاہ گیتی فروز

جو اونسا دہین سیر شہر وہ یلان
سنی شاہ تورانیو یہ جواب تب

لگا پوچھنے پہلوانون سے سب

کہ ہی راستی کا کچھ اسمین فروغ
وہ بولے شہا بر زو ہے پلتن

تہین آدمی ایک ہے اہرمن

درشت و تنومند چست و دلیر
شب و روز بر زو کو ہی سیل زرم

مفرض زرم کو وہ سمجھتا ہے نرم

ہوا شادیہ سنکے افراسیاب
لگا کہنے بزرو کہ ای یادشاہ

مری ساتھ کیجے تہین سپاہ

کہ ہون مین شتابی بیابان سے روان
نہ خسرو ہے اور نہ رستم بجا

کردن نجو کو ایران کا دانہ دا

ہوا شادیمان شاہ توران و یار
یہ بولا کہ اے بر زو نیکبخت

تو بامد طرب بیش بالا تخت

ہوا پر غضب رستم پہلوان
وہ بیٹھا جو بالا ترین سر یہ

تو نکمیسر ہے گر دران بدیر

یہ بولا بسیار اے توران دیار
کہ رہنا شب و روز مونسا یہ

وہ سر دار جنگ آور و دود الکرام
کہ ہومان تہا دار یان جنگنام

شتابان ہوا آب بہی بعد ازان
سپہدار بالشکر بیکران

کہ گردان ایران جو گردی تو نرم
نہو تی تی تلخو نکو بہتر اب نرم

پے جنگ گردان افراسیاب
گئے ساتھ اونکے وہ دو دو ہزار

سوار ان جنگی و مردان کار

گئی سامنے فوج بزرو کے تب
قریسیزاوطوس کی فوج جب

سوارا ن ایران ہوے چیرہ دست
ہوئی فوج ایران کو آخر شکست

یہ بندگران اونکو بستہ کیا
اوٹھا ئرین سے بزرو اونہین لیگیا

یہ احوال خسرو اذوس سے کہا
طلب رستم نامور کو کیا

سوی پہلوانان افراسیاب
تو رکہ جمع خاطر کہ جاون شتاب

فریبرز اور طوس کو کر رہا ترے پاس لاؤں بفضل خدا یہ کہکر گیا رستم جنگ جو ولے لیگیا ساتھ گستہم کو
گئی نصف شب تھی کہ پہنچا وہان اسیران بند بلا تھے جہان یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے جو دیکھا تو تنہا وہان شاہ ہے
سر تخت زرین سے افراسیاب خوشی سی ہے ہی بیاپے شراب چپے است باخاطر شادمان تشنہ ہیں ہیران برزو وہان
فریبرز اور طوس بھی پیش تخت کمر ہیں بندہی دست بر زر درست یہ کہتا ہی انکو وہ کیخت شاہ زدن قتل مثل سیاوش بگاہ
اسیروں کو بھر لیگئے مردمان کہ منظور تھا خبکا کہنا جہان نمتن۔ لے کھینچا تیغ کین
اوٹھا ایک کو ہنی پر پشت پر نشاباں ہوا رستم نامور اوٹھا دوسرے کو وہ گستہم پل سراپردہ سے دو ہیں آنکلے



وہ نبرد گران زور سے سر بسر
شکستہ گئے کیطرف بیٹھ کر

غرض بابل خرم و شادمان
گئے پیش خسرو وہ نام آوران

سر ابرو ہ مین شاہ توران کے
یہ چرچا ہوا کوئی گرز آن کے

وہ بندی جو تھی بابان و نیگیا
سپہ دار سنکر یہ کہنے لگا

کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
اسیر دن کو جو لیگیا آن کر

دم صبح کسا کر بہت پیچ و تاب
لگا کہنے برزو سے انداز یاب

کہ اسکر سیہ جا سوہی رزمگاہ
وہین آنکر برزو کینہ خواہ

خود نشان ہو سیدا تہمن تہنگا
کہ اے رستم ایسا نہ سیہ آ

سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان
کہا تاب کہ اے رہ پہلوان

یہ سنکر گیا پیشتن بید رنگ
نظر کرکے برزو کی ترکیب کو

کہ جاے تہمتن مین آ دلیر
قرین تحیر ہوا دنگ جو

تو ہے سیر و رہ نہین من بون جوان
سمجھیو نہ کم مجھکو البرز سے

نہین آپکے آگے آتش کو تاب
مرے ساتھ ہت تند ہوا ستیز

ہوے اسطرح وہ رنگ گرم کین
خدنگ ایک ڈالا سو پیکان

نبرد آزما ہر دو جنگ آوران
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

ہوا سیل کشتی او نہین بعد ازان
اتی فنا یات تھی یا حرب تھی

پھر اک گرز ہر ایک نے گرز پر
کہ ٹوٹا وہ ڈال کر سر بسر

کیا زور رستا پکڑ کر کمر
ہوا ضرب سے گرز کی پس ستوہ

تہمتن نے جانا پڑا ایک کوہ
تہمتن نے کچھ طور ایسا کیا

دلے از رہ عقل و فہم و خرد کا
تعجب ہے اے گرد جنگ آزما

تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
یہ سنکر تہمتن نے اپنے کہا

ترے دست و سر کو نہ رنجہ کیا
مبادا کہ یہ گرد و زور آزما

یہ برزو نے اندیشہ دلمین کیا
لگا کہنے برزو سے رستم کو اب

پرانے تین آخر سوار و نرد ب
تو ہر برزو و رستم پہلتن

ہم جب ہنر یا ہوا یہ سخن
تو بولا کہ اے شاہ عالیجناب

جو برزو گیا پیش افراسیاب
کہ سنگ و فولاد سے سخت تر

مقابل ہوا مجھسے آج آن کر
مرا دل ہے اس سینہ آہن سے دو نیم

نہین اوسکو پیکار سے خوف و بیم
کہ جسکا بیان اب ہوا سر بسر

یہ گفتار کرتا سوار و نرد و ہر
نہ ہرگز رہا رزم یازندہ دست

مرے ہاتھ کو آج پہونچی شکست
کہ ہو برزو گرد کا ہم نبرد

نہین اور آتا نظر کوئی مرد
فرامرز سیرا و لاد رسہ

نہین اوسے جو ہاتھدار ہوتا اگر

تو برزو سے لڑنا یہ ننگ و نشان ۔۔۔ ولیکن وہ ہے سوی ہندوستان
روانہ کروں سوی ہندوستان ۔۔۔ بلاؤں فرامرز کو اب یہاں
یہ سنکر نہ کچھ شہ نے پاسخ دیا ۔۔۔ متھن کو بس دور ہی جھڑکیا
جو تابان ہو خورشید وقت پگاہ ۔۔۔ تو برزو سے میں جا کے ہوں بر گواہ
نہیں مجھکو رزم اپنا کچھ خوف جان ۔۔۔ نہ میدان سے موڑ ونگا یہ عنان
ہماری ہے خواہش یہ جھٹ کہ جان ۔۔۔ سوی جنگ کیوں خواہ آوے سنان
مقابل ہوں یا تیغ و گرز و خدنگ ۔۔۔ کروں خوں میں اسکے وہ بیدرنگ
سوا اسکے جتنے ہیں گروں فراز ۔۔۔ دلیر انسا تھا وہ سکے ہوں نہ ہمتا
دگر گوں ہو رنگ زمانہ اگر ۔۔۔ تو جو دلین آوے کرے نامور
دلے رستم گرد جنگ آزما ۔۔۔ سر گروہ جبکہ اپنے گیا
ہماری تو اسوقت تیار کر ۔۔۔ کہ ہوں صبحدم میں شتابان اودھر
بلاؤں میں وان جا کے میخ کو ۔۔۔ شتابی ہوں میخ سے چارہ جو
دلیران ایران یہ سنکر خبر ۔۔۔ دوان پیش رستم گئے سر بسر
نہ ٹھہرے یہاں گر تو اے پہلوان ۔۔۔ تو قایم رہے پھر نہ کوئی جوان
متھن نے پھر بادل درد مند ۔۔۔ کہا یوں کہ زیر سپہر بلند
مجھے صبح میدان میں آن کر ۔۔۔ کرے جلب ہر نے کینہ ور
ہوا رزم کاری سے بیکار میں ۔۔۔ سو خانہ جاتا ہوں ناچار میں
پھر اتنے میں پہنچی خبر میخ پر ۔۔۔ کہ آیا فرامرز جنگی جوان
بغل میں لیا پہلین نے دبا ۔۔۔ دے بوسے بانکے شہ خم دجیں
تو پہونچی مجھے راہ میں یہ خبر ۔۔۔ کہ بر راہ سد لیکے آیا دہر
فرامرز سے جب سنا یہ سخن ۔۔۔ لگا کہنے تب رستم پہلین
دم صبح پھر برزو سے کینہ ور ۔۔۔ پکارا سوے رزمگہ آن کر
فرامرز سے رستم پہلین ۔۔۔ یہ بولا کہ اے مرد رزم آفرین
یہ برزو سے کہنا کہ پہونچی ہے مرد ۔۔۔ ہوا تھا جو کل تجھ سے گرم نبرد
جو دیکھا تو گرگین ہے وان گرم جنگ ۔۔۔ دے دور سے وا نشانے خدنگ

وہ جیپال ہندی سے ہے گرم جنگ ۔۔۔ یہ دلین ہے اک گرد بیدرنگ
نہ پہونچے فرامرز یاں جبتلک ۔۔۔ نہم جنگ سو توف ہو تب ملک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو ۔۔۔ لگا کہنے یون خسرو نام جو
سنان سے گروں سفتہ اوسکا جگر ۔۔۔ بلاؤں یہ خاک و خون سر بسر
کہا سنکے گودرز نے یہ سخن ۔۔۔ کہ اے خسرو خسروان زمن
مبارک ہو شہ شب بخیر و ظفر بزم ۔۔۔ کہ حاضر ہیں بندے پے جنگ و رزم
کرے جنگ بر زد سے گیو دلیر ۔۔۔ ستینزندہ یزن ہوا نند شیر
یقین ہے کہ گردان خواہان کین ۔۔۔ کرن جای یزدو یزیر زمین
کہا شہ نے گودرز سے اسطرح ۔۔۔ آمین نے کیا اب بیان جسطرح
زوارہ سے بولا کہ اے مہ بہائی جان ۔۔۔ ارادہ ہے میرا سوے میدان
پہونچکر وہاں زال زر سے ملون ۔۔۔ سر و دست کا اپنے درمان کرون
زوارہ نے سنکے کیا یون بیان ۔۔۔ کہ اے عزم رستم سوی میدان
لگا کہنے ہر ایک اے پہلین ۔۔۔ ترے ہی سبب سے ہے یہ انجمن
ذرا ہاں سے جنبش نہ کرزینہار ۔۔۔ یہاں رکھ تو بانے ثبات استوار
بسر ہو گیا بس مراد و مہ جنگ ۔۔۔ فلک نے کیا مجکو جان سنگ
کروں جنگ کیا دست لشکر سے ۔۔۔ بنے کام کیا زخمی و خستہ سے
یہ سنکر لگے رونے نہب نامدار ۔۔۔ متھن بھی ادسدم ہوا اشکبار
ہوا دور دل سے الم سر بسر ۔۔۔ ہوا شاد رستم اوسے دیکھکر
فرامرز بولا کہ اے پہلوان ۔۔۔ ہوا میں جو ہندوستان سے روان
یہ سنکر وہاں سے ہوا بیژن روان ۔۔۔ غرض کر کے ملیغا ہو پنجا بیان
تو آرام کر جا سوی خیمہ گاہ ۔۔۔ کہ نادر ہو سر بسر بیخ راہ
کہا سنکے گرگین برہمے نبرد ۔۔۔ کہ آئے مرے سامنے کوئی مرد
تو جا سوے میدان برہمے اساق ۔۔۔ مراسر بسر لیکے ساز و یراق
سوار العرض رخش پر ہو گیا ۔۔۔ دیا سب نشان جنگ و یرزہ کا
خوشی سے نہ بیژن بوس حاصل کیا ۔۔۔ فرامرز پھر پیش خسرو گیا

کہا شاہ نے یون فرامرز کو — شتابی تو برزو سے ہو جنگجو — مبادا کہ گرگین ہو کشتہ یہان — یہ سنکر شتابان ہوا پہلوان

روان کر کے توسن یل ارجمند — یہ برزو سے بولا بہانگ بلند — نہین ہم نبرد اجوان یہ سوار — تو اب آکر مجھسے کر کارزار

فرامرز تہا بسکہ چون پیل مست — درشت و تنومند و حیت و دلیر — ہوا سست برزو اسو دیکھکر — ولیکن یہ بولا کہ اے کینہ خواہ

سوے جنگ آیا تو با صد طرب — مگر سیر ہی جان سے اپنی تو اب — فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ — دلیر انکو ہے زرنگ رزم گاہ

ترے ساتھ مین کر کے کل کا زہار — گیا جب ہوا ران کو بادہ خوار — کیا تنکو با عیش و عشرت سحر — سمجھ اوس خوشی کا ہی انجام شر

سنی اوسکی برزو نے آواز جب — لگا کہنے جی مین کہ ہی غیب — کہ اسپ یراق و لباس جوان — وہی ہی جو دیرہ پر رستم نشان

ولیکن جو دیکھا تو ہون اور ہی — نہین گرد دیرہ زدہ ہے یہ مگر — نوبولا و ہین برزو کینہ در

توبا ما ہون آواز در کیب اید — وہ ہرگز نہین تو دلا تیرہ رای — مقرر اوسیکا ہی یہ سب ریا ہی

کہ دیرہ رزم تہا جو مرا ہم نبرد — وہی ہون کہ جسکو کیا تہا نہان — کہ دیگا غرض آج مین تجھ کو خون

تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہے — لگا کہنے پہر یون فرامرز کو — ترا نام کیا ہے بتا نام جو

یہ سنکر ہوا غرق حیرت وہ مرد — مرا کام فیل افگنی ہے مدام — پنجر جنگ شیران نہین اور کام

مقابل نہین میرے شیر ژیان — فرامرز نے یسکے گرز گران — کیا سخت برزو کو عاجز وہان

تو ہرگز نہ رخصت ملی اسقدر — کہ برزو کرے زخم اوسپر رہا — خطا تین اپنی وہ بھر خونتا

ولے یہ منظر زر نہا رہتا — زمین پر گرا بر نوری نامور — فرامرز نے پہر رہا کی کمند

ولے شاہ توران ہوا دردمند — یہ چاہا کہ لیجا کر کے اسیر — حضور خداوند تاج و سریر

تو پہونچا اودہر سے بہی ارجمند — سوار دو رہ سے بولایا فراسیاب — دلیرانہ ہو حملہ آور شتاب

چپ و راست چون شیر نر ہمگراں — سنو زور رستم پیل ارجمند — کہ اک دست سو کہینچنا نا کمند

کہ بر رو سیاوہ کہین پہر رہا — سہر آتشی مین پہونچا تا ند باد — سو رنگہ رستم شیر زاد

رہا کر بہین دست پیچ کمند — کیا اوسنے برزو کی گردن کمند — کیا اوسنے برزو کی گردن کمند

بہت سخت زدہ زور آزمائی ہوئی — نہ برزو کو لیکن ہائی ہوئی — نہ برزو کو لیکن ہائی ہوئی

زدارہ نے دیدہ مین فرامرز کو — کہا یون کہ اے گرد یکا رجو — کہا یون کہ اے گرد یکا رجو

کمند اوسکو دیکر وہ مرد دلیر — ہوا گرم پیکار ما نند شیر — ہوا گرم پیکار ما نند شیر

غرض مہر تابان ہوا جب نہان — گئے تب سوی خیمہ جنگ آزمان — گئے تب سوی خیمہ جنگ آزمان

قباب یالنے کے ملک توران کی راہ — یہ سنکر روانہ ہوئی سب سپاہ

پے قتل برزو ہوا حکم شاہ — ولے پہلوان رستم نیک خواہ

هوا پیش خسرو شفاعت کنان
سر خون سیاوش گذارد بشاہ جہان
کہ بیژن کو لیجا تو اے نامدار

سو خانہ رستم اوسے لیگیا
زار امز سے پہر یہ کہنے لگا
وہ بیژن کو لیکر مہ البرزان

رہا نہ سے پہر نہ الگدم کیا
نگا کہنے رستم سے پہر شہریار
گرفتار رنجیدہ اوسکو کیا

خبر پاکر شہرو مادر بیژن از گرفتاری بیژن و آمدن در ایران برہائی بیژن و اظہار کردش از رستم کہ بیژن نمیرد

جو بیژن کی یہ بات رستم سنی
تو ایران مین آئی وہ خستہ جگر
جو بیژن کی ماں نے یہ خبر

نہ بیژن کو پایا جو ایران مین
تو وان سے گئی زار ما سنا طین
کہ بیژن کو لیجا تو اے نامدار

ملی مادر بیژن سے کہا یکزبان
کیا اوسکو راضی بست دیکے زر
وہ بیژن کو لیکر مہ البرزان

یہ شہرو نے اوس سے کہا یکزبان
کہ اے مہربان خواہر دلفروز
گرفتار رنجیدہ اوسکو کیا

وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام
دیا لاکے اوسنے وہین پکا طعام
گرفتار رنجیدہ اوسکو کیا

وہ جب لیگئی پیش بیژن طعام
ہوا دیکھکر انگشتری نا تمام
گئی لیکے سو بن وہ بیژن کے پاس

زن نیکبخت آئی اک چین سے
یہ سنکر لگا کہنے بیژن اوسے
جب آیا وہان بیژن نامدار

کیا مین نے یہ راز نہان بیان
کہ اے مہربان خواہر دلفروز
سوی راہ بیرہ ہوے رہسپر

تو بہر لاسہ ہوا رتازی سمند
دیا لاکے اوسنے وہین پکا طعام
لگے کرنے اوسپر تمنا کین زار

پھر آئی وہ زن الغیاث بالصد طرب
یہ سنکر لگا کہنے بیژن اوسے
رکھی جنگ موقوف اہنجا کنار

گئی لیکے سو بن وہ بیژن کے پاس
کہ اے مہربان خواہر دلفروز
زن بطرب خانہ بہلوان

یہ بیژن سے کہنے لگی زار زار
کہ اے مہربان خواہر دلفروز
پھر او سوت تم سے رستم نکنام

کیا طالب بیژن دستار خوان
یہ بولے تمہن سے ہمرہ ہمان
کیا طالب بیژن دستار خوان

تمہن یہ بولا کہ مین کیلکر دون
نہین مجھسے ہوتا ہی برزو زبون
تمہن یہ بولا کہ مین کیلکر دون

تو شہرو نے اوسکو نہ کھانا دیا
نہ زنہار اپنی زبان پہ رکھا
تو شہرو نے اوسکو نہ کھانا دیا

جو بیژن کی ماں نے سنی یہ خبر
ابس آنفتہ خاطر کا شہرو نام
پسر کی جدائی سے غمگین مدام

نہ بیژن کو پایا جو ایران مین
زن سطرب خانہ بہلوین
رہی تنہی وہان اوس سے باکمر تین

تو وان سے گئی زار ما سنا طین
ہوئی نسبت خواہری پہر ہم
فوراً اوس محبت کا تھا دنبدم

کیا اوسکو راضی بست دیکے زر
تو ہو پچاسکے پیش بیژن اگر
تو بہیجون طعام آج تیار کر

کہ اے مہربان خواہر دلفروز
رکھی اوسنے انگشتری نی نہان
کہ معلوم بیژن کو ہووے نشان

دیا لاکے اوسنے وہین پکا طعام
لگا کہنے بیجی ہی کیسے یہ چیز
وہ بولی کہ اے مرد صاحب تمیز

وہ بولی کہ اے مہربان خواہر دلفروز
یہ ہی سیری ان ہمین اسکا پسر
مجھے دست اپنا یقین جانکر

کہ اے مہربان خواہر دلفروز
دروں طعام ایک ہان تو لا
بریدہ کرون تا کہ زنجیر یا

یہ بولے تمہن سے ہمرہ ہمان
مراکہنیا تا آن کر انتظار
او مو نگارہ انہ مین ہو کر سوار

کہ بیژن کو لیجا تو اے نامدار
بہت مل شہرو نے لاکر دیا
بہت اوسکو ممنون احسان کیا

وہ بولی کہ اے مہربان خواہر دلفروز
مسہ شتہ بیژن ہی اوسکو لائی وہان
کہ بیژن نے اوسکو کہا تہا چنان

نشانی ہی اوسکی تو ران مین
وہ شہرو وہ زن او بیژن دو ہین
شتابان ہو سوی تو ران زمین

پڑی جبکہ بیژن پہ اوسکی نظر
ملا راہ مین رستم نامور
پڑی جبکہ بیژن پہ اوسکی نظر

نہ لیکن ہوا ایک ہی کارگر
کہے زخم ہا ہم رہا بیشتر
نہ لیکن ہوا ایک ہی کارگر

سب احوال بیژن سے اوس نے کہا
کہ کیونکر مہا بند سے تو رہا
سب احوال بیژن سے اوس نے کہا

کہ مجھپر سے ہرگز نہ ایذا روا
جو کچھ جی مین او سو دے سچ سزا
کہ مجھپر سے ہرگز نہ ایذا روا

گیا ایک گوشہ مین پہلوین
پدیدار کیا گردنے بیستون
گیا ایک گوشہ مین پہلوین

تو خنجر کو کیا دیکھکا جو اب
سیاوا جو بیژن زن ہنر تاب
تو خنجر کو کیا دیکھکا جو اب

دوے پیش بیژن وہ جو پہ طعام
طعام زہر بیجا طعام
دوے پیش بیژن وہ جو پہ طعام

ہوئی کہا کے سوی علم رہسپر
زن سطرب خوبرو بد سیر
ہوئی کہا کے سوی علم رہسپر

ہوا جنگیں بزرے نامدار — لگا کہنے اے رستم باوقار
سفید اب محاسن ہوئی تیری آ — نہیں تجھ پہ لیکن تجھی ہے غضب
نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن — لگا کہنے بزرو کہ اے پہلوان
دلیر انہ دونون یل سرفراز — ہوئے یکے گز گز گران زرساز
سبک جہد گرچہ کیا وقت کار — نہ یکن گرازین سے کوئی سوار
دوال بحام سمندان ہین — کمر سے کیا بستہ ازرد کین
ہوے بہر وہ اسپان بہم زرساز — شال دیران گردن فراز
تو بزرو کا بہا کا دہین پا دیا — وہ بزرد کو بھی کہنچا کر لیچلا
کردن تا کہ رام اسپ کو رد کر — ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
چہ تا اوسکے سینے پہ تابید ریخ — کرہ اوسکے سر کو جدا کہنچ تیغ
کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر — نہیرہ یہ تیرا ہے نامور
وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن — یہ بولی کہ اے رستم پہلوان
یہ کہکر نکالی وہ انگشتری — تمکین فروزندہ چون مشتری
گرایا وون پر اسکے سر تنگسار — اپھر خوشی بزرو نامدار
کیا ایک پرہا تھتن نے تخت — کہ بہیا وہان پر بزرو بیٹھت
بصد شادمانی ہوا ہمکنار — کیا سر پر اوسکے سبت زرنثار

رسیدن سوسن خنیاگر دربار ایران کہ بجادوگری طلب نمودہ و بسحر کمک آن افراسیاب شکست یافتن

گیا شاہ ایران جو کہلا کر شکست — دلیران ایران ہوے چیرہ دست
شب و روز چون بیضہ دیگر تہا — تحیر چون تمثال تصویر تہا
یہ بولی کہ مین اے شہ نامجو — نہین جز رہ راستگر رفتہ گو
متن کے آگے کہ ہی خیر ست — نہین بیش جانا اگر زر دست
ملاؤن فرامرز کو خاک مین — دلیر و نکا لاؤن مین دم ناک مین
فسونا نی اپنی کہا ئی اوسے — طرف اس مراد کے کھلی راہ سے
وہ ہوتہ سے رخصت شتابان ہوئی — روانہ ہوئی ملک ایران ہوئی

ہوا تخت سے جو کام سر زیبان — نہین سیر اوار نام آوران
ہوا خشم گین رستم نامور — نخالت ہی ہرگز اوسہا یا ہنر
اگر مرد تو ہے تو اوٹھ کر نبرد — یہ سنکر اوسہار رستم شیر مرد
پیا پے ہوئی گرز باہم روان — ہوئے سست بازو ہے جنگ آوران
ہوا سیل کنتی او نہین پہر ہان — فرود آے گہوڑے وہ پہلوان
لگے زور کرنے بجوش خروش — بہنگام کشتی ہوئے کوش کوش
متن کے تو رستم نے وقت ستیز — روان جب کیا رخم زندان ستیز
یہ تہی خواہش برزی زرساز — کہ چہوڑ اوزار رستم سرفراز
زمین پر گرا برزو انجام کار — نشابی سے بہر رستم نامدار
وہین مار دیر زوی پہلوان — لگی کہنے رستم سے کر کے فغان
تو بزرو کو مت قتل کر زنہار — ذرا دل مین کر خوف پروردگار
گرانمایہ خاتم زرناب کی — نشانی مین کہتی ہون سہراب کی
ہوا دیکہکر نشاد وہ نامجو — بغل مین لیا برزو گرد کو
بہرآے بہم با دل شادمان — روان ہوکے ایران سوی شادمان
ملایا اوسے زال سی بعد زان — ہوا شادمانی ہوا ہمکنار
مہیا کیا جشن بعشن و طرب — نشاط و خوشی تہی تہان روز و شب

وہ جب ملک مین پہونچے ایران کے
تو رستی مین پہرا لبستان کے

مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام
تو سوسن کہلاتی تھی اوسکو علام

مہیا می بیمود چنگ و رود
شتاب و کباب و رباب و سرود

ذرا ماجرا سنئے اک رذر کا
کہ رستم کے گھر جنکا تھا نہتا

دلیران ایران و توران نے تمام
مہیا سر و دوش و دور رجام

بہم طوس و گو و زر زمیا عناد
لگے کرنے دان گفتگوی فساد

لیا طوس نے خنجر از روی کین
رہام دلاور نے اوسکو مین

رہام دلاور پہ غصہ ہوا
یہ پہر برزوی پہلوان سے کہا

کہا پہر یہ رستم نے گو درز کو
کہ طوس دلاور کو اے نامجو

لگا کہنے گیو یل نام جو
کہ گو درزاد طوس ہین تندخو

مناسب ہے یہین ہی جا دین جان
اگر دونون کو بھجوا کے لاؤن یہان

تہمتن سے پہر ستہم نام جو
برادر تہا طوس دلاور کا جو

خطر پہر ہوا رستم گرد کو
مبادا کہ ہون پہلوان کینہ جو

تو ہونے نہ دیکھو ہم کارزار
یہ سنکر گیا وہ یل نامدار

پسند یدہ ہی یہ کہ اجائے دن مین
ملک زادہ کو ساتھ لے آؤن مین

پہر آ ماہون اب سوے آغاز کار
لیکن ہون حال طوس یل نامدار

یہ دیکھا کہ خیمہ ہے افراختہ
اور اک قلعہ محکم ہے نو خاستہ

کہ خیمہ یہ کسکا ہی تب مرد مان
لگے کہنے اوس سے کہ اے مرد مان

گذر تا ہی جو کوئی اس راہ سے
تو یہ اوسکو آئین دلخواہ سے

اور اسپہ باد ل شاد مان
گیا وہ مین خرگاہ مین پہلوان

لگا کہنے اوس سے کہ اے دستان
حقیقت تو اپنی ذرا کہدیان

کہ تا مرد سود اگر خوش سیر
رہون تبی مین آرام اوسکے گہر

جہان سے جوان پگیا رخت جیب
یہ چاہا سپہدار تورآن نے تب

خطر سے مین اوسکے گریان ہوئی
سوی ملک ایران شتابان ہوئی

جوان دلاور نے دل مین کہا
کہ خسرو کے لایق ہی یہ دلربا

بنائی سرا ایک اور قلعہ ایک
مراتب مسافر نوازی کے سب

مسافر نوازی نہ ہرگز تہی تہا ان
کہ نیرنگسازی تہی وہ بیگمان

دہان گیو گو درز جنگی سوار
یل بیزن و طوس عالی تبار

تہی آراستہ محفل دلستان
قرین مسرت تہی پیر و جوان

زبان پر چو آیا سخن گفتگو
سنوانا لایق سخت گو ہی تہی

کف طوس سے کینچ خنجر لیا
دہان سے خفا ہو کے طوس اٹھ گیا

نہین جانا کیا تو رستم یلان
کہ لازم ہے دلجوئی مہمان

تواب جا کے لے آستانی یہان
ہوا سنکے گو درز فوراً روان

مبادا کہ وان کینہ خنجر تیز
بہم ہو وین کینہ سے گرم ستیز

یہ کہکر گیا گیو زور آزما
ولے ہمرہ گیو بنیرن گیا

روانہ ہوا لے اجازت اوسپر
کہ وان طوس تنہا ہی اور نامور

فرامرز سے رستم پہلوان
یہ بولا کہ اب تو بہی جا یجوان

لگا کہنے یون زال زر بدزان
کہ شہزادہ اپنا ہی طوس گران

سوار اسپ پر ہو کے مانند باد
روانہ ہوا زال فرخ نہاد

روان ہو کے پہر طوس ہمراہ ہو
سراپردہ زن ساحرہ ای جہان

لگا لے تہین اور جہان دار طعام
لگا کہنے وہ یل نکنام

زن تاجرانی ہی تو ران سے ایک
کہ رکہے ہی وہ خصلت خوب و نیک

کہلاتی ہی نقل و شراب و طعام
مہیا ہی یان باده و دور جام

جو دیکہی تو شیہی ہی اک نازنین
صنوبر قد و گل رخ و یاسمین

وہ بولی کہ ہو تین زن نغمہ گو
ہر ایک عاشق شاہد و رنکو

بہت مال زر اوس جوان نے دیا
بہت مجلسو سہ رود شادان کیا

کہ اپنی پرستار مجلس کرے
مراحال لے خوار مجلس کرے

پے خسرو نامجو آئی یان
رہون اوسکی خدمتین تا جاودان

اسے بیجلون بیژن شاہ جہان
اگر تا حسن مجرا ہو سیر اوسکا ان

غرض جنبکر طوس عالیجناب — نگاہانہ سے پیوا کے شراب
پکاؤس کو قلعہ مین لے گیا — پہرانے مین گودرز جگ آزما
جو آیا وہان بعد ازان گستہم — رکھا اوسنے پہر چند گہ مین قدم
جو پہنچا وہان دوسرے روز زوال — ہوا مرد مان سے وہ پرسان حال
تو اب چل کر روئے شاط دسرور — خداوند مہمانہ آکے حضور
پدیرانہ اوسنے کیا یہ سخن — نہ ساتھ اوسکے ہرگز رکی انجمن
پہرانے مین پیش یل نامور — کسی نے کہا کان مین آن کر
رکھے قلعہ مین اونکے پانچون سمند — یہ سنکر وہ مین دو یل ارجمند
لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا — خبر دان کی دریافت کر کے تو لا
یہ پہرزال زر نے ارادہ کیا — کہ دیکھے زن ساحرہ کو سزا
گیا گرز و سیکر یل کینہ جو — وہان جا کے تورا در تلہ کو
بوقت مغاسوے زابلستان — کسی کو کیا زال زر نے روان
یہ بولے فرامرز سے بعد ازان — کہ دروازے پر قلعہ کے انجمان
کہا زال سے تو کہا ہے تو ہو — تو مین پیلسم سے ہون پر خاش جو
سر شام تک وان رہی کارزار — ہوئی ایک موقوف انجام کار
تہمتن نے بھیجا فرامرز کو — شتابی سوے خسرو نامجو
در قلعہ یہان کر بعد ازان — ہوا نعرہ زن رستم پہلوان
ہوئی بارش تیر وان ہمچو گر — نہ اک تیر پہر گز ہوا کارگر
ہوئے کینہ پیکر ز تیغ سپہر — غرض شام تک ہر دو گرد نفور
گیا جب سوی کوہ مہر سپہر — ہوئے تب یلان جا بے آرام گیر
ہوئی دور سے ایک گرد آشکار — ہوا یہ پدیدار انجام کار
کہ مین پیلسم سے کروں کارزار — تو جا سوی سالار تو ران بگہ
ہوئے گرم کین رستم پیلسم — سیان ہر زبان جنگی بہم
ہوئی رستم و زال پہر بعد ازان — سوی لشکر شاہ تو ران روان
دے بر زور رستم و زال زور — چہ پہر حملہ کرتے تھے چون ہزبر

ہوا بخ دو دست و بیہوش جب — لگیگاہ سے پیلسم آکے تب
گیا پیش سوسن تو وہ بہی دلان — ہوا قبد مانند طوس جوان
ہوئی جا کے پہر گیو و بیژن بہم — نہ مہمان سر اندہ تہا وہ کسیہ
گئی نوگ سوسن کے پہر پیش لال — یہ بولے کہ اسمرد فرخ فعال
جو کچھ ہو سکے سلوک موجود ہے — ہمی بود و نخچیر و چنگ و نے
کچھ بیژن سے حال نین یکان — یہ سنکر کہا کہ نہ ننگ سا نرہی ہی یہان
کئی چار گرد اونکے عابد یہان — کہ آیا ہے نر زال فرخندہ خو
کرستہا چار گرد زال زر — حقیقت کہی اونسے سب آنکر
گئی قلعہ مین بادل باخطر — گرزان ہوئی دانی وہ حیلہ گر
لگے چلنے گرز گران وسیم — مقابل ہوا زال کے پیلسم
دہن پر فرامرز پیوستہ لب — کہ پیوستہ ہی رستم کو حیلہ ہی چیز
بہ سنکر گیا وہ دہن وہ شیر مرد — دلیرانہ وہ گرد دہن ہم نبرد
فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد — لگے کرنے پہر دو دہن باہم نبرد
شتابان ہوا وہ یل نامور — سحر بر زد و رستم پہلوان
کرا ے پیلسم آکے ہو گرم جنگ — شتابان ہوا وہ یل نامور
ہوئی تیرہ ناگہ وہی ہم بعد ازان — ہوئی تیرہ ناگہ وہی ہم بعد ازان
نہ آیا دلے اسکے کوئی زیر — رہے گرم پیکار یا تند شیر
دلیر و جوان بر زد و شیر مرد — سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد
تہمتن یہ زد سے بولا شتاب — کر آیا سیہ لے کے افراسیاب
سوی لشکر شاہ افراسیاب — پے جنگ بر زد کیا پیشتاب
ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ — تہمتن کے دست سے بید رنگ
لگے دوڑنے تیز گردان ترک — تو ناگہ گرد انکے سواران ترک
ثبت ترک ہوتے ہی آدم ہلاک — تو بھاگے تہے سر بسر خاک

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
تو یہ فوجہ مین وہ زن جلد گر

گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی
رہائی اوسے عظم سے حاصل ہوئی

پھر اتنے مین کیخسرو ی نامور
سپہ لیکے پہونچا بصد فر و فر

جب آیا جا ماندار فرخ نہاد
ہوئی برزو رستم و زال شاد

سواران ایران نے واں آنکر
لئے گھیر ترکان دہان سر بسر

برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
سواران ترکان ہوئے سخت تنگ

ہوا بیدل اوسوقت از اسیاب
کہ ترکون کو پیکار کی تھی نہ تاب

درشتی سے پیران نے کہکر کہی
یہ بولا کہ ای شاہ تورانزمین

کئی بار کہائی ہی تو نے شکست
نہین پیش جاتا ہی کچھ زور دست

تر املک برباد یکسر ہوا
نہ پیران سے یون شہریار

سرانیدہ زن نے تجھے جو کہا
وہ افسوس تو نے نہ پیر کیا

کیا جان کو اپنی برباد ہاے
ہوئی عقل کو شہ بکیدست دار

سپہدار نے سنکے پاسخ دیا
وہ بولا نہین ہمکو تاب ستیز

مگر کیجیے ان سے جنگ گریز
لگا کہنے پیران سے یون شہریار

کہا تنگ مین جنگ گریزان کردن
یہ بہتر ہی سپہ انہین جان اپنی دون

یہ کیکر دوان کر کے گھوڑے تاب
کہ ضایع ہو کر سوا اب سپاہ

کرین خلق کو کسلئے ہم تباہ
مناسب ہے سپہ انمین آدمی اگر

مری ساتھ ہو آنکر رزم خواہ
خدا فتح دی جسکو ہو بادشاہ

یہ سنکر وہ شاہنشہ نامدار
دلے آدمی ہوسے افراسیاب

دلے کر سکا مین نہ آپے مین شاہ
پکڑ کر عنان یون گذارش کیا

نہین مصلحت چو سپہ مین تو
اگر آپ وہ رکتا ہی پیکار رزم

کہ تنہا مون اجا کے خون مین
پھر شبگیر سواران ہین یا جنگ

کئی بار کی ہین نے ساتھ اوسکے جنگ
یہ بولا سیاوش کا ہو نہین پسر

اگر کوہ آہن ہوا افراسیاب
کردن تیغ بران سے دریای آب

کیا عرض سپہ پر ہوے گر یہ گمان
تو تنہا ہی سپہ سے ہے بہتر ہمان

پراتے مین برزو ہی آیا درمیان
مراخون گردن پہ تیرے نہا

کہ سر کو کردن اپنے مین سے جدا
کہ بون شاہ تورانزمین سے جنگجو

ذرا اب تماشا مراد یکہ تو
تو تنہا ہی اے نہ ذو ہاکرام

جو میدان مین ہو کار سر انتام
کہ ای نامداران ایران زمین

یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور
لگا کہنے تب خسرو نامور

نہایت ہی غیرت جوان
لگا کہنے بہ زور سے یہ بادشاہ
شتابان ہوا سوئے افراسیاب
لگا کہنے بہ زور سے اے بدنہاد
سلم کے ہنر پہلوانی کے سب
کہاں اب گیا خسرو نامدار
مجھے ہے تری جنگ سے عار و ننگ
یہ بہ زور نے اور سوت پاسخ دیا
سیاوش وہاں بیگناہ مارا گیا
نمکخوار تیرا رہا جب تلک
ترے ساتھ کینہ کروں نوذر سے
سپہدار افراسیاب دلیر
کہ اک زخم سے میرے نہ بچا
کمان لیکے سیر شاہ نے بیدرنگ
دلے وہ بن پہونچا وہ جنگی جوان
پڑی جبکہ بیکار ہر ضرب گرز
دلے شب سے جو نکلتا تھا تیر
مقابل ہوا لیکے گرز گران
نہ وگاہ تو عہد بر اگرز سے
کہ ہے دشمن تازہ یہ پہلوان
سبا دا اگر تجھسے پہونچے گزند
یہ لشکر کو شہ نے کہا پھر کہ اب
ہوئے حملہ آور ہزاروں سوار
یہ احوال دیکھا تو آگے دوان
بہ آواز شمشیر و گرز گران

نخستین خوشی سر ترنج و نوش
کہ سالار توران سے ہو کینہ خواہ
خروشندہ مانند دریا بآب
نہیں ہے مگر تجکو یہ بات یاد
نہیں ہے شرم آتی تجھے غضب
کہ آیا نہ اسدم بے کارزار
تو پھر جا یہاں سے مگر نرم جنگ
کہ ہوں گرچہ پروردہ تیر شاہ
اوسے قتل تو نے کیا بیگناہ
اداحق نمک کا کیا تو نے ملک
تو ہے دشمن خسرو دین پناہ
خروشندہ ہو مثل عربدہ شیر
رہیگا نہ میدان میں تو یا مدار
روان سوئے بہ زور کیا اک خدنگ
اگرے تا رہا زخم گرز گران
تو بہ زور نے موقعہ کی حرب گرز
سپر پر وہ لیتے تے دونوں دلیر
یہ دیکھا تو ہومان نے آکر وہان
کہ بہ زور ہیں کم ہے البرز سے
کیا تھا نکے جوان نے پھر یہ بیان
خرابی ہو پھر اسکے شہ ارجمند
دلیر انہ حملہ کنان ہو کے سب
لیا گھیر بہ زور کو انجام کار
فراہم زور رستم بفوج گران
ہوا درہم برہم بازار آہنگران

جہی آتش خشم کی اوسنے سرد
بفرمان شاہنشہ نامدار
جو بہ زور کو دیکھا اکیلا کہیں
کیا پرورش میں نے کینہ تجھی
کہ اب یوں دلیرانہ میدان میں
مگر شیر مردوں سے وہ ڈر گیا
کہ تا خسرو اب آکے ہو گرم رزم
ولیکن تو ہے شاہ بیدادگر
روا قتل ہی تجھسے بدعہد کا
اداب اب ہوں تنکھوار دشاہ کا
یہ کہکر ہوا وہ دلاور دوان
لگا کہنے چون پیل مستی نکر
ہزار آوین تجھسے اگر پہلوان
گذر کر گیا اوسکے جوشن سے تیر
سپہدار توران ہنرمند تھا
ہوئی زرمجو لیکے تیر و کمان
ہوا جبکہ ترکش تہی تب وہین
کہا شاہ سے یوں کہ اب تا نہ نہار
وہ بولا کہ اب دلین آئیگر د
کہ میدان میں گر گشتہ ہو سوار
جو کچھ گرد ہومان نے ٹھاہ کیا
کہ قتل بدخواہ کو یا اسیر
پیا پے کئے زخم اوسپر رہا
ہمہ گرم کین ہر دو لشکر ہوئے
روان ہر طرف اسقدر خون ہوا

ہیرو ہی رستم کا بیشک یہ مرد
ہین ہو کے تو ہمن پہ زور سوار
تو سالار توران نے کینہ خواہ اگاہ
کیا نامدار وون سے برتر سمجھے
ہوا آنکر مجھسے پیکار رجو
ہوا غالب اوسکو خطر جان کا
نہوں خسروان یعنی جو بے بزم
ستمگار پیمان شکن بدسیر
کہ پیمان شکن ہی عہد خدا
کہ ہے ہفت کشور کا فرمانروا
اوٹھا گرز زاندیل دمان
مرے آگے تو پشد ستی نہ کر
کروں قتل اکدم مین سکو یہان
ہوا خستہ پہلوے مرد دلیر
نہر سے وہ ضربین بچانے لگا
وہ شاہ دلاور وہ جنگی جوان
دلیر انہ سالار توران زمین
نہ یہ قصد کر اے شہ نامدار
فرو برتر ہے خسرو سی بزرگوار
تو نام آوری کچھ نہین زنہار
وہی حرف پیران نے شہ سے کہا
رہائی نہ پاوے یہ گرد دلیر
دلے زین پہ قایم دلاور رہا
روان ہیزہ و تیر خنجر ہوئے
کہ دریائے خون جملہ ہامون ہوا

پیامے نے مین کیخسرو شیر گیر — نشہ نامور شسوار دلیر
جہاندار ہو پنجا جو پر دہ کے پاس — تو یکدست ترکان ہو بے جواب
یہ چاہے تہا کیخسرو نامدار — کہ ننال سالار تو ران دیار
یہ ہے آرزو دستہا دل — کہ زابلستان بانسی ہے متصل
ہوا سیر روان سوے زابلستان — جہاندار خسرو لعیدر و شان
کیا پیشکش مال اسیار گنج — تہتن نے خسرو کو بیدر و درنج
نروی عنایت ہو فرمان اگر — تو مین پیشدمت رہون بے گہر
یہ بولا کہ اب تو سبے رہ سیان — دلیکن نو قت آنا دہان
کیا یون کہ ہان کیسوار دو — تو ملک ہزیت کو آباد و شاد
سجا ہ و حشم پھر سو سے تخت گاہ — رد انہ ہوا زابلستان سے شاہ

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران و ہومان با فوج گران مقابل پہلوانان و کشتہ شدن پیران و ہومان و شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کر کے گودرز کو ایک روز — لگا کہنے کیخسرو نیک روز
کیا نامدار ان توران کو پست — پھر شاہ توران کو دیکر شکست
بد اندیش نے کی ہی پھر جمع فوج — ہیو نچکر شتابی سے مانند موج
فرامرز سے یون کہا پہلوان — کہ تو جا کے اب سے ہندوستان
کہ توران مین گودرز جب پہنچے پاس — ہم آپہونچے ملحق دو فوج گران
سپہ لیکے گودرز جنگی سوار — روانہ ہوا سوے توران و یار
سنی شاہ توران نے جب یہ خبر — سپہ دیکے ہومان کو تیز و تر
دو لشکر مقابل ہوئے آکے جب — ہوا گرم بازار پیکار سب
مقابل ہوا پیزن نامدار — ہوئے گرم پیکار دونون سوار
سہ اران ترکان پریشان ہوئے — سہ فوج پیران گریزان ہوے

لگا کر سپہ رستم نامدار — سو ملک توران گیا چند بار
اور اسپے ترہی دست اہی پہلوان — سپاہ گران لیکے تو جا دہان
پراگندہ کر کے سپہ انبوہ کو — کہ تا فتہ کشور مین برپا نہو
تعاقب مین لشکر ہوا ملک کو — رہ نہد سے سوے چین آئیو
بندیر شتابی سے دلپذیر — سپہدار توران کو کیجے اسیر
یل بیزن و طوس و گیو جوان — گئے اوسکے ہمراہ بافوج شان
روان سوے گودرز جنگی گیا — عقب اوسکے پیران ویسہ گیا
گیا آپ ہومان سوے رزمگاہ — کہ گردان ایران ہو کینہ خواہ
ہوا آخر کار ہومان ہلاک — ملا ترک جنگی تہون و خاک
ہوا شاد گودرز جنگ آزما — نشہ نامور کو یہ اوسنے لکہا

کہ ہومان نے آخر بجنگی ہے جنگ
تو میدان میں کشتہ ہوا بیدرنگ
ہوئی فوج اوسکی تباہ و خراب
دلیران غازی ہوئے فتحیاب

اب آتا ہی پیران بصد فر و شان
برائے ساتھ جنگی سپاہ گران
تہتن اگر سپہ پنجے امداد کو
تو بہتر ہے اے خسرو نامجو

جا نمدار خسرو نے بہر اور فوج
روان بہر امداد کی مثل موج
کہا تہتن نے اے نامجو
مددگار گو ور نہ رکھا جا کے ہو

اور ہر گرد گو در زیر ان اور ہر
مقابل ہو نشکر ہوئی آن کر
ہوئے گرم پرخاش از ہر کمین
دلیران ایران و تو ران زمین

بہت جنگ واقع ہوئیں تا دو سال
ہوا سخت باہم جدال و قتال
بہت قتل ہوتے تھے ہر روز سو
نہ تو تا تھا کم لشکر جنگ جو

کہ ایران و تو ران سے بہر مدد
پھر نجتا تہا وان لشکر بعدد
ہوا کشتہ پیران بہر انجام کار
ہوئے قتل وان اور رہبی مدار

گئی فوج تو ران بحال خراب
حضور سپہدار افراسیاب
بسر ہوئی فتح گو در زکو
ہوا شاد و خرم یل نامجو

باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو بتوران و آمدن شیدا پسر افراسیاب بر سم رسالت و با خسرو تنہا در خواست جنگ کردن و کشتہ شدن از دست خسرو و بعد ازان با ہر دو لشکر محاربۂ عظیم میان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ تو ران نے جب خیر
کہ پیران دلیر یل نامور
ہوا کشتہ میدان میں روز نبرد
ہوا شاہ کے دل کو بہت درد

سیجا سپہدار شہ ریدہ حال
کہ دولت کا سیری اب آیا زوال
غمین دل ہوا چشم گریان ہوئی
بہت غم سے خاطر پریشان ہوئی

دل زار سے کھینچکر آہ سرد
لگا کہنے یوں شاہ مارنج و درد
کہ پیران ہمارا تہا بہت پناہ
سپہدار سالار تو ران سپاہ

ہوا غمسے پیران کے من سوگوار
خوش آتی نہیں مجھ زندگی زینہار
نہیں خواہش تاج و لو رنگ کا
کلہ خود اور تخت بیرنگ ہے

مجھو کام دنیا سے چین سے ہے کیا
زرہ اور جوشن ہی جائے قبا
نہ یوں جینلیک شاہ ایران سے کین
مجھے خواب آرام ہر گز نہیں

غرض اپنی مجلس میں اس کام پر
قسم کہائی اور جیت باندہی کمر
مگر فوج کے جمع آئین شاہ
ہوا اول اسی مصرف شام و پگاہ

سنا مژدہ نصرت فتح جب
ہوا خسرو نامور شاد و تب
گذر آب جیحون سے شاہ جہان
خوشی سی ہوا سو تو ران زمان

سمر قند اور بخارا مین بھی
تصرف کیا جا کے با صد خوشی
کئی اور بہی شہر تو ران کے
ہوئے قبضے مین شاہ ایران کے

ہوا ملک مین حکم شہ کا روان
بجا ہائے خسرو کا سیاب
ہوا فوج پیش سے محی شتاب

کیا شاہ تو ران نے پہر عزم جزم
بہت گنج رکھتا تہا افراسیاب
فراہم کیا لشکر بیحساب

جو انبوہ شد اکر تہا پہ پہ شاہ
روانہ کیا سوی خسرو شتاب
عقب اوسکے پہر آپ افراسیاب

شتابان ہوا ایلچی یکصد ہزار
شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
سیاہ گران تب روان کی ادہر

خردمند شہزادہ لہراسپ تہا
شتابان ہوا آپ بہی بعد ازان
پے ہنگ سالار تو رانیان

تھن بھی زابل سے پہنچا دین
ہوا شاد مان خسرو پاکدین

سہہ دار بہرام سے خوہ سال

آمایق ہو جاکے اوسکا تواب
خبردار رہ اوس سے ہر روز و شب

تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا

اگر تجھی تو یہ طرف سے خطا
وے قتل سیران کو ناحق کیا

کہ پیران شاہ ایہ ترا خسرو ا

کیا پرورش او نے تجھکو نہاہے
نہ آیا تجھے رحم زنہار روا سے

کہ ہے لشکر بکر ان پہ پاس

دلیران مرے شیر زندہ ہین
پلنگان و شیران کے درندہ ہین

کہ ناحق ہو خونریزی ہر دمان

یہ بہتر ہے اب آشتی ہو بہم
جو چاہی تجھے دونہین ہرگز دکین

کہ پیمان شکستہ منہو زنہار

تو فلیم توران سی جو سرزمین
کرین جانکی تیری ہیل و نہار

ترے واسطے ہیچ ہے اسکا مور

دلیران و گردان توران دیار
نہین عہد سے پہرین تب تلک

رہے تیری خدمت مین ہاضر ضرور

رہی میری طالب مین جان جبتلک
اگر صلح تجھکو نہ منظور ہو

تو پھر مجھسے تنہا مین پیکار جو

کرے کشتہ میدا نمین تو مجھے
مری لوز ہو ن سیر تجھکو سب

غلامی کرین تیری ہر روز و شب

جو فا لو بطا کچھ یہ نیرو ی بخت
کہ کہر اسپ کو شاہ ایران کہ دن

نہ زنہار دان فضل مین کچھ گردن

یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
تو یہ خسرو کو محفل مین بالا سے تخت

ستیزندہ ہوای نشہ زود اکرام

ہوا خندہ زن خسرو نامدار
دیا نامہ شیدا کو اوسنے شتاب

زرو لعنت و گنج و ملک و سپاہ

ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
بجا لاکے پیر سر نکر یہ و زدگار

کہا شاہ توران نے شید اسے سب

کرین اک تبا یہ لے فرود
ولیکن ہی سکا ردہ جز خصال

دل جان سے ہو نہین تجہیز نثار

ہوا جہز انکی فضل سے کچھ تمام
دکین سیاہ پیش سے سینہ ہو پاک

کرین جبتلک مین اوسکو ہلاک

شہ نامور کو یہ ہو بخی خبر
تہا یا اوسے شہ نے بنا امتیاز

نہ لایا یہ تیزی کی زنہار تاب

تو لایا یجا واب رسم و نیاز
لگا کہنے یہ خسرو ذو الکرام

مرے دلمین ہی درد ہا ہے کسن

سنی جبکہ گفتار شید اتمام
گیا شید ا پیر سو ے جای فرود

جب آیا حضور شہ نامدار

مکان اک تبا یا پرے فرود
زرو ملک گو ہر کری ہے عطا

پیام پدر دان کیا سر بیان

ہوا جہز انکی تجہیز دستمن مرا
ستمگار ہی مردم آزار ہے

یہ کہکر کیا اوسکو رخصت شتاب

دہ بیر حم مطلق یہ نگار ہے

لگا کہنے اے گرد فرخ خصال

لگا کہنے یہ خسرو پاکدین

دو فشکر مین جب فاصلہ کم ہو

خبردار رہ اوس سے ہر روز و شب

نہ یہ جور تہا اوسپہ ہرگز روا

وے قتل سیران کو ناحق کیا

خبردار مجھکو نہین کچھ ہراس

نہ آیا تجھے رحم زنہار روا سے

ولیکن نہین چارہ نہین یہان

پلنگان و شیران کے درندہ ہین

جو باہم ہو تو ان و قسم استوار

کہ ناحق آسودہ ہو یک قلم

زرو رنج و درد و ستم دار و تنگ زرے

جو چاہی تجھے دو نہین ہرگز دکین

سوا اسکے دایم مرا ایک پور

کرین جانکی تیری ہیل و نہار

اگر صلح تجھکو نہ منظور ہو

نہین عہد سے پہرین تب تلک

مری لوز ہو ن سیر تجھکو سب

تو فلیم توران سیارک تجھے

کہ کہر اسپ کو شاہ ایران کہ دن

توحان آفرین کی قسم ہے تجھے

تو یہ سے پرسے کہ شید اسی نام

کہ کر کتا ہو نہین بخت زور و ہنر

درو گو ہر و بخت و تاج و کلاہ

تو گو نہ نشین و مین ہر بند بند

ہوا نامہ شاہ تیار سب

نہ یہ ہن سر کار ہرگز زکہون

یہ عرض شید اسے نامدار

دلیرانہ کہیجے یہ وال و جواب

کرین قتل مین کینہ جگر تیز کین

تو خسرو کو محفل مین بالا سے تخت

دہ لیکر روانہ ہوا بس ادہر

دیا نامہ شید اکو اوسنے شتاب

یہ بولا سپہ دار افراسیاب

بجا لاکے پیر سر نکر یہ و زدگار

دعا اوسکے سینے مین بس بیسخن

ولیکن ہی سکا ردہ جز خصال

غرض پور سالار تو ران دیار

دکین سیاہ پیش سے سینہ ہو پاک

دلیرانہ شید انے کھولی زبان

تہا یا اوسے شہ نے بنا امتیاز

کہ من آخر و زد و نگا جواب

نگا کہنے یہ خسرو ذو الکرام

کیا نامدار و نکو شہ نے طلب

گیا شید ا پیر سو ے جای فرود

دے اوسکی اس مہربانی پہ داد

زرو ملک گو ہر کری ہے عطا

او سی خواہش صلح تنہا نہین

ستمگار ہی مردم آزار ہے

کہ مجھسے کرہ یا کہ شیدا سے رزم
جو مین اوسکو رخصت نکرتا ہین
دلیران یہ لے کر فراسیاب
لکھا نامہ کرتا ہے رنگ
کہ اک نامور تا بدر دن سے گر
تہہ ہودین یکدست ایرانیان
کہا سہراب رستم نے اے تاجور
کہا شہ نے خیدا کو بزرگر
وہ بولا کہ ہو دل مین یہ آرزو
یہ گفتار شکر ہوا شاد کام
لکھا یون کہ اب آگئے کہنہ جو
جہان آفرین گرچہ ہر بار ہے
تو ہے مثل شیر ژیان گرد لیر
تری شیدا نے مجھسے چاہی ہنر و
ہوا پاسخ نامہ تیار جب
ولیکن یہ شیدا سے کہنا ضرور
وہین قارن گرد آیا دہان
کہا سنکے شیدا نے اے ہوشیار
مرے ساتھ اگر تو کبھو ہنر و
سحرگاہ شیدا دلاور سوار
لگا کہنے یون شیدا نامدار
کیا زور ہر چند شیدا نے پر
کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر
کر پاک تم یکے مشک گلاب
جہاندار کا نامہ اوسکو دیا

ولیکن مدد کا کرے کون عزم
تو گر آرماں مجھ پہ شمشیر کین
مرو رہے ایشاہ گردون جناب
تو غیرت سے شیدا سی ہو گرم جنگ
ہوا کم تو ہر گز نہین کچھ خطر
قیامت ہو پھر ایک برپا وہان
سحرگاہ شیدا کو رخصت تو کر
کہ رخصت کیا تجکو ای نامور
کہ ایشاہ تو مجھسے ہو زرم جو
گیا شیدا پھر وان جہان پہلوان
رہا کچھ نہین در جہہ گفتگو
ادر اقبال مردولت مددگار ہے
تو ہین ہون ہزبر ژیان گرگین شیر گیر
انہین مین ہون نامور گرد ہون مرد
کہا شاہ نے گر دادرون سے تب
کہ اب باپنے تیر ای دلشکوہ
کہا سنکہا جو شہ نے کیا وہ بیان
تو کل جا بیو دیکہکر کارزار
مدد کو پہونچے کوئی ادمرد
جو میدان مین آپائے کارزار
مجھے جیسی نسبت ہی ای نامدار
نہ ہرگز ہلا خسرو نامور
ہوا غرق خون شیدہ نامور
مرتب کر بفرمود سی شتاب
زمانی یہ احوال ظاہر کیا

غرض سرخ شیدا کی تہین سرد و خشم
یہ خسرو نے کیکر ارادہ کیا
نہین بکر سے خالی ادسکا بخن
اگر ہو وے میدان مین شیدا ہلاک
مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند
تو رہنا تو مشکل آتش ہو تیز
عقب ای سکا نامہ کا لکھکر جواب
کہا تو نے جو کچھ سو ادسکا جواب
کہا شہ نے اے جہانور آج یہان
سپہدار تو ران سے پیغام کا
تو دنیا ہی جو گنج تو ران دیار
تو او رنگ و بہیم و اغلیرث و زر
خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ
کہ شیدا سے لیکر کسی شخص کو
سوشاہ تو ران شتابان تو ہو
یہ چابا کہ ہو کام تیرا تمام
کہ دفت سحرای خسرو اکرام
کہ سے سنہشہ کو ہی عار و ننگ
گیا سا سنو مثل شیر غرین
بہم گرم گشتی ہوے مثل شیر
کہ شیدا کے اپ تن کو ہم جان
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان

سپہدار نے جب سنی یہ خبر — کہ کشتہ ہوا شیدۂ نامور — جہان سے ہوا یکقلم ناامید
نہ ہرگز فکھانا سکا کچھ جواب — کیا گرد قارن کو رخصت شتاب — کیا دلعین ہرگز نہ صبر و قرار
سوی شاہ ایران پہر افراسیاب — روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب — شتابان و بارندہ محشر ہوا
بہت جہد تورانیان نے کیا — کہ دل مین بہرا کینہ شید لگا تھا — لڑے ترک خونخوار دل کھولکر
ہوا بحر خون عرصہ رزمگاہ — ہوا لشکر ترک آخر تباہ — نہ میدان مین اک گرد توران بچا
یہ چاہا کہ دیجے دلیرانہ جان — بزور و اوسکی مردم نے موری عنان — گیا آخر کار افراسیاب
مظفر ہوا خسرو نامجو — گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب — سعادت نظر سے ہوئی نا پدید

مرا بیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران باران

کیا ریگ آسو سے افراسیاب — گرزان سوے لشکر چین شتاب — حرا بانبر بہی خسرو تعاقب کنان
بصد عجز خاقان نے بھیجا دہن — زر و گوہر و گنج و تاج و نگین — فرستادہ پیشکش لیکے جب
کہا تاب چسرو نے خاقان اگر — کرے شاہ توران کو چین سے بدر — تو بہتر ہے در نہ دہ ہوگا تباہ
فرستادہ پہر پیش خاقان گیا — پیام شہنشہ مفصل کہا — یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر
کیا چین سے پھر سوے لشکر ان زمین — عقب راہ سکی پہونچا نہ پاکدین — وہان سوی بلی راہ دشت فرار
جہان جا سکے تہا نشاہ افراسیاب — پہونچا تہا دان خسرو کا سیاب — نیائی کہین اوسنے جاے قرار
ملف جو فوج ترکان ہوئی سر بسر — گرفتار آے بہت نامور — نہ مسکن ہا شاہ توران کے پاس
نگاہ پھر نے تہا بصد اضطراب — پریشان تنہا پھیر و خواب — سو شہر پر بوم کوئی غار تہا
رہا جا کے وان خانہ برگشتہ بخت — نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت — ستم سے زمانہ کے نا شاد تہا
فریدون کی تہا نسل سے اک عزیز — ملک زادہ ہوم صاحب تمیز — سر و اسکن کوہ نزدیک غار
سنی شب کو آواز افراسیاب — اوتر کوہ سے ہوم آیا شتاب — جدہر سے کہ آتی تہی ہر دم صدا
سنایہ کہ کوئی بہ ترکی زبان — یہ کہتا ہی با چشم تر ہر زمان — کہ ای شاہ توران با چین مین
کہان وہ دلیری و جاہ و حشم — فلک نے کیا تجھپہ جو ر و ستم — کہ تنہا بایان مین آیا تو آہ
یقین او سنے جانا کہ افراسیاب — کری ہے فغان یا دو چشم پر آب — یہ تنہا اوسکی بیداد سے درد مند
بے انتقام اوسنے جانا نہی کمر — کیا صبر ناصح نے جو لوہ گر — ہوئی صبح تا بندہ جب آشکار
پکارا کہ اے شاہ افراسیاب — دعا تیری یکسر ہوئی مستجاب — خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے

ز نامدار نیامد سکے بسراب — بیامد کہ ہنگام بفتور طرب — بدادہ بسے اسپ و بر و لغم
ہمہ لشکر آمد بکشتی دمان — نگہی ہوئے نکشتی دمان پر بہم — بسے گرد انگیزہ پیش گرفتہ درست
کسیا چرخ پرزہ درنے نمانے بدست — بزمانے کاہر گز نخفتین اعتبار
کسی کا نہین چرخ گردندہ یار — فتوح کنان ہو کے بولامد یون
مرہ دست دیا کو کئی ریہ کہ دین — جہاندار نوذر شہ نامدار
سیاوش سپہدار عالی تبار — مرے سب بزرگان فرخ نہاد
کہ تھے نامدار و فریدون نژاد — ترے جو رسی مین گریزان ہوا
کہ تو کوہ و صحرا شتابان ہوا — رہا آ کے بالاے کوہ بلند
کہ تا مجکو ہو پیچ نہ تجھسے گزند — رہے مجھ تہتن فرستان دہر مین
کہ تا جا کے آباد ہون شہر مین — ذرا کر حقیقت تو اپنی بیان
کہ کیونکر تبہ ہو کے آیا یہان — شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو
سو گفتا جو رہے کہ بدخواہ کو — پذیرانہ ارسے کیا یہ سخن
کشان لیگیا پیش شاہ زمین — سر افراز ایساب حقا پیشہ کا
کیا تیغ بران سے سر نے جدا — کیا کشتہ کو خیمہ آبدار
اوا پہر کیا لشکر یہ رو بکار — جو مستخیر سب ملک تورا ن کیا
تو خسرو نے پہر قصد ایران کیا — علو نیا کر کوشت و دشنان سے
بدا ندیش ہون ہو در تورا ن سے — جہاندار کاؤس کشور کشا
زر دی مسرت گیا پیشوا — کیا یون بامداد لطف کریم
میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم

رحلت نمودن کیکاؤس از جہان فانی بملک جاودانی و برتخت نشستن کیخسرو

ہمانا ہین ہیچ ذات پرو ردگار — نہین ہی کسیکو بقا ازنہیار
جہاندار کاؤس با بخشم — شتابان ہوا سوے ملک عدم
سر تخت شاہنشہی بعد گران — ہوا شمل خود رشید علیہ کنان
ہوا ہفت اقلیم بیکمگران — ہوا ایسکی تشنگی سے خرم جہان

نگایا زر و رایک مشت آن کر — وسے ہوم نے خوب پیچا نکر — بدادہ بسے اسپ و بر و لغم
وے نہا گر فتار زیر دی نخت — کیا شاہ تورا ن نے خورد و سخت — بسے گرد انگیزہ پیش گرفتہ درست
کیا پر گر فتار از رو ے کین — وہ تھا ہوم نے اوسکو بیگانہ بین — زمانے کاہر گز نخفتین اعتبار
کہ سے سر بلند و نکو یون پست آہ — کہ سے نامدار و نکو دم مین تباہ — فتوح کنان ہو کے بولامد یون
کہا ہوم نے تو ہے بیداد گر — بھلا مجھسے کیا مجکو پہنچا ضرر — جہاندار نوذر شہ نامدار
مسوا انکے تہی اور شہزادگان — جو انہم و اغریرث پہلوان — مرے سب بزرگان فرخ نہاد
نہ آیا تجھے رحم زنہار آہ — کہ تو نہین تہتن تو نے کیا بیگناہ — ترے جو رسی مین گریزان ہوا
کہ ہر گز خدا کا نہ تا تجھکو باک — وگرنہ مجھے بھی تو کرتا ہلاک — رہا آ کے بالاے کوہ بلند
کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم — دعا مین یہ کرتا تہا مین صبحدم — رہے مجھ تہتن فرستان دہر مین
تجھے اب اگر قہر سیر کیا — جو چاہا ہون تہا مجھکو خدا نے دیا — ذرا کر حقیقت تو اپنی بیان
نشان جسرو نامور کا دیا — بیان ماجرا اوسنے یکسر کیا — شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو
نہ لیجا حضور شہ نامور — وہ بولا کہ تو مجکو مار ین قتل کر — پذیرانہ ارسے کیا یہ سخن
کیا لطف سے ہوم کو سر بلند — ہوا شاد کیخسرو دادجسند — کشان لیگیا پیش شاہ زمین
کہ شافیہ ین اوسکو یہی زود تر — ستمگار کر سیور کینہ ور — سر افراز ایساب حقا پیشہ کا
لیا بند سگالون سے اب انتقام — کہ تو ران مین تو اوی میل نامجو — کیا کشتہ کو خیمہ آبدار
ہوا رونق افزای تو ران زمین — کہ تیری عنایت سے اے ذوالکرام — بوستخیر سب ملک تورا ن کیا
بہار نشاط آمد و کام و نام — ہوا حکم یون رستم گرد کو — علو نیا کر کوشت و دشنان سے
بفتح و ظفر پیشہ پاک دین — بدا ندیش ہون ہو در تورا ن سے — جہاندار کاؤس کشور کشا
خوشی سے بجنگیر با ہم ہوے — زر دی مسرت گیا پیشوا — کیا یون بامداد لطف کریم
بہ نیرنگ گل تازہ خرم ہوے — میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم
ہوئی جمع خاطر بفضل خدا — مخالف سے خون سیاوش لیا

ندی ہاتھ سے شاہ نے زنہار — رکھا عدل سے کام لیل و نہار
پس از مرگ کاؤس ہفت سال — رہا ہلکان شاہ فرخ خصال
امور خلافت سے رکھا نہ کام — کیا اہلکاروں کو مالک تمام
بزرگان ایران گئے پیش شاہ — یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
کر حق پرستی مین شب کو بسر — کرو کار دنیا بوقت سحر
یہ ہے آرزو میری شام و سحر — کہ دار الفنا کو کروں مین سفر
دلیران و گردان ایران زمین — ہوئے سنکے دلگیر و اندوہگین
یہ سنکر وہ ایران مین آئے دوان — گئے پیشوا جملہ نام آوران
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا — کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا
ہمین اوس مکان مین ہمین یار سے — نہین اوسکو ہے سروکار سے
شتابان ہوئے سوئے شاہ جہان — کیا آکے بیرون پردہ فغان
یہ پوچھا کہ کسطرح آئے یہان — وہ بولے کہ اہی بادشاہ جہان
کہانشہ نے یون کاہی ملان دلیر — ہوا مین تو دنیا و دولت سے سیر
غرض جب وہ کوشش ہی بیسود ہم — کہ تا جمع ہوزا و راہ عدم
توخیرات ہر روز و شب کیجیے — فقیرون و مسکین کو زر دیجیے
وہ بولا کہ مردم ہی نفرت مجھے — سنی جب یہ صدا یہ یخ جب
نصیحت ہوئی جب نہ کارگر — تو خاموش ہوے رستم زال زر
یہ ہی آرزو جی ہی یہ چاہتا — کہ زنہار ہو نہین تجھسے جدا
شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا — کہ جاہی گرمان سے مین جاونگا
یہ سنکر وہ دونون یل نامور — برآمد ہوے دان سے چشم تر
یہ زاری و فریاد سنکر وہین — برآمد ہوا خسرو پاک دین
نہین چاہی اسقدر درد و رنج — کہ ہی فتنی یہ سر آسیب پنج

میسر ہوئی خلق کو ایمنی — ہوا شہ کی وہ وقت سے مرد غنی
عبادت پہ مصروف ہر زال ہوا — سعی حق پرستی وہ مایل ہوا
ہوا جملہ تہنا شہ نامدار — عبادت مین مشغول لیل و نہار
نہ یکبار ہو نخت شاہی سے دور — کیا چاہی سلطنت کے امور
لگا کہنے خسرو ہوا اب ہین پیر — نہین کچھ تمنائے تاج و سریر
کرون سلطنت کا مین کیا کاروبار — کہ مایل نہین دل اوسپر زنہار
طلب رستم زال زر کو کیا — مفصل یہ احوال اونکو کہا
بیان نامدارون کے پہلو مین کیا — کہ اے پہلوانان کشور کشا
مقرر کیا ہی جدا اک مکان — شب و روز رہتا ہی خسرو وہان
ہوئی اس حقیقت سے آگاہ جب — ہوا رستم زال کو رنج تب
شہنشہ نے آواز سنکر شتاب — کیا اوس مکان مین ہمین بار یاب
تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم — دوان آئی ہم با دل پر الم
مجھے قصد زیدان پرستی ہی اب — عبادت مین مشغول ہون روز و شب
یہ پاسخ دیا پھر کہ اے بادشاہ — جو ہی خواہش تو توشہ زاد راہ
عبادت سے بہتر ہی شاہ جہان — تو چہ ہی لازم سوئے مردمان
اگر نزد یک تر آئے ایام مرگ — مہیا تو کر ساز ہنگام مرگ
ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد — کہ مین ہی ہون شاہا بہت سالخورد
تری ساتھ مین ہی ہوئی گوشہ نشین — کرون یاد ذکر جہان آفرین
اگر دل جو کو تو نفیحت مان اسطرح — ہوئی خوب ہے شب مذا جسطرح
اونہین دن بکیکر جملہ ایرانیان — لگے کرنے فریاد و شور و فغان
ہر اک کی شہنشہ نے کی دلدہی — کہا یون کہ غصے کرو دل نہی
سبھلا اب ہین شاہان شیر ژیان — جہان سے گئے ہم بھی جاوین وہان
شبستان سے سوئے بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت دنیا را و تاج و تخت شاہی و بلہراسپ سپردن و خود در یک چشمہ رفتن و از انجا غایب شدن

جہاندار خسرو نے روز دگر
کئے جمع ایران کے خوب نامور

فقیران مسکین جو تھے شہر مین
کیا اونکو شہ نے غنی دہر مین

کیا شہ نے پھر ترک جاہ و حشم
رہا کچھ نہ یاد دولت کا نام

ہوا گرد گو در زادوس کا وزیر
کہ تھا دانش آگاہ وہ مرد پیر

کیا ملک تقسیم پھر سر بسر
ہوا صاحب ملک ہر نامور

تمہارا ہی نہر اسپ ایا فشاہ
اطاعت کرو اسکی شام و پگاہ

ہوے یکسر آشفتہ ایرانیان
یگفتار لرزاں زبان ریگ کہان

جو موبد ہی پور فرخندہ بخت
تو پہنچے نہ داماد کو تاج و تخت

کہ خسرو نے جسکو کیا بادشاہ
یہ لازم ہی ہمکو کہ شام و پگاہ

کہ گر خاک کو تو تو اے شہریار
تو ہم سر جھکا دین زر و سیم و زر

شجاع و کریم و خلایق نواز
سزاوار شاہی ہی وہ سرفراز

کیا ہی سمجھکر اوسے سرفراز
کہ ہی یا زاد اعداد و موبد شیار

پرستاری شاہ عالی تبار
دلیران گردان نے کی اختیار

مجھے خواب مین چشمہ آیا نظر
شنا بندہ ہونا ہون یان سے اودھر

جب آگے گیا خسرو ناجو
تو رخصت کیا رستم زال کو

پے بیژن و گیو و گودرز بھی
وہ گستہم و طوس و فریبرز بھی

سر چشمہ جسدم کہ خسرو گیا
تو دان غسل شاہ جہان نے کیا

سو خانہ یان سے روان ہو شتاب
کہ ہو گی یہان بارش بر دف آب

یہ کیکر گیا چشمہ آب مین
نشان پیر نہ شہ کا ملا خو بہین

پھرے ہوا نے ناچار گریہ کنان
فریبرز نے پھر کہا یون کہ ہان

مگر گرد گو در زخ فرخ سیر
روان اوس مکان کی ہوا پیشتیر

نمایان ہوا ابر تاریک تر
ہوئی بارش ایسی پھر اسقدر

فریبرز و گستہم و طوس جوان
یل گیو اور بیژن پہلوان

تہ برف یکسا رگی دب گئے
سبھی جہان عدم سدھ گئے

تو پھر اوسنے بھیجا کسی کو ادھر
کہ لیجاے نام آور نکی خبر

عطا کی وہین بخت بیکران
ہر اک کو جہان مین کما کامران

برادر مہ ہوش شاہ گیتی فروز
رہا دل سے مصروف نا ہفت روز

ہوا سب سے فارغ شہ تاجور
دیا تاج و اورنگ پھر اسپ کو

کیا گیو کو شہ نے سالار فوج
کہ دیکھا اوسے لایق کار فوج

لگا کہنے پھر خسرو پاکدین
کہ اے سرفرازان ایران زمین

فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا
کہ فرمانبری تو بھی کیجو سدا

سنی جب یہ گفتار ارمانیان
سپہدار پھر اسپ داماد ہے

کہ کرن تبد کی اسکی چون و چگان
کیا یہ سخن زال نے تب بیان

کہا شہ نے جو کوئی ہو داد گر
یہ کیکر کیا پیش خسرو بیان

یہ لہراسپ اولاد ہوشنگ سے
خرد مند دانا و صاحب ہنر

یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد
جو انمرد باداد فرہنگ ہے

لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو
بزرگان ایران ہوے کے شاد

وہان جاکے دونگا مین جان و جین
کہ جاکر سوی شہر اے تاجور

ہوے وقت رخصت وہ گریہ کنان
یہ کیکر روانہ ہوا پس وہین

نہ رخصت ہو رہ سے نہ ہمیار
ہوا پیشتر وان سے خسرو روان

کہا سب سے وقت جدائی ہی اب
گئے ہمرہ خسرو نامدار

چلی باد و ہم مرہ بہت تند و سخت
خدا سے مجھی آشنائی ہی اب

ہوا برف سے کندہ یکسر درخت
ہوا ریخ سے کندہ یکسر درخت

نوب نامداران ہوے نا امید
نوب نامداران ہونگے نا امید

فرد آے پھر نامداران تمام
فرد آے پھر نامداران تمام

کہی خواب مین پھر وہ گردنکشان
کہی خواب مین پھر وہ گردنکشان

ہوا بلکہ روی زمین نا پدید
ہوا بلکہ روی زمین نا پدید

گئے ہمرہ شاہ تیغ جسقدر
گئے ہمرہ شاہ تیغ جسقدر

نہ زنہار کوئی وہان جب گیا
نہ زنہار کوئی وہان جب گیا

کہ مردہ ہین سب زیر برف گراں
کہ مردہ ہین سب زیر برف گراں

یہ ہی رسم و آئین چرخ بلند — کہ گاہ ہر کسی را دہد گہ نہاد

جلوس لہراسپ شاہ بر تخت شاہی

اب آتا ہوں عین سوئے اپنے شاہ — تسکو نہیں ہے جہان مین قرار

رکھا سر پہ لہراسپ نے تاج زر — رکھا خلق کو خوش بعدل و ہنر

ندی ہاتھ سے رسم گنجینہ وہی — دلیر و شجاع و ہنرمند تھے

جہاندار کے چار فرزند تھے — کہ لہراسپ کے ساتھ منسوب تھی

یہ دونون تھے دختر کیکاؤس کے — ولادہ جوان شاہزادہ دلیر

ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر — نمایان تھی چہرے سے فرخندہی

وہ تھا لایق تاج و فرماندہی — رکھی تھا اوسے شاہ ناچار خوار

موافق نہ تھا شاہ سے زینہار — کہ لیجا سواران جنگ آزما

زریر و لاہور کو شہ نے کہا — اودہر کو نفخص کنان یہ گیا

جدہر کو گشتاسپ بہ تنہا گیا — یہان سے ہواب سوئے ایوان روان

سمندر عزیمت کی ہیر و عنان — نہین ہمچو او ترجمہ کچھ مہربان

کرے ہ وہ تو قید کا تو سیان — نہ زنہار پیش پدر آونگا

وگر نہ کہین مین نکل جاونگا — خوشی سے سوئے خانہ اپنے روان

پھری پھر ہان سے وہ دونون جوان — تو ناچار گشتاسپ جنگی جوان

جو آیا نظر شاہ نامہربان — گیا اوسکے دنبال لشکر سیاہ

زریر و لاہور و نفیر مان شاہ — سو رہ دم ہو پنجاہ وہ مرد دلیر

سو خانہ ناکام آیا زریر — تو پھر سوئے دیوان قیصر گیا

ستاع و زر و مال جب ہو چکا — نہین ہے تو نیزہ وہ دکاریان

کہا اہل دفتر نے یون بیچوان — سوئے خانہ سارباناں گیا

وہ پھر کتنا نہ تھا قوت اک روز کا — کہلا کر کیا خرم و شادکام

دہین مہتر سارباں نے طعام — گیا سوی آہنگران بشتاب

ہوا جب بہ گشتاسپ ان کا سیاب — حوالے کیا تیک آہنگران

کسی نے اوسے دو مہین ٹہلا کر وان — کہ نقصان اودسکا سراسر ہوا

نغنساک آہنگر اوسپر ہوا — سپہری ہی سد اگردش روزگار

بزرگان ایران ہوئے شاد و شاد — کہ زینہ ہ ہو جسکو تاج و کلاہ

نہر مند و دانا شجاع و دلیر — سر پر شہی پر ہوا جلوہ گر

خبردار آداب و قانون سے — بزرگان ایران ہوئے شاد و شاد

جوانمرد گشتاسپ ہر باب مین — نہر مند و دانا شجاع و دلیر

دل شاہ سے اسلئے دور رہتا — خبردار آداب و قانون سے

گرزان ہوا اوسسے ہندوستان — جوانمرد گشتاسپ ہر باب مین

شتابان ہوا پھر زریر جوان — دل شاہ سے اسلئے دور رہتا

زریر اوس سے بولا کہ اے نامدار — گرزان ہوا اوسسے ہندوستان

نہین میری پیش پدر آبرو — شتابان ہوا پھر زریر جوان

تو حاضر ہو عین چلے پیش پدر — زریر اوس سے بولا کہ اے نامدار

کہ ہو عین کفیل اوسکے کام کا — نہین میری پیش پدر آبرو

نہ ہر گز کیا اوس نے کچھ التفات — تو حاضر ہو عین چلے پیش پدر

شتابانہ طرف بیابان ہوا — کہ ہو عین کفیل اوسکے کام کا

دلیکن بنایا کہین کچھ نشان — نہ ہر گز کیا اوس نے کچھ التفات

لگا صرف اوقات کرنے مدام — شتابانہ طرف بیابان ہوا

یہان چاکری کا مین جو بینہ ہ ہون — دلیکن بنایا کہین کچھ نشان

مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام — لگا صرف اوقات کرنے مدام

ارادہ کیا چاکری کا وہان — یہان چاکری کا مین جو بینہ ہ ہون

ہمین ہے نہین خواہش سارباں — مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام

ہر اک کام مین خوب محنت کرون — ارادہ کیا چاکری کا وہان

کہ نداں خکستہ ہوئی اور نہ تپک — ہمین ہے نہین خواہش سارباں

کیا وہ رہ وکان سو اپنی وہین — ہر اک کام مین خوب محنت کرون

کہ نداں خکستہ ہوئی اور نہ تپک

کیا وہ رہ وکان سو اپنی وہین

غرض وان سے گشتاسپ نالاں گیا
سوی دخت باچشم گریاں گیا

کہلایا طعام اونسے بیجا کے سیر
لگا کہنے دہقان سے مرد دلیر

کہ نسل فریدون سے ہی بیجوان
اقامت گزین ہین مرو دون

لگا کہنے یہ سرور ارجمند
تو اور ہین ہون یہ بیجدی ہے شومند

یہ کہکر لگا رہنے دہقان کے گھر
وہان اونسے کی ایک مدت بسر

یہی رسم تھی قیصر روم کی
کہ دختر شہ کشور روم کی

فراہم وہان ہوتے تھے شاہزاد
جوانان خوشرو دی فرخ نہاد

کتابون تھی اک دختر شہریار
ہوئی جبکہ بالغ سب گلعذار

بولائے جوانان عالی گہر
ملکزادگان مخجستہ سیر

اوسے خواب آیا نہایت بفرخ
کہ یکمرد خوشرو سے باکروفر

قیصر بیچ میں ہی اوسکے ایوان کا تخت
تراحضت ہوگا وہ فرخندہ بخت

مدیکھا جوان کوئی اوس شکل کا
کہ جسکا تصور کتابون کو تھا

اوسے دخت نے دستہ گل دیا
سحرگاہ بہر یہ منادی کیا

وہ دہقان وہ گشتاسپ فرخ جوان
کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان

کہ مجلس مین قیصر کی آؤ چلو
کہ شاید نصیب اپنے وہ دخت ہو

الغرض وہ دونون جوان
کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان

گئے پہنچکر اون مین وہ دلربا
کہ تھی اوس جوان کی مجسم جو

اوسے دستہ گل جو دیا کیا
گئی پہنچ ستیان مین وہ دلربا

خدا جانے کیا اوسکے جی مین تھا
نہین ہمکو معلوم ذات وصفات

کہا یون کہ کہتی خدا پر نظر
جو چاہی کرے داور دادگر

لگا کہنے پھر قیصر نامجو
اگر خوب تحقیق اسبات کو

گئی پیش گشتاسپ فرخ خصال
ہوا جاکے اوس سے وہ پیمان حال

یہ احوال سنکر گئے مردمان
کیا پیش قیصر مفصل بیان

کیا عرض پھر مردمان نے یہی
میان اوسکے رخ سے ہویدا رہی

نہ ہرگز دیا شہ نے کچھ یان دیر
کیا بلکہ دونون کو گھر سے بدر

کیا رحم دہقان نے یہ دیکھکر
وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گھر

کہ تو کون ہے کیا ہے تیری نژاد
یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد

کیا کار دہقانیان اختیار
نہین کچھ مجھ گردش روزگار

کہ ہنگ کی نسل سے ہی جوان
ولے ہون ستمدیدہ چرخ دون

ہوا یار اقبال انجام کار
مہیا وہ کرتا تھا جشن طرب

جو ہوتی تھی بالغ بصد لطف و تب
اوسے شوہر اپنا وہ کرتی زمین

جسے چاہتی دختر نازنین
مہیا کیا ایک جشن نشاط

نہ تھا وہ نے تب بعد انبساط
نہ آیا پسند اوسکو اک نامدار

جو دیکھے کتابون نے سب یکبار
نہین اوسکے روکش کوئی مہ جبین

غریبانہ آیا ترے شہر مین
دکھائی کتابون کو سب نامور

نہ روم نے پھر بھی رفرزگر
نظر اوسکو آیا وہ عالیجناب

در بار رات کو وہ دخت جواب
سمانے لگی اوسکی چشم سحاب

کہ ہان جشن مین آج اوسنے سبھی
جو انمرد گشتاسپ سے یون کہا

منادی کی دہقان نے شکر صدا
میسر ہو جمعیت و کر و فر

فرح شاہد و دولت آویختہ
پڑھی جبکہ اوس نازنین کی نظر

رسد شاہ گشتاسپ فرخ سیر
ہوئی بیخود و رفت از خویشتن

یہ کہکر وہین دختر دلستان
لگا کہنے یون کہنیکو سنکے آہ

غضبناک سنکر ہوا بادشاہ
یہ چاہا کہ دختر کو کیجے ہلاک

ولیکن اسیر دون نے بخوف و باک
سناسب نہین عہد کا توڑنا

نہین خوب آئین سے سنہ موڑنا
کہ یہ کون ہے ذات سے اسکی کیا

تفحص وہین مردمان نے کیا
وہ بولا کہ اسہر آیا ہون پسر

خفا باپ سے ہوکے آیا ادھر
نہ زنہار قیصر نے باور کیا

کہا قصہ یہ دختر نے پرخواش کا
نہ کچھ عذر یان پیش ہرگز گیا

بندہا مقدم گشتاسپ سے دخت کا
کتابون و گشتاسپ فرخ بہم

لگے رہنے دیر آنجمن لاجرم

گذر کرکے دریا سے گشتا شاہ
غرض قوت ہر روز پنجیر تھا
ہوا وہ جوان اونکے جی اسکا
کہ بیٹے بین اک گرگ خونخوارے
ہوا اوس سے ہرگز نہ عہدہ برا
گیا سنکے حیرت مین وہ ماجو
کہ تنہا دلیرانہ ہر صبح رام
گرا بس سے تو خواہان امداد ہو
گذربان بی ہمراہ اوسکے گیا
پدیرا کیا مرد نے یہ سخن
گذربان و مرزبن بی ہمرہ گئے
طرح نیزہ کی گرگ نے دور کر
گذربان و مرزبن شاخوان ہوے
وہ کہنے لگا کسقدر تھا یہ کام
ادا مین نے کی شرط ہی بادشاہ
وہان گرگ کشتہ جو آیا نظر
کہا شہ نے اہرن سے یون بعد ازان
ہوا دلبن اوسنے وہ انیثہ ناک
کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو
یہ سنکر حضور اوسکے اہرن گیا
تولا کرکے تیار اب ایجوان
ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا
کئے جب چہل تیر اسنے رہا
دہن مین کیا اوسنے ہر تیر کے روان
وہ دندان تیز اوسکے گذرہ کئے

نشکار ایک گورخر کا پگاہ
پر اگندہ خاطر تہا دلگیر تہا
کہ تجھ اقربا سے شہ نامدار
رسانندۂ رنج و آزار ہے
تلافی نہ کچھ کر سکا مین ذرا
کہ کیونکر کرون قتل اوس گرگ کو
سود شت جاتا ہی ہر صبح و شام
ملا دی نہ خاک خون گرگ کو
یہ گشتاسپ سے جا کے اوسنے کہا
دلیرانہ روز و گر پہلوین
دلے راہ مین خوف سے رہ گئے
دہن پنجہ مارا جو اسنے پر
ہیبت دلین سب سر و رشتہ دان
کہ اپنا کرون آنشکار ایسن نام
مجھے دیجیے وہ خنجر تیز نام
توجہ ان رہا فیصلہ نامور
کہ ہی کوہ مین ازدہا ہے وہان
کہ کیونکر کرون ازدہی کو ہلاک
کیا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو
بیان اوس سے اپنا کیا برملا
کہ قاتل ہو ازدہاے دہان
مقابل ہوا آن کر ازدہا
ہوا ازدہا خستہ سہرا بہ پا
دہن مین لیکے پہر ایک سنگ گران
خوشی سے وہ اہرن کو للکارتے

گذربان کو اک حصہ دیکر رام
وہ دختر شہ روم کی در ثمین
جوانون کا مرزبن اہرن تہا نام
کیا ملک کو اوسنے یکسر تباہ
کرے تو اوسے قتل گر انجوان
گذربان نے کی زور اوس سے کہا
کرے ہی نشکار اک گورکلان
ہوا شاد مرزبن یہ سنکر سخن
کہ اے نامور گرمرا ہو تو یار
سو گرگ جنگی شتابان ہوا
گیا سلسلے گرگ کے وہ جوان
دلاور جوان نے یک ضرب تیغ
کہا پہر یرمزبن نے اہنامدار
حضور شہ روم مرزبن گیا
زبادر کیا شاہ نے زنہار
پہر ایفای وعدہ کیا باخوشی
اگر کشتہ ہو تجھسے وہ ازدہا
گذربان نے احوال گشتاسپ کا
بیان اوس سے گشتاسپ نے خوش ہوا
لگا کہنے گشتاسپ یاری تبار
گیا اور لایا وہ خنجر وہین
وہین سے وہ ہر دم تہا آتش فشان
وہین خنجر تیز پہر زود تر
کیا خستہ مغز سر ازدہا
وہ پیش شہ روم آیا دوان

سوی خانہ لاتا تہا وہ دوالکرام
پر پنجہ خور شید رو حبہ حسین
یہ مرزبن سے بولا شہ ذوالکرام
گیا مین کئی بار لیکر سپاہ
تو پہر دون تجھے دختر دلستان
کہ گشتاسب داماد سلطان کا
دلیر و تومند ہے وہ جوان
گیا پیش نام آور پہلوین
تو ہو شاہد مدعا ہمکنار
نہ زنہار دلین ہراسان ہوا
تو دیکھا کہ ہی شیر سی بی نکلان
دو پارا کیا اگرگ کو بیدریغ
تو نام آنیاست کیجیو آشکار
کہا گرگ کو قتل مین نے کیا
گیا سوے صحرا شہ نامدار
وہ دختر پہ پنجہ مرزبن کو دی
تو حامل ہو دلکارتے مدعا
بیان پیش اہرن مفصل کیا
کرے ازدہی کو بھی دم مین ہلاک
کہ اک خنجر تیز دندانہ دار
یہ کہکر گیا سوے کوہ برین
خذنگ گمنان تہا یہ جوان
سر نیزہ گشتاسپ نے باندہکر
نشان ازدہی کا نہ ہرگز رہا
کیا جا ازدہی کا بیان

وہ دندان دے تیر رودم کو | تعجب میں آیا شہ نام جو | نہ باور کیا پہر سخن ز نہار | گیا جانب کوہ ہو کر سوار
جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر | تو اہرن سے کہنے لگا تا جور | کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان | کہ زادِ کیان سے ہو مایوئی یان
کہ جینے یہ کار نمایان کیا | تو ہرگز نہیں قاتل اژدہا | وہ بولا کہ اے سرور سخن | نہ زنہار تو اب ہو یہ ظن تجھ کن



پر جس خواجہ کہ ہوتی وہ ادا | شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا | بیان کی یہ گفتار اہرن نے جب | ہوا فیصر روم نا چار سب
غرض ہمرہ اہرن نام جو | کیا اتحاد اس ستمگر کو تو | کتابون کی اور ساتھی ایک زن | یہ اوس سے لگی کہنے وہ سیمتن
کہ ہے قاتل گرگ دمار سیاہ | ملکزادہ گشتاسپ ما بزرجمہ | گئی وہ کتابون کی ماں کے حضور | لگی کہنے یوں ہا بزرادان سرور
وگشتاسپ داماد تیر اکلان | شجاع و دلاور رسما دلیر جوان | جو مرزن واہرن کا یاد ہوا | تو سیر رسا تو کا یکسر ہوا

غرض ہوش و حواس و رنے خوف ناک — کیا گرگ ور از دہ ہمی کو ہلاک — کتابوں کی ان نے یہ قصہ تمام
یہ سنکر شہ روم کہنے لگا — مجھے روز اول یہ معلوم تھا — کہ زیر سپہر برین خرکیان
نہوں جسکے چنگل سے گاہی رہا — پلنگان و شیران درگ آژدہا — کیا شہ نے گشتاسپ کو یہ طلب
سپہدار سالار لشکر کیا — جنگ کردن گشتاسپ با الیاس — کیا عرض پیش شہ ذوالکرام

والی خزر و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ لار فوج — ہوئی تابع حکم سردار فوج — نہوں جسکے تابع سکندر سپاہ
لکھا پھر یہ نامہ شہ خزر کو — کہ اب خزر سے دست بردار ہو — شہ روم سمجھے تہا پشت پناہ
شہ کشور خزر الیاس شاہ — کہ رکھتا تہا ساتھ اپنے جنگی سپاہ — جو شنطر خاطر ہوا کر سیاہ زنگ
سپہ لیکے آیا سوی ملک روم — سپہ وہ کہ نولاد ہو جس سے موم — کیا قصد پیکار از روی کین
سوار فشکر خزر آیا دوان — ہوا گرم پیکار جنگ آوران — بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ
ہوا کشت و خون چنین بسیار — کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر — نثار عود سان و خدنگ
پکارا یہ سپہدان مین آن کر — کہ الیاس رکھتا ہی ہمت اگر — دوان آکے کرگ آزمودہ نبرد
ولیرانہ الیاس آیا دہن — ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین — کہ الیاس ہرگز نہ زندہ رہا
تو الیاس ہرگز نہ قایم رہا — زمین پر گرا زین سے ہو کر جدا — گیا مرتنک پہر تعلق زمان
ہوا قید میدان مین الیاس جب — گریزان ہوا لشکر خزر تب — پہر اخزر سے پہر فتح و ظفر
غرض ملک تسخیر یکسر کیا — بہت گنج قیصر نے دان سے دیا — کیا ملک مختار یکسر امور
وہان آکے ازروی لطف و عطا — زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا — تنگ و ساز اب سے سوار ان کرو
سپہدار گشتاسپ نے ایک روز — کہا شاہ سے اے شہ نیکروز — کہ لہراسپ ہے بادشاہ عظیم
یہ سنکر وہ پیش سلطان روم — لگے کہنے یون نامداران روم — جوان دلاور ہوا خشمگین
نہین خوب لہراسپ کے ساتھ رزم — مناسب نہین ملک ایران کا عزم — مری جنگ کی تاب لاسکا نہین
اے شاہ لہراسپ سیر اپہ — عیان اوسکا احوال ہی سر بسر — ہر اسان ہین گرد رم کے نامدار
دلیران ایران کو یار گمان — کہ ہون ساتھ میرے سنہ نیروی نان — کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن
کہ تسخیر ایران مین بالکر دون — تجھے صاحب تخت و افسر کرون — کہ یہی ساتھ تیری مجھے غرض جنگ
سو شاہ لہراسپ نامہ لکھا — یہ مضمون رقم اوسمین شہ نے کیا — نہین جنگجوئی مین ہرگز درنگ

اگر نصف ایران و تاج و کلاہ ۔۔۔ مجھے دے تو ہو صلح ای یادشاہ ۔۔۔ کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب ۔۔۔ تو ہو دے گرفتار رنج و عذاب

ہوا یکے قابوس نامہ روان ۔۔۔ گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان ۔۔۔ بجالا کے آداب نامہ دیا ۔۔۔ ہنا پڑہ کے لہراسپ کشور کشا

یہ کہنے لگا پہر شہ نام جو ۔۔۔ کہ تسخیر کر کے فقط خزر کو ۔۔۔ ہوا فخر و دانش سے یکبارہ دور

کہا یون فرستادہ سی بعد ازان ۔۔۔ حقیقت ذرا جنگ کی کر بیان ۔۔۔ اوسے قید قیصر نے کیونکر کیا

یہ لشکر کیا نامہ برنے بیان ۔۔۔ کہ قیصر کا داماد ہے اک جوان ۔۔۔ کہ کیونکر کیا اسپاس کا ملک کیونکر لیا

کہ پیشے مین اک گرگ خونخوار تہا ۔۔۔ اور اک کوہ پر شاہ ہان آزما ۔۔۔ ولیعہد و تنہ بند گشتاسپ نام ۔۔۔ ناہا خوے سے اوسکے پہلے کام

پہر ایاس خزر یکہ ہنگام جنگ ۔۔۔ اوہان سے لایا جوان ہند برگ ۔۔۔ کیا اوس ولاور نے جاکر ہلاک

شنا یہ ہی کسکے وہ جنگ آزما ۔۔۔ کہ جسنے یہ کارنمایان کیا ۔۔۔ یہ بیٹے ہین جسنے یلان یجوان

یہ جانا جہاندار لہراسپ نے ۔۔۔ کہ یہ پاکیا فتنہ گشتاسپ نے ۔۔۔ کہا اوس ولاور نے ہر اک سے

نکرتا تہا اک پہلوان پر غرور ۔۔۔ کہ یہ بات ہے عقل و دانش سے دور ۔۔۔ نبرد آزمایان نترسکن

تعین خزر ایران نہ ایاس ہم ۔۔۔ تو اندازہ سے رکھنہ پا ہر قدم ۔۔۔ رہی ورنہ پیرانہ اورنگ و تاج

بنامہ نویسندہ جب ملکہ ہوچکا ۔۔۔ ہزار رون ہین یان گرد شبستان خریم ۔۔۔ توقابوس کو بہتسے نخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و خوشنود باد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تہا وزیر ۔۔۔ کہا اوس سے لہراسپ نے ای دلیر ۔۔۔ تو جا پیش قیصر فرستادہ دار

تو کر صلح ہم سے نمو کینہ خواہ ۔۔۔ کرینگے نہم خواہش اجگاہ ۔۔۔ تو پہر پاس گشتاسپ کے آیو

کہ مین نے ترہی قدر جانی نہ آہ ۔۔۔ ولے ہو نہین اجہا من عذر خواہ ۔۔۔ ترہی یاد مین کیا پرستا ہو نہین

خطا بہ ہی اب سر بسر کر معاف ۔۔۔ کہ دور سے کر آئینہ دل کا صاف ۔۔۔ روانہ ہو اب سوے ایران دیار

ہوا سیر مین افسر تخت سے ۔۔۔ تو فیروز ہو یا رہی بخت سے ۔۔۔ ارادہ یہ ہے متکف ہو اب

رکھون سر پہ تیرے کلاہ مہی ۔۔۔ مبارک تجھے تخت و تاج شہی ۔۔۔ بحکم شہنشاہ آفاق گیر

کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ ۔۔۔ لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ ۔۔۔ مجھے شاہ دی نصف ایران کر

وگرنہ مصمم ہے پرخاش و جنگ ۔۔۔ مہیا ہی تیغ و سنان و خدنگ ۔۔۔ نہ روم نے جب یہ سنا یہ نیا

گیا پیش گشتاسپ پہر وہ شگفت ۔۔۔ کہا اوس سے پیغام لہراسپ کا ۔۔۔ پیام پدر سنکے ہوشاد و شاد

کتابون کو لشکر شتابان ہوا ۔۔۔ زریران سے اقلیم ایران ہوا ۔۔۔ جو زرد یک پہونچا وہ سالار پہر

گیا جبکہ لہراسپ کے رو برو ۔۔۔ اوٹہا تخت سے وہ رشنہ نام جو ۔۔۔ پسہ اور پدر رہو کے پہر ہمکنار

دوتا بیر جہاندار فیروز بخت — بچھا ایک تخت اپنی سا پر تخت — نگا کہنے گشتاسپ سے اے سپہ — تو اس تخت زرین پہ ہو جلوہ گر
وہ بیشہ وہ جان جب تو سنبھالا — ہوئی اوسکے محکوم فرمان پذیر — دلیران گردان اسیر و وزیر
جہاندار لہراسپ فرخ خصال — جہانین پہ تا مدت دست سال — کہا شاہ نے گشتاسپ سے بعد ازاں — کیا تین اب تک نکو کار جہان
مجھے کام کچھ سلطنت سے نہین — یہ کہکر قبای شہی دور کر — لباس فقیری کیا زیب بر
نہ زر تاج و تخت و نہ لعل و نگین — گیا پھر سوے بلخ نہر اسپ شاہ — پرستش گہ خلق تہا کعبہ سان
کسی چیز مین دان نشد دل — یہ یزدان پرستی ہوا مشتغل — تو تنہا سر تخت گشتاسپ شاہ

نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

شہنشہ بفضل خدا سے کریم — جہانین ہوا بادشاہ عظیم — نہ تہا زمانہ زمانہ زر فرمانبری
دے چین ماچین کا فرمان روا — کرا رجاسپ نام اوس شاہ کا — سوا اسکے سب اہل جہان
فوض فوج پر اپنی مغرور تہا — بہت اپنی زور و یک سے دور تہا — ہمیشہ تہی محکوم شاہ جہان
جہاندار گشتاسپ تہا دادگر — تہا کام جز داد و نام دیگر — شب و روز در شکر دین پروری
گشتاسپ سے پیدا ہوے دو پسر — یکا نام اسفندیار رکہا تہا — دگر طفل کا نام نیتین رکہا
ہوے دو نوان نہنگ آبدی — جو طفلی سے پس نشہ کاہ و شہ تہا — وہ علم سماوی مین منصور تہا
منگا کر گیا وہ بیابان رہوش — اوسہی دیگ مین دال اور کر کو بچا — تہا یا ہبر اسفندیار اپسین
وہی گرد رویین تن اسفندیار — جہانین پور شاہنشہ نامدار — کہ جس سے وہ روئین بدن ہو گیا
یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار — کیے مین نے اشعار اتنی ہزار — جہان مین بہر واگہی فرد تہا
لکھون جنگ اسفندیار جوان — کرون کارنامہ جوان کا بیان — ہوا ختم رستم کا احوال نرم — بس اب دلکو ہی زدم تیر کا غم
کوئی گرد تہا ایک زردشت نام — خبردار علم فلک سے تمام

رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را بہ پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین و چین بر ایران و محاربہ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار کارزمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار

دین زردشت را در عالم



وہ آیا حضور شہ دین پناہ — بیان شہ سی کی اپنی آئین و راہ — کیا راز آتش پرستی عیان — ہوا معتقد اوسکا شاہ جہان

کیا ایکدن یہ عمل آن کے — کہ گشتاسپ آسے ایران کے — ہوا ایک پیرا دخت بلند — نمودار مطبوع خاطر پسند

خواص اوس ثمر کا بیان کیجیو کیا — کہ برگ ثمر اوسکا جو کھائے سنا — تصنیف اوسکے ہووے تہا علم فلک

ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد — زیادہ ہوا اور بہی اعتقاد — پہر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ

یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا — کروں جا کے میں چارہ گہرا کا — عرض بلخ سے آیا جب پیش شاہ

ہوا خواہش دل سے اوسکا مرید — عقیدت سے ہر روز دیتا مرید — کہا تہ سے زردشت نے ایکروز

وکہا اون نے معجز جواب سہان — عیان مجہ پہ ہی راز ہفت آسمان — جسے جا ہو تو میں اوسکو بہیجوں وہیں

رسول خدا ہو نہیں ای نیک روز — سو گلبانگ جان بہشت برین

اگر مین کسی پر ہون نامہربان
تو وہ رخ نفیسے کے ہونگیان
جہان بادشاہا بالطاف رب

مری یا بس تے ہین اکثر ملک
علیان مجیہ کرتے ہین از فلک
مری واسطے فرمدہ اشتاکتاب

تو گر اوسکے آئین کری اختیار
تو مقبول ہوشیش پروردگار
غرض شہ نے سن قول فرخ بکا

کیا تہا جو زردشت نے اشکار
وہی اوسکا مذہب کیا اختیار
کئی دن کے بعد اوسنے پیر یہ کہا

گیا یان سے بالا سے تہ آسمان
خدا کو بہی مین دیکہا یا وہان
کبہی شاہ گشتاسب عالی گہر

کہا ایک روز اوسنے اوتا جدار
ترا ہی مددگار پروردگار
اگر اب شوق ہی عزم تسخیر چین

لکہا شاہ نے نامہ رچاسپ کے
کہ چین سے تو اب دست بردار ہو
ورگرنہ ملاؤن تہ خون و خاک

پڑہا شاہ نے گستاسپ نامہ جب
سپہ دار رچاسپ سنکر یہ تب
کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا

سنا ہی یہ شاہا تو بیدین ہوا
پذیرندہ نامہ آئین ہوا
تری پاس ہو پہنچا ہی رزہ شور بخت

تجہے اوسنے گمراہ اگر کیا
کیا کیش دین تجہے تو نے اپنا شاہ
تبہ کار تیرا سراسر کیا

ترا باپ دیندار روزان پرست
اور افسوس تو ہوے شیطان پرست
پذیرائی دین تجہے ہون کینہ خواہ

کہ بد بینی اب تو نے کی اختیار
نہ گر دہ بہر حال از نہار
ترا اے جہنیر بد سیر

سپہ ورنہ کینچون پس یکدراہ
کردن ملک ایران کو یکسر تباہ
لکہا دو ستانہ یہ نامہ تجہے

ذرا پند نامہ کو پڑہ غور سے
تو آباز بد رسم و بد طور سے
روانہ ہوا یکے وہ نامہ دیو

پڑہا جبکہ مضمون نامہ تمام
تو ہو رگشتاسپ ہاے سپاہ
یہ بولا کہ لکہیے سمجہکر جواب

سمجہتا ہی کیا کیجیے عزم جنگ
نہین چاہیے اسمین ہرگز درنگ
لکہا شاہ سے کہنے اسفندیار

زریر و لاورنے تب یون کہا
کہ جنگ آزمودہ نہین یہ شہا
نصیحات ہو ساتہ میرے سپاہ

ہوا شاد مان شاہ کشور ستا
لکہا پاسخ ارچاسپ کے نامہ کا
اوٹہا دی یو کسوا سطے رنج راہ

کہ مین تجہے کشتہ تیغ کین
نہ تو ہو نہ تنہا رچاسپ و چین
غرض نامہ طیار جب ہو چکا

یہ نامہ جو پہنچا تو سالار چین
ہوا پڑہکے مضمون بت تجہ گین
سپہ یکسے وہ بہن بے کارزار

جہان تینکہ چین ہو پہنچا تہا وان
رہا تہا بہ برگ و شجر کا نشان
جہانا تہا ناہر کاخ و در قصر کو

سنی جب خبر شاہ گشتاسپ نے
کہ کینہی اور سر فوج ارچاسپ نے
دلیران جنگ آور و کینہ خواہ

سواران جنگی سے تہا بیشتر
ہزار آزمایان مجنگ گذار
سواران ایران سے تہا بیشتر

خردمند جاماسپ نستہ کا وزیر
صطرلاب بین دیکہا اوسنے ظاہر کیا
صطرلاب دانی مین تہا بینظیر

کہ ہر رخ مینع کسکی بر ور و اسا
دہن وہ یکایک اوسنے ظاہر کیا
کہ خونیش و برادر ترے روز جنگ

سنطر مین مری عرش و کرسی ہی سب
ہوئی نازل ایشاہ گردون جناب
تو بس ترک دین اپنا یکسر کیا

ہوئی اوسکو معراج حاصل شہا
نہ پہیرہی تہا زبان اوسکے سر
تو ہو ساتہ جا رچاسپ کے گرم کین

کردن تیغ کین سے تجہے مین ہلاک
دہن پاسخ نامہ پہیر یہ لکہا
کہ ہی سخت بدکیش و بد رو و سخت

اوسی پیش زنہار رو کیا نہ آہ
سنا جب تجہے تجہکو کہا بادشاہ
او سے اپنی اقلیم سے کر بدر

کہ جاہل ہوتا دین و نیا تجہے
شتابی گہی پیش گہہان خدیو
آماسکے زردشت نے پاس تاب

مجہے کیجیے رخصت سو کے کارزار
کہون ساتہ ارچاسپ کے کینہ خواہ
شتابی سے پہونچے مین لشکر سیاہ

تو پہر شہ نے دیو دز کو بلکر خصوصی کیا
روانہ ہوا سوئے ایران و یار
جہانا تہا ناہر کاخ و در قصر کو

دلیران جنگ آور و کینہ خواہ
سواران ایران سے تہا بیشتر
صطرلاب مین دیکہا اوسنے ظاہر کیا

بہت کشتہ ہون زیر تیغ و خدنگ

دلیران ایران بہت ہوں ہلاک
بہر آخر بالطاف یزدان پاک
میسر تجھے ہووے فتح و ظفر
گریزندہ ہو فوج چین سر بسر

صف آراستہ بعد آزاں ہوئی
بہم رزم جنگی نمایاں ہوئی
دلیران ایران و گردان چین
ہوا گرم پیکار از روی کین

پس شاہ لہراسپ کا اردشیر
کہ تہا دخت کاؤس کجوہ دلیر
دلیر زمانہ آیا سوئے رزمگاہ
سواران چین سے ہوا رخ خواہ

کئے قتل اوسنے کئی نامدار
ہوا کشتہ پہر آپ انجام کار
برادر جو اوسکا وہ شید اسپ تہا
سورِ رزمگہ بعد اوس کے گیا

ہوا جبکہ وہ کشتہ تیغ تیز
گیا پور ہا ماسپ بہر ستیز
تئے اوس نے رکہان خونخوار قتل
ہوا آپ بہی آخر کار قتل

گیا پہر وہین جنگجوئے دلیر
جو اکمر و پشتوہ پور زریر
کئے غرق خون مرد خنجر گذار
نہ جانا پر ہوا آپ بہی زنہار

ہوا جبکہ پشتوہ جنگی ہلاک
زریر دلاور ہوا خشمناک
روان کر کے گھوڑا سوئے رزمگاہ
ہوا گرم کین مثل مار سیاہ

کئی پہلوان اور کئی دیوزاد
مقابل ہوئے آکے مانند باد
جوانمرد نے کہینچکر تیغ کین
کئے قتل دیو اور ترکان چین

شتابان ہوا پہر سوار دلیر
سو شاہ ارجاسپ مانند شیر
صف فوج کو چیر کر بیدریغ
گیا جبکہ نزدیک وہ نامور

ہوا تب خروشندہ سلطان چین
کہ اے نامداران ترکان چین
دلیرانہ اب گرم پیکار ہو
کرے جو کوئی قتل اوس گرد کو

اوسے صاحب شوکت و شان کرین
بہت گنج و زر دیکے شادان کرین
وہین بید رنگ یک مرد دلیر
ہوا آن کر سہم نبرد زریر

کیا دیو نے زخم وہن ہی رہا
ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما
ہوا راب شاہ اراسپ آن زمان
ہوا راسپر شاہ کہتا سب تب

دلیران ایران سے کہنے لگا
کہ ہے کوئی مرد نبرد آزما
جو اس دیو سے آکے ہو جنگجو
ملاوے تہ خاک خون دیو کو

وہین سنکے بولا یہ اسفندیار
کروں جا کے میں دیو سے کارزار
جہانگیر گشتاسپ نے ہو کہ شاد
کہا یوں کہ اے پور فرخ نہاد

اگر دیو خونخوار کو کر کے پست
تو دے لشکر چین کو یکسر شکست
تجھے تخت شاہی ہوا زیبدون
کہا یوں کہ اے پور فرخ نہاد

پہر اسنے مین لشکر مین غو غا و ہا
کہ اس دیو نے حشر برپا کیا
ہزاروں ہوئے کشتہ ابرانیان
نہین ہے کسی آب آقامت جہان

یہ لشکر ملک زادہ اسفندیار
وہین اسپ پہر اور پہ سوار
دلیرانہ آیا دوان سوئے دیو
لبان پر ز دشنام یزدان کرین غریو

کیا ہوش مین روئین تن اسفندیار
نہین تاب دیو دنکو یہ زنہار
جو ہون ساتھ میرے نبرد آزما
کشندہ ہون دیوان خونخوار کا

روان کی وہین دیو کو کشتن تیغ
سو نامدار جہان بیدریغ
دلیران سے وہ تیغ ہنگام شتاب
پکل دلاور نے اور بید رنگ

کیا زخم نیزہ رہا دیو پر
ہوا کارگر نیزہ آنگون
گر افتاد بر دیو سر کش نگون
اور اک گرد سید مرد دلیر

جدا کر کے سر جسم ناپاک سے
شتابان ہوا تنی مین پور زریر
کرد او سکے تن کو یکسر تباہ
مدد کو گئے سوی اسفندیار

کہ آؤ جلو سوئے ارجاسپ شاہ
جہانگر گشتاسپ سے ہی زنہار
یہ کہکر سپہدار اسفندیار
شتابان ہو سمت سالار چین

ہوا گرم اگر کشت اسپ ہی زمین
نہو احمد آور بہ تیغ گران
کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ
ارسی پہر ارجاسپ کو تا بجنگ

گزیزان ہوا اوان سے سلطان چین
ہوئی سب پراگندہ ترکان چین
اگر تقدیر آئے بہت سر کشان
یہ کہنے لگے ہو کے زار و کمان

کہ جان بخشی اسے نہ کرہی تو اگر
تو آتش پرستی کرین سر بسر
کیا رحم گشتاسپ نے دین

پڑا تھا جہان کشتہ جگلی زریر
اور اسپ شاہ افاق گیر
ہوا نفش پر لوہی لوہ کمان

ہوئی تلخ ابد زندگانی مجھے
دریغا کہ یون رخ بگردانتہ مجھے
لوہی رکھے تابوت مین بعد ازان

نگاہ کھنے دستور سے شہریار
کہ میدان مین کرشتگان کا شمار
شمار اوسنے جیسے کشتگان کا کیا

ہوے کشتہ ارجانیان بیسی ہزار
ازان جملہ تھے ہشت فرزندار
جیا یا نقش ترکان چین

ہوئی قتل سید اخمین بکصد ہزار
ہزار و صد و شصت و سہ نامدار
میسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر

دیا بین زرد شت کو پہر رواج
جاماسپ نے از سر انہتاج
دلیری و مردی اسفندیار

اوسے شاہ نے تخت و افسر دیا
خوشی سے دلبعد اپنا کیا
کہا پہر کہ اے پور عالی گہر

جہان مین باٰئین طرز نکو
مروج تو کردین زرد شت کو
ہوا شاہ سے خہست اسفندیار

شہ روم محکوم و دین آئین ہوا
پذیرندہ دین و آئین ہوا
کہا ترندو استا کو بالای سر

دہان بین یہ آئین ہوا آشکار
دہان بین یہ آئین ہوا آشکار
پہر آیا بسوے یمن پہلوان

گیا جسطرف نامہ نامدار
کیا جسطرف نامہ نامدار
ہوے سب دل جان سے فرمانبذیر

گئی ہر طرف ترندو استا کتاب
تہ آئی کسیکو یہ زہرا تاب
کرے حکم سے اوسکے جو انحراف

سمیدار نے نیر یانامہ لکھا
سو شاہ گشتاسپ کشور کشا
کہ خرد و کلان نے زر وی حرف

ہر اک ملک مین روم خاص و عام
ہوئی گرم آتش پرستی تمام
پذیرا کیا دین زرد شت سب

پہر آیا دین شاہ روی زمین
کیا یون کہ اے سرفراز کیان
کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گزرم پہلوان و تشریف آوردن در رستان

جہاندار نے ایک کی انجمن
ہوے آکے حاضر سران ارمن
نیم شہنشاہ گیتی ستان

دلے نہادہ بدخواہ اسفندیار
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
رکے ساتھ اپنی فوج گران

غرور اوسکو ہے زور سر پنجہ پر
کہ ہم پنجہ اوسکا نہین شیر نر
ارادہ یہ ہی اوسکا شام و پگاہ

اگر تجکو کرے آنکہ مان اسیر
ترا جیتے جی ملک و تاج و سریر
جو سر پر سمجھے وہ کیجیے نہا

ہوا سکے آزردہ گشتاسپ شاہ
نہ مایل ہوا اپسے بزم گاہ
رہا ماسہ روز و سہ شب ہمطراب

طلب کرکے پہر اپنے دستور کو
لگا کہنے شاہنشہ نام جو
بیان لانتاب اوسکو ے نامدار

دہ جاماسپ راستور شاہ جہان
گیا پیش اسفندیار جوان
لگا کہنے پیر دہ مین اسفندیار

مجھے کل کی شب خواب آیا نظر
کہ ہر خشکہین مجھسے سیر اپیر
جو اخر نے تب کہا یون شتاب

کہ کیا داسطہ سیری تقصیر کیا
ہوئے سیری شیر سے کمتر کشان
سمجھتا ہوں اپنا بھی دوستدار
نگاہ کہنے یہ سنکے اسفندیار
ملکزادہ رکہتا تہا فرزند چار
چہارم تہا نوشہ در نامجو
روانہ ہوا سوئے گشتاسپ شاہ
اوسے قید کرکے کیا پہر روان
سا جبکہ بہن نے یہ احوال
گیا الغرض پیش اسفندیار
ہوا بلخ مین عازم سیستان
کیا اختیارہ نے آئین شاہ
کیا بعد ازان شاہ کو سیستان

ہوا غضب شاہ کشور کشا
پرستندہ بادشاہ جہان
جو کچہ مصلحت ہو سو کر آشکار
کہ آزار دیگا مجہے شہریار
بزرگ اوہین تہا بہن نامدار
ہنرمند دانا و فرخندہ خو
سہ فرزند کو ساتہ لے ایرباج
شہنشہ نے سوئے در گنبدان
بصد رنج و غم بلخ مین آ گیا
ہوا باپ کا رہنس و غمگسار
کہ آئین تازہ کری دان روان
مروج کیا ملک مین دین شاہ
رہا شاہ گشتاسپ سالہا دران

کیا مین نے ہر اک کو آتش پرست
نہ کی میری خدمت پہ ہرگز تلش
وہ بولا یہ بہتر ہے اے نامور
وہ بولا کہ بہتر ہے جو رہبر
دوم او دہم او پیش نامور
غرض گرد بہن کو اسفندیار
کیا جب حضور شہ نامدار
ستونہا ہی سخت آہنی لا کے آگے
وہان سے بہ در گنبدان
گذ رجب گیا بارگاہ دراز
جو نزدیک پہونچا وہ فرمانروا
کہ فرزند را شاہ بالا کشید
سنی شاہ ارجاسپ یہ خبر

کیا سر بلندان عالم کو پست
ہوا خشمگین آہ بون تاجور
کہ حاضر ہو چلکر حضور پدر
نہ بہزاد کے فرمان سے نہار
سوم آذر گرد فرخ سیر
سجاوند چشم کرکے مختار کار
ہوا تب گرفتار اسفندیار
ستونون سے باندہا وہی استوار
ہوا بہا بہون کو وہ لیکر روان
تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز
تو آیا تہمتن وہان پیشوا
کیا او کو رایج وہان زود تر
کہ اسفندیار جلیل نامور

رسیدن کرم سپہر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ بر ای سپہر بشکست خوردن گشتاسپ

بفرمان گشتاسپ آفاق گیر
بشنکر ہوا شاہ وان شاہ چین
سو بلخ او دنے روانہ کیا
کہا یون کہ اے بادشاہ جہان
یہ کہنے نگاہ شہ نیکنام
بہت عذر لایا وہ فرخندہ پیش
سپہ شاہ کے ساتہ تہی دس ہزار
جو لہراسپ آیا سوے کارزار

سیان در گنبدان ہے اسیر
کیا پہر جو ہین عزم رخش و زین
وہان اسقدر کوئی ہمگر نہ تہا
نہین کوئی سردار لشکر میان
کہ مجکو ہے زیبا کہ پرسی سے کام
ولے عذر ہم گر کیا کچہ پیش
فزون اس سے ہرگز نہ تہا لشکر سوار
کہ کشتہ زکان چین بیشمار

گیا ہی سو سیستان بادشاہ
سپہدار کہرم تہا اسکا پسر
کہ کہرم ہوا آنکر کنیہ خواہ
سناسب ہے اب کیجیے سروری
سرو کار کچہ سپہ سروری ہی نہین
سکان صلاح دے لہراسپ شاہ
مقابل ہین فوج کہرم ہوئی
سواران بلخی نے وقت وغا

نہین بلخ کے تہہ مین کچہ سپاہ
اوسے با سپاہ گران آن کر
گئے مرزبان پیش لہراسپ شاہ
کہ زندہ نہ ہی تم کو اب سر شکری
مجے کام سر شکری ہی نہین
گیا لا جرم جانب رزمگاہ
دلیرانہ ہیر جنگ با ہم ہوئی
کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا

سپهدار کهرم هوا خشمگین — نگا کنے اے نامداران چین
ولیکن نهایت تعجب ہے یان — که پڑتے ہین غالب ظفر انیان
کیا گهیر لهراسپ کو بیچ مین — هوا گرم بازار رچاتش کین
هوا جبکه لهراسپ زین سے جدا — تو پیر چینیون نے دوپارا کیا
شکسته کئے یکسر آنشکده — کیا زندو استا کو آتش زده
دئے بهاگ کر اک زدن کشان — شتابان هوئی جانب سیستان
هوا سنکے غمناک شاه جهان — یه رستم سے بولا که ای پهلوان
که با فعل شاها تو کر عزم جنگ — عقب سیر سے پهونچ نگامین بیدرنگ
سپهدار ارجاسپ بهی کر فوج — روانه هوا چین پهنچے تا نذر موج
جو ارجاسپ آیا بفوج گران — هر اسان هوئی فوج ایرانیان
مقصر هون خدمت سے مین لاجرم — مجهے رکهئے معذور یا صد کرم
سپه سے لگا کهنے یه تهمتن اگر — بلا سے نه آیا همتن اگر
سپه لیکے آیا سوئے رزمگاه — که تا لشکر چین سے هو کینه خواه
هوئی یه صف آرا سته هر دو سو — دلیران جنگی هوے یه دو بسو
هوا گرم صحرا مین بازار جنگ — هزارون هوے سر جدا بیدرنگ
هوا لشکر چینیان چیره دست — دلیران ایران کو پهونچی شکست
غرض شاه گشتاسپ عالی تبار — هوا جاکے قایم سر کوهسار
هطلاب مین دیکهه آنا مور — که هو بسطه سے یسر ظفر
تو حاصل هوا فتح و ظفر هر زمین — تبه هون یه مکدست تر کان چین
که اسفندیار جهان گیر کو — مرا نامه لیجا کے اے ناجو
بحکم جهاندار دو آفاق گیر — روانه هوا لیکے نامه وزیر

لو دو هر یک هزار او زاده هزار — هم کینه آور مین جنگی سوار
نبسوی سواران ایران سپاه — یه لشکر هوئی حمله آور سپاه
زمین پر گرا خسته دو مین پناه — هوا زخمی و خسته لهراسپ شاه
کیا بلخیون کو اسیر او قتل — هوا بلخ مین چینیون کا جو دخل
هوئین بند یکسر سجال تباه — زنان شبستان گشتاسپ شاه
کها ما جرا بلخ کا سر بسر — گئی پیش گشتاسپ جا هم ترے
شهنشه کو رستم نے پاسخ دیا — یه سنکر دقت یار هی داماد کا
سو بلخ پهونچا وه ان سے دوان — هوا شاه گشتاسپ و مین رزمخواه
هوا یعنی آکر معین بسپسر — هوا لمعن کهرم نامور
کی کچهه کام درپیش هی یان شما — سوا اسکے رستم نے نامه لکها
نه آیا اوسے عذر یجا پسند — هوا خشمگین خسروا رجمند
یه کهکر هوا شاه ایران سوار — جهان آفرین ایجد راهی یار
مقابل هوا آن کر پسر مین — شه چین بهی لیکر سواران چین
که از زنده جس سے هوا کوه قاف — خورشان هوا کوس گرد دن عقاب
درفش سواران ایران نگون — هوا دامن دشت دریای خون
تعاقب کوا و نکے گئی چینیان — گریزان هوے جبکه ایرانیان
لگا کهنے اوس سے شه بیبظیر — وه جاماسپ شاه کا جو وزیر
جو هو گرم پیکار اسفندیار — گذارش کیا اوس نے اے شهریار
کهاں آوے سے شاه گشتاسپ نے — یه ظاهر کیا جبکه جاماسپ نے
توقف کو مت راه مے جانشتاب — دز گنبدان سے بیان لا نشتاب
حضور ملک زاده اسفندیار — گیا جب وزیر شه نامدار

رهائی یافتن اسفندیار از بندگران بحکم گشتاسپ شاه و آمدن همراه جاماسپ از
دز گنبدان بحضور پدر و بعنایات شاهی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار
را بجنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گرفتن رفتن ارجاسپ

وداخل شدن گشتاسپ در بلخ

گیا جب وزیر شہ نامدار
دیا نامہ شاہ شہزادے کو
کہ ہے گرزم پہلوان پور شاہ
دیا اسکے جاماسپ نے یہ جواب
نوض دم کہ جاماسپ نے اوسکو سنبد
جب آیا وہ پر ہوش مین دو نگار
دیا لاکے گشتاسپ شہ سے ملا
مرے ملک سے خشم کو دور کر
یہ فرماکے اور کرکے گرز طلب
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر
مقابل ہوئی مو صف کارزار
کئی گرگسار رو لاور کے تیر
شتاب اوسنے آراستہ کر کمند
کیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر
گیا ہان سے کرم پر ہوکر ستیز
کئے تیغ سے یکصد و شصت پنج
ہوئی فوج ارجاسپ شہ کی تباہ
گئے اپنے کشون کو وہ چھوڑ کر
بفرمان اسفندیار جوان
یا منہ مین ترکون نے پھر برگ کاہ
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
تری بھنو نکو لیگیا شاہ چین
قسم ایزد پاک کی اے پسر
اے کرون بھر مین طاعات جان آفرین
کیا سوئے اعدا یہ فوج گران
اور اک پہلوان نام تہماسگار
وہ رو ئین بدن شیر غرنہ شیر
کہ رو ئین بدن وہ جوانمرد تہا
اوسے کھینچکر زود اسفندیار
ہوئی کشتہ از بازوی صف شکن
لگا کاٹنے سر سمت یسار
وہ سیدان بس ہو گیا پر خون
گرزان سواران ترکان ہوئے
شہ چین ہوا رہ نور دغار
ہوئی لالہ گون خون سے وانکی زمین
پھر آیا حضور شہ نامدار
کہ اے مرد رو ئین تن اسفندیار
نہ تاخیر کر ہوشتابی رو ان
عبادت کرون ہو کے گوشہ نشین
سپارکر تجھے تخت و افسر شہا
شتابی ہون ارجاسپ سے کینہ خواہ

فگہ کہنے سے جسکے مجھ بیگناہ
کہ اے نامدار تر یاحیاب
کہے دو یکدست آہن کے بند
اور اوسکے ہوا دو کہ جسدم قرار
بہت مہربان شاہ اوپر ہوا
الم سے چھڑا مجھکو سرور کر
کیا قتل اوسکا بخشم و غضب
روانہ کیا کہرم اپنا پسر
پے جنگ آیا نکل گرگسار
ہوئی پارچوشن لیک لخت چیر
کیا گرون خصم کو اوسمین بند
پھر آیا پے جنگ با تیغ و تیر
بزد و یک ارجاسپ کرکے گریز
جدا سر دلیرون کے سیدر و بدن
گریزان ہوئی چھوڑ کر رزمگاہ
ژالی سے یک لخت مند مور کر
ہوئی گرد ایران تعاقب کنان
حضور جوانمرد لائے پناہ
ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ
تو پھر اوس سے ہو جا بآب گرگمین
کہ آوے تو جسدم بنفع و ظفر
زر و گنج و دیہیم و فرماندہی
نہ خواہندہ افسر زرنگار

گرفتار زنجیر کرکے گیا
تو اوپر لپس و پیش کر نخفتہ کمین
وہ یا تنگ گرفتار آہن مین تہا
تو جاماسپ نے اوسکو یا کر دفر
پھر اپنے جرایم کا ہو عذر خواہ
تجھے سونپ دون تخت ایران مین
پھر اسفندیار جوان کو روان
پے جنگ جمجماہ اسفندیار
ہوا سامنے اوسکے مرد دلیر
وے جسم اوسکا سلامت رہا
گرا پشت اسپ سے گرگسار
بسوئی مین کھینچا و بست تن
پھر اوسجا سے کر عزم اسفندیار
ہوئی جنگ سے گرد ترکان نبون
ظفریاب گردان ایران ہوئے
رہی جب تاب ثبات و قرار
بہت ترک کھینچو تیغ کمین
ہوا مہربان اوپر اسفندیار
لگا کہنے پھر شاہ فرخ بار
چھوڑا کر اونمین تجھے لاپہان
کرون ترک دنیا و دولت ہی مین
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
بفرمان شاہنشہ دین پناہ

نہ توران مین جمع رونق چین نہ ماچین نہ روم
کہا شاہ نے آفرین مرحبا
کہ ہو مخلصی قید سے مجھکو گر
جہانہ ارنے اوسکو کرکے طلب
حضور جو امر داسفندیار

چہار الاؤن مین خواہ نوکر نہ تاب
لگا کہنے شہ سے پسر اسفندیار
جہان قصہ کیجیے مین ہون شما
کیا قید سے مجھکو ہمنے رہا
پسر آتا ہون اب آپ حکم کی عنان

باقبال شاہ و پسر باضطراب
کہ یون عرض کرتا ہی آزگسار
بجالا ؤنگا شرط خدمت سدا
ادا کیجیو تو بھی رسم دعا
اور آتا ہون آپ پر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ روئین براہ ہفتخوان برای رہائی ہمشیرہ خود

رہا جب ہوا قید سے گزگسار
کہا یون کہ صدق ارادت سے گر
تجھی ملک ترکان سے اک ملک دون
کرون جمع دل سے پرستندگی
بتا کونسی راہ ہی ہون روان
سہ ماہہ مسافت رکھی ہی وہ راہ
دو ماہہ مسافت ہے اک مامدار
اور اوس راہ کا نام ہی ہفتخوان
کہین شیر گرگ اژدر کہین اژدہا
گذر اوس بیابان مین دشوار ہی
شتابہ ہونگے سو ہی ہفتخوان
یہ کہنے لگا یون کہ اے پہلوان
یہ گفتار رہبر کو خوش آئی نہین
کہا مین نے جو کچھ ہو با مل نہین
کہ تا راہ ہی تو گزیران نہو
یہ کہکر گیا پیش شاہ زمین
غرض کرکے تہمتن کو سازجنگ
گئے اپنی سرحد سے جبدم گزر

تو بہر مرد و زین تن اسفندیار
رہی نہر ہو پاس شام و سحر
ترے تن سے ورنہ جدا سر کرون
نہین کچھ بھی خوف و خطر مجھ کو یار
کسے ہی یہ قید رشک جاوید وہان
نہ جاگ سے جسکے کوئی رہا
کہ ہر گام پر بیخ و آزار ہے
کرون دفع ہر اک بلا کو وہان
رہ ہفتخوان سے تو نہت ہو روان
کہے یہ بہروست و باز ہیچ نا
مجھی متفید کرنیسے حاصل نہین
مری دیکھیے مک قوت زور کو
ہوا شہ سے رخصت ہیل ستین
روانہ ہوا دان سے وہ بیدرنگ
قوا کی دشت پر ہول آیا نظر

اوسے لیکے اپنے مکان مین گیا
کرے را شگوئی بیان اختیار
وہ بولا کہ جزر راستی نہ نہار
لگا کہنے اوس سے اسفندیار
وہ بولا کہ اک راہ ہے خوبتر
کم آبادی اوسکی راہ دگر
سوم ہفت روز رہ ہی اژدہا
ہر اک منزل اوسکی ہی بخوف و بیم
زن ساحرہ مریز شور بخت
یہ بولا جو اینمرا اسفندیار
یہ کہکر بلایا مے خوشگوار
دلیر و قوی زور ہے گو ہزار
وہ کہنے لگا ہو کے گریہ کنان
وہ بولا نہین تجھسے خشم و غضب
کہ کیا کیا دلیری ہو تجھسے عیان
سوار ان جنگی کو دس ہزار
کف و کفایت جو ہو نامگزار
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان

رہا اوسپہ صرف لطف و عطا
تو ہر دم فزون ہو وہ خوف و خطر
نہین کچھ تجھکو کام بل و نہار
کہ سوے دژ روئین اگرگسار
کہ ہی یہ سیر آباد اے نامور
دے میوہ و آب ہی بیشتر
دے تخت وہ راہ ہی پر گزند
جہان جادوان ہے بلا و عظیم
بیابان ہی خوف و سرما ہی سخت
کہ مجھکو نہین کچھ حذر زینہار
ہوا ست و محبوب جب گزگسار
تو جا بیخبر نہو گا دے زینہار
کہ بہتر ہی خطا کیا ہی اے پہلوان
نجھے اسکے مین نے باندھا ہی اب
نجوں کر دن طے رہ ہفتخوان
خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار
رکھا ساتھ اوسکے اسپ پیکر سیر

کر دن مین حقیقت اب ہر مقام

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

وہ صبح اجو دیکھا تو اسفندیار
بلاوے گی کج درپیش کیا

وہ گرگان جنگی ستمگار ہین
سوار دن سے روئین تن اسفندیار

یہ کہکر زرد سے دلیری وہ مرد
لگے اسقدر زخم پیکان تیز

دلیرانہ آکر مقابل ہوے
جوان مرد نے پہر یہ ایسے کہا

ہین آج کچھ اور خوف وخطر
ہوے بعد اذان ہابل خواب

ہوا مہر خشان جو وقت سحر
دلاور نے یون راہبر سے کہا

کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند
پشو قن نکلکے کہتے ہم تم بہم

دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
ولے اس دلاور سے بخوف وبیم

اقامت گزین ہو کے یا عمد خوشی
وہ بولا کہ اک اژدہا ہے وہان

ہوا سنکے یہ بات اندیشہ سنار
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا

کئے بستہ اسپان تازی نژاد
وہ صبح گردون پہ ہوکر سوار

کیا دور کو صندوق کے دو ہرن بند
وہ گردون صندوق اسپان بہم

زبون ہو کے گردد نکو اوگلا دہین

قوی ہیکل سخت نوخوار ہین
یہ بولا کہ جب گرگ ہون آشکار

ہوا دشت پر خوف بین روز نور
کہ خستہ ہوے گرگ وقت ستیز

سر جنگ دیکار رایل ہوے
کہ باقی کوئی اور ہی ہے بلا

بعیش وطرب کیجئے شب بسر

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

کہ ہی راہ ہین آج کیا کیا بلا
سبا دانچے دن سے پہونچے گرند

کرین حملہ شمشیر کرکے علم
ولیکن ہوا اوسکو مانع جوان

وہ پارہ کیا شیر نر کو دہین
کیا تیغ بران سے اوسکو دو نیم

مگی خونگوار اوسکے دانون تک
مقابل تری آئیگا ایجوان

لگا کہنے پہر سرور ارجمند
شبا شب وہ گردون پر تر کیا

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

روانہ ہوا گرد اسفندیار
کہ تا اژدہے سے نہ پہونچے گزند

لیا کھینچ اوس اژدہے نے بہم
رہی پہر نہ طاقت جو ہو گرم کین

وہ بولا کہ اے صندوق سے دلیر
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ

ہوئی کار گر جبکہ تیغ وسنان
نکل دو ہرن صندوق سے وہ دلیر

لگا پوچھنے یون کہ اے گرگسار
وہ بولا کہ اے مرد زور آزما

کرین ہیلوی پیل دانون شکاف
نہ زنہار رخصت ذرا دیجیو

کیا تیر پر پیکان سوار و نے تب
پشیون جوان اور اسفندیار

ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
سو تو نے کئے قتل اے جنگجو

لگے پوچھنے پھر کہ گلگون تمام
بسر کی نجیبی نے آرام شب

تو وہ ان سے روانہ ہوئی پیشتر
دو شیران خونخوار رستے مین یکبار

نہ اسفندیار جو ان سے ڈرے
گیا آپ سو سے ہزیران دوان

ہوئی ہم نبرد جوان دلیر
تو لایا بیجا لشکر پروردگار

کہ فرد اجبھے پیش آئیگا کیا
وہین سے ہی آتش فشان دمبدم

کہ ہووے آزان بعد ایرانیان
رکھا ایک صندوق بیچ بیابان

کہ تھے تیز مثل باز مانند باد
پڑا اژدہائے ذرہ جسنظر

تو باہی سے تیر ہوا آتا جاہ
تو عاجز ہو اژدہا ہی دمان

خروشان ہوا مثل غرندہ شیر

کیا تیغ نے شمشیر زبان رہا — دوبارہ ہوا وہ سیہ از رہا — ہوا ایک بیہوش خبگی جوان — تو کی نوش دارو دہن نوشجان
بفضل الٰہی ہوا تندرست — تواناو خرم دل و چاق و چست — سپاس خداوند جان آفرین — وہ لایا بجا خرمی سے دہین
می لعل گون نوش کی بعد ازاں — لگا کہنے یوں راہبر کو کناں — تو کیفیت منزل چارمین — بیان کر تو اوسنے کہا یوں دہین
زن سحر ساز ایک رہتی ہو وہان — لگا کہنے ہنسکر یہ اسفندیار — علاج اوسکا آسان ہی ہے اودھر دار

احوال منزل چہارم از راہ ہفتخوان

ہوا پیشتر روز چہارم روان — اقامت کو مین وان ہوا نادر — وہ اسفندیار جوان پہلوان
کمین راہ مین ایک تنہا سبز راہ — کیا آکے یوں جبین بخ بیان — خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی
زن خوبرو ایک آئی وہان — حضور اپنے رکھکر مجھکو صبح و شام — بیابان مین لایا مجھے دیو سار
تو اب غول کے نیز سے کر رہا — دلے آتا ہی جلد وہ نابکار — یہ بولی کہ وہ غول ہے کہان
وہ بولی گیا ہی برائے شکار — کیا بستہ محکم ز بخیر و بند — کہ ہی ساحرہ یہ زن نوجوان
دہین کر کے اوسکو اسیر کمند — نمایان ہوا ابر غبار عظیم — ہوا پر غضب مرد شمشیر زن
کیا کمینچکر تیغ اوسکو دو نیم — دہن سے ہوا وہ دہن آتش فشان — سیہ غول بیرا آنشکا را ہوا
گئے فوج اسفندیار جوان — نہ غالب ہوا اوس تنومند پر — ہوا غول بدکیش سے ہم نبرد
کیا غول نے زور ہر چند پر — معین بخت اقبال یاور ہوا — ہوا کشتہ از تیغ زر آبدار
منظفر جوان و لاور ہوا — زمین کو کیا جسم سے بین لے پاک — کہ دیکہا تماشا مری جنگ کا
کیا غول کو مین نے نیستونابود — نہ جانبر ہو ہر گز تو ہے نامور — ولے پیش آدیگی کل وہ بلا
کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر — درخت دعوی یا ندو سر بلند — کہان اوسکا یا لای کسار ہے
وہ بچے بھی بین اوسکے کس دو رمند — مخجے اور تیری ہے جنگی سپاہ — کرکا گاہ وہ سیمرغ سبکو ستاہ
وہ بولا بتا بید یزدان پاک — فرض ایک سیمرغ خونخوار ہے — کزان تیغ بران سے اونکو ہلاک

احوال منزل پنجم از راہ ہفتخوان

روانہ ہوا صبح اسفندیار — دلیرانہ گردون پہ ہو کر سوار — وہان جبکہ پہونچا دلاور جوان
تب آیا وہ سیمرغ گردون فراز — کیا اوسنے چنگال و منقار باز — کہ گردون کو پنجے آزر دی کین
ولے اوسپر کہ جبکہ تیغ و سنان — ہوا اوسکے چنگال خونخوار ان — ہوا آشتہ چنگال جو رفتار سے
ہوئی کار گر جبکہ تیغ و سنان — ہوئی پارہ منقار خلق دران — ہوا اوسکے تن سے روان خبر خون
ہوا لغزہ زن پہلوان دلیر — کئے زخم شمشیر بہا تک رہا
وہین آشیان کو گریزان ہوئے — جوانمرد کے بازو قوت پر
ششم منزل اے سرور نامدار — کہون کیا کہ پر بنج ہی اسقدر

احوال منزل ششم از راہ ہفتخوان

اغرض کر کے ترتیب بزم خوشی — یہ گفتار سنکر دلاور جوان
کہ ہون دختر اک شہ کی آگاہ ہی — یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان
وہ جادو سے پہنگی پیرزن — جہان جس سے تاریک سا راہ ہوا
شتابان ہوا کمینچکر وہ دہن مرد — وہ غول سیہ کار انجام کار
دلاور نے پیہم سے کیا وہ کہا — وہ بولا کہ اے آفرین صد آفرین
مخجے اور تیری ہے جنگی سپاہ — کرکا گاہ وہ سیمرغ سبکو ستاہ
کزان تیغ بران سے اونکو ہلاک — کہ سیمرغ مسکن گزین نہانجان
سر قلعہ کوہسار بر بین — تو پکڑا اوسے اوسنے منقار سے
زمین پر گرا ہو کے پست و زبون — کہ سیمرغ بس دو پارہ کیا
ہوئی آفرین خوان پہ سر بسر — گذر نا وہان سے ہی دشوار تر

بہت بارش برف و باراں ہوئی ۔۔۔ چلے باد تند ایجو ان پہلوان ۔۔۔ تہہ ہو سپہ سخت پہونچے گزند ۔۔۔ یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند

لگے کہنے مردم کای نامدار ۔۔۔ خدا سے نہیں کر سکے کارزار ۔۔۔ مناسب یہی ہے کہ بس پھیر چلو ۔۔۔ تن و جان و سر یاں نہ برباد ہو

وہ کہنے لگا یں نہ ہرگز پھیریں ۔۔۔ رہ ہفتخوان طے بہجت کریں ۔۔۔ اگر ان سے پھر جاؤ تم شوق سے ۔۔۔ شتابان سوئے خانہ ہو دوق سے

نہیں فوج درکار کچھ زینہار ۔۔۔ مدد گار سیر اسے پروردگار ۔۔۔ یہ سنکر سران سپاہ دلیر ۔۔۔ لگے کہنے اے شاہ آفاق گیر

نہو دین جدا تجھسے ہم زینہار ۔۔۔ کریں جان و تن تجھپہ یکسر نثار ۔۔۔ تو بخشوں تہیں ملک و گنج و گہر

احوال منزل ششم راہ ہفتخوان

بروز ششم سرور نامور ۔۔۔ کیا متصل کوہ کے بت مقام ۔۔۔ اگی چلنے تب تند باد اسفار

ہوا روز جب رفتہ رفتہ تمام ۔۔۔ رہی تین دن ایک ہی بت مقام ۔۔۔ نہاں زیر کہسار لشکر ہوا

ہوئی بارش برف بھی بعد ازاں ۔۔۔ رہ عجز سے ہو کے دان اشکبار ۔۔۔ لگے مانگنے یہ دعا سب دہن

سپاہ سپہ دار اسفند یار ۔۔۔ کہ ہو یہ بلا دفع اب سر بسر ۔۔۔ کیا لطف سے یکسو زدان نے شاد

شتاب اپنی بندہ پہ تو رحم کر ۔۔۔ سپہدار بولا کہ اے گرگسار ۔۔۔ بفضل خدائے جہان آفرین

بجالا کے سر لشکر پروردگار ۔۔۔ دہن را سہر نے یہ پاسخ دیا ۔۔۔ کہ ہی راہ میں رنگ نغمہ تمام

سیان پیش آدیکی اب کیا بلا ۔۔۔ نہیں ہر کہیں سے ہا کیقطرہ آب ۔۔۔ نہ ہرگز کرے خاک پر سبزہ جا

زمین گرم ہی چون نفت آفتاب ۔۔۔ سوا ۔۔۔ سکے اشاہ گردون تنکوہ ۔۔۔ ذ تر و تن آتا ہے محکم کہ بس

عرض یہ خرابی ہی تا سی کردہ ۔۔۔ دلیران ایران و تو ران دیار ۔۔۔ میسر نہو غلہ و علف و کاہ

یہ منصور و فیروز ہون زینہار ۔۔۔

تو ہرگز نہ کھاب قدم پیشتر

احوال منزل ہفتم از راہ ہفتخوان

دلیر و جوانمرد اسفند یار ۔۔۔ منظر کرے سوے خداوند گار ۔۔۔ ہوا عازم منزل ہفتمین

دہن راہ برسے یہ بولا جوان ۔۔۔ نہیں رنگ نغمہ کہ ہاں کچھ نشان ۔۔۔ سر اسر تہی با طل تری گفتگو

ترا بخت فرخندہ یاور ہوا ۔۔۔ از برف کا اس زمین پر ہوا ۔۔۔ دہن سے جو لشکر گیا پیشتر

ہوا پر غضب دیکھکر نا مدار ۔۔۔ کہا راہبر سے کہ اے نابکار ۔۔۔ تو کہتا تہا ہر گز نہیں قطرہ آب

عبث تو نے سو پنچا کے یہ کر گزند ۔۔۔ کیا فوج کو سیری ماند نشیند ۔۔۔ تخیل ہو کے کہنے لگا گرگسار

کہ باد صف یمان زرد سے جفا ۔۔۔ گرفتار تعجیب مجھکو کیا ۔۔۔ سخن آگے تیرے دروغ آکیلیا

کرے تا کہ عطف عنان ہیں سے تو ۔۔۔ برآوے مری دلکی پہر آرزو ۔۔۔ رہائی ہو یعنی مری بند سے

توقع قوی ہے کہ یہ سری خطا ۔۔۔ معاف اب ہو یکسر ترے عطا ۔۔۔ ہنسا پہر سپہدار عالیجناب

گذر بحر خار سے بعد ازاں ۔۔۔ کہ خیمہ یا نتو کلت فرود شان ۔۔۔ وہان سے وہ ذرا یک فرسنگ تہا

یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند ۔۔۔

تن و جان و سر یاں نہ برباد ہو

یہ سنکر سران سپاہ دلیر ۔۔۔

وہ بولا یہون گر فتح و ظفر

تو بخشوں تہیں ملک و گنج و گہر

وہان سے ہوا عازم ہفتمین ۔۔۔

کہ عاجزہ و لشکر ہوا سر بسر

تردد سے ناچار لشکر ہوا ۔۔۔

کہ اے خالق آسمان و زمین

ہوئی یکقلم دور وان برف و باد ۔۔۔

رہی باقی راہ منزل ہفتمین

ہوا گرم چون شعل ہی صبح دم تمام ۔۔۔

نہ طایر اڑا دے نہ دوان پر دے ہوا

کریں جمعہ کہ گفتش اگر سو برس ۔۔۔

سپاہ گران ہو دے آخر تباہ

سو خانہ عطف و علنان ہاں سے کر

ہر اک گام پہ سر دبائی زمین

سپہ ارشگی بہ بولاد بین — کہ تدبیر تسخیر حصن بتین
اگر تم دو صد سال کوشش کرو — نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
کروں سر جدا شاہ ارچاسپ کا — ولیکن نہ لوں کینہ لہراسپ کا
چکا یک ہوا تند وہ شور بخت — کہی اور سنے سوخی سے گفتار سخت
بیک زخم شمشیر زہر آبدار — کیا قلعہ کی دہن پر گزن گزگسار
بنایا وہ روئین دہ آہن سے تہا — نہیں نام شاہاں کا گل و خشت کا
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا — نیا یا وہاں کام ندبیر کا
اوشاکر سب رنج آیا بیان — دریغا کہ محنت گئی رائیگان
غرض ہو کے مایوس واں سے پھرا — نہیں خالی طمع دل پراگندہ ست
کہ کیفیت فرزند را کر بیان — وہ رو پیش بولا کہ اے پہلوان
سد اغلہ پیدا ہو وان بیحساب — روان ہیں بہت چشمہ ہا بیحساب
گذر مردم غیر کاداں نہیں — دلے حکم یوں ہی سپہ را چہیں
بہ نگر ہو اشاد اسفندیار — کیا آفیوں سے یوں نہ شکار
تو رہنما خبردار شام و پگاہ — کہ تیرے حوالے ہی کیسر سپاہ
تو اس وقت لیکر سپہ بیخطر — دلیرانہ آنا در قلعہ پر

بتا زور و زر مجکو اے گزگسار — وہ یا وہ سنے پاسخ کہ ہی نامدار
بہ بولا کہ روئین فتح اک آن میں — میں گھونسا یکو وڑ را کے میدان میں
زن و دختر و خواہر شاہ چین — کروں میں گرفتار زر بے کمین
ہوا غضب سے سوخی سالار زہر — ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و قہر
گیا شب کو لیکر کئی پہلوان — کہ قلعہ اسفندیار جوان
سنہ و شنگ بالاد دہنا چیل — ہوا دیکھ حیران جوانمرد یل
بہ بولا کہ کہتا نہ اسپ گزگسار — کہ یہ ذرہ تسخیر ہو نہ میرا کار
میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھی — ہوئی حاصل آخر ندامت مجھی
ہوا اکیدے و بیش و میں دو چار — یہ کہنے لگا اوس سے اسفندیار
سپاہ گران ہی درون حصار — نہیں واں کوئی چیز طرفہ بہ کار
کہ آدی کمیں سے جو بازار گان — نبرد آزمایان خنجر گذار
کہا تا ہوں میں نیکے بازار گان — مہیا ہی اس قہر میں ہر ایک شے
درون قدر روئین سے پہلوان — تو آنے دو اسکو سیاں بیگمان
دلے جبکہ ہو وہ زمین آتش بلند — دے اسکے ہو وہ زمین آتش بلند
جدا تن سے نکلوں کسے کیجیو — حیا تن سے نکلوں کسے کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ روئین و کشتن ارجاسپ دیگر مرتبہ بسپہ او فتح یافتن

مہیا وہیں کر کے یکصد شتر — کیا جامہ کاروان زیب بر
وہ ہشیار استر کہ باقی رہے — کو ہر اک پہ صندوق دو دو کہے
ہوئے سارباں عدیل نامجو — صد و شصت گردان جنگ آزما
سنا شاہ ارچاسپ نے ناگہاں — کہ آیا ہی ایران سے اک کاروان
غرض اسطرح سے برے کجھار — گیا مرد و روئین تن اسفندیار
جو پہنچا دژ و قلعہ پر کاروان — کہا جا بجا ہر گذر باں کو — کہ زنہار راس نہ مزاحم ہو
یہ ارچاسپ کو جا کے سیجا پیام — گیا بہرہ وہ سود اگر احمد — خوشی سے درون حصار بلند
یہ ہی خواہش بدہ خاکسار — رہ دور سے باستماع گران — مسافت کو طے کر کے آیا بیان
متاع گران پیشکش کی درین — دیا شاہ نے حکم آدی بیان — گیا پیش ارچاسپ بازار گان
ہوا خرم و شاد سالار چین — کہا نام کیا اوسنے پاسخ دیا — کہ جراد ہے نام میرا شہا

یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان
تو ایران کی ہے خبر کہ بیان

جہاندار گشتاسپ و اسفندیار

یل گرگساران نبرد آزما
سلامت ہے یا قتل ہو کر گیا

اگر سر سلامت ہیں ہیں بیل و مہار

کہ ایران سے عازم ہوا ہیں ادھر
نہیں ہے وہاں کی مجھ کچھ خبر

دیا او نے پاسخ کہ اے بادشاہ

کہ آوے رہ ہفتخوان سے ادھر
ہنا شاہ ترکان سے کہ خبر

ولیکن یہ تمہارہ راہ میں آشکار

وہ جو اور درخست ہوا بدازیان
کیا تھا نے ہنگام رخصت بیان

کہ ایں تاب اسفندیار

غرض یکے بازار میں اک مکان
لگائی دکان پر متاع گران

کہ ایں آید چاچی چو بوقت تو

دلاور کی وہ خواہر مہوش
نشیمن کے مطبخ میں قیمہ بنی

سنی یہ خبر جبکہ دونوں نے وان

لگے آنے ہر جنس سے تستری

کہ آیا ہے ایران سے بازارگان

ہوا گرم بازار سودا گری



سوگوار روان وہ شتابان ہوئین — یہ جراوسے آکے پریشان ہوئین — اگر احوال گشتاسپ و اسفندیار — سجے گر ہی معلوم کر آنشکار

وہ بولا کہ ہیون مرد بازرگان — منین وقف احوال شاہ دیران — یہ کیسکہ ہوا ستاد در خشگین — وہ چجایان رومی پہ گرگین

ولے وہ بہ وقف دا ہین راز سے — سیاوہ سکو پہچان آواز سے — گئین پہرہ ہیمن بر دگھذار

گئین اوس سے کہنے کہ ہی نامور — کرین کچہ عیان راز خلوت ہوگر — طلب کرکے خلوت مین اوکو کیا

تمہاری رہائی کو ہین آیا ہین — کسی سے نہ یہ راز کیجیو عیان — وہ بیچارہ یان شاد و خرم رہین

گیا اکیدن وہ جوان پیش شاہ — لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ — جوان بچے بھی پہچان اوسکو لیا

کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر — کرین جتن ترتیب مین زود تر — تباہی ہین آیا تہا سیر اجہاز

یہ جی مین ہی اب نذر کیجیو ادا — عوض شتہ ہیگا بس مین تی فزا — غنا تہے سے پہرا زیر پاک کی

کہ اشہ سے جراوسے بیچارگان — کہ سکن گزین ہو جہان بیکران — یہ سنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ

بلندی پہ ہون جلسہ کو خیمہ زدن — کرون ایک ترتیب ایوان انجمن — غنا تہے ہو تنگ آشت یا مدار

وہان پہر سر اپردہ کرکے بلند — خوشی سے وہ سودا گر ارجمند — نہ چین بے پردہ زنگی او سکو دی

ہوا ہون ہوا محفل آرائے عیش و نشاط — گئے تا مداران سبی بساط و یکسر سب — ہوا محفل آرائے عیش و نشاط

ہوئے مست مے خوب پرکر شراب — طعام لطیف و می و دور جام — دم صبح شہ از سر انبساط

در و زنہ اگر ہو کلیسہ خواہ — ہوئی روشن آتش وہان بیعیاں — مہیا ہتا سامان عشرت تمام

کہا ہین ہون اسفندیار دلیر — وہان جبکو پایا اوسے بیدریغ — کہ سنگہا جبکا ہو پہنچا ہوان

یہ سنکر گیا سوی خانہ شتاب — ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار — کیا کینچہ کر زیر برندہ تیغ

گراب جاکے بدخواہ سو کارزار — سپہدار کہرم کہ فرزند ہتا — آیا در و زنہ پہ اسفندیار

سواران چین اور پنجاہ ہزار — سپاہ گران لیکے کہرم گیا — اوسے شاہ ارجاسپ نے یون کہا

تو لیکر صد و شصت مردان کار — سپہ پیش ارجاسپ کمر بہی — ہوا جانیہ تن سو خنگ آزما

بہت کشتہ و خستہ رکان ہوئے — گیا وقت شب سو ے ایوان شاہ — ہوئی جب ولادر کو یہ آگہی

یہ سنکر صد و شصت مرد ان کار — گئین وہ ہین پیش جوان خوشخرام — ولیرانہ چین پہ ہوا رزم خواہ

سو نترل گرد اسفندیار ہوئے — لگے کرنے باہم وہ ہین کارزار — دیا او سکو نشکوی نشہ کا نشان

رہا زخم باہم کئے بیدریغ — ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار — سپہدار ارجاسپ پہ اسفندیار

گرفتار سا تھ او سکے وہ ہین گئین — سپہر اوان سے پہرہ دلاور جوان — منظفر ہوا اگر داسفندیار

سب کے ورقطہ آیا دوان — کہ بدخواہ نے ہو کے پرخاش جو — سب کے فتح گردان چین پیشمار

کیا کشتہ ارجاسپ کو — وہین جانب ورقہ شتابان ہوا — وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا

سنی جب یہ آواز جران ہوا

گیا جبکہ کہرم در دون حصار ۔۔۔ ہوا گرم جنگ اوس سے اسفندیار ۔۔۔ پشوتن بھی دنبال کہرم گیا ۔۔۔ ہوا اگرم بازار پرخاش کا

دلیران توران و گردان چین ۔۔۔ ہمو ئی سکر دان کشتی تیغ کین ۔۔۔ در و دشت ہوا غرق خون سر بسر ۔۔۔ پڑی غش پرخش ایہر او ہر

زبون آمد کارزگان ہوئے ۔۔۔ سراسیمہ دلسی گریزان ہوئے ۔۔۔ ولیکن نہ زہناک کہرم ہٹا ۔۔۔ دلیران میدان مین قایم رہا

نگا کنے کہرم سے اسفندیار ۔۔۔ کہ اے نامدار کہرم نامدار ۔۔۔ مری ساتھ ہو آ کے گرم نبرد ۔۔۔ یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد

وہ مرد توانا و حیت و دلیر ۔۔۔ ہوئے گرم پکارا مانند شیر ۔۔۔ پکڑ کر کمر بند کہرم دہین ۔۔۔ دلاور نے پٹکا بر دی زمین

کیا تخ سے پیر سر اوسکا جدا ۔۔۔ خوشی سے وہان حکم پیر دیا ۔۔۔ کہ جو کوئی حاضر ہو یان آن کر ۔۔۔ کردن اوسپ لطف و کرم بیشتر

حضور اوسکے حاضر جو رگان ہوئے ۔۔۔ تو وہ مورد لطف و احسان ہوئے ۔۔۔ بہت دن رہا فلکہ مین نامور ۔۔۔ مسخر ہوا ملک چین سر بسر

سران نواحی توران دیار ۔۔۔ ہوئے آکے محکوم اسفندیار ۔۔۔ ہوا دان جو کوئی نہ زمان دیے ۔۔۔ تو لیس قتل اوسکو کیا یا اسیر

نہ کوئی رہا چین مین اکنڈ مار ۔۔۔ نہ توران مین کوئی رہا نہ یار ۔۔۔ سپہ کو بصد لطف و جود و عطا ۔۔۔ دلاور نے گنج فراوان دیا

زمان پر پوار ارجاسپ شاہ ۔۔۔ رکین اپنے لشکر مین با عز و جاہ ۔۔۔ دلے دختر و خواہر شاہ چین ۔۔۔ ہر اک پور کے کی حوالے ہین

لکہا نامہ فتح گشتاسپ کو ۔۔۔ ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو ۔۔۔ یہ اسفندیار جوان کو لکہا ۔۔۔ کہ اے نامدار سبہ دار آزما

تو با بفعل ان ہوا تھا گزین ۔۔۔ تصرف مین لا ملک ماچین و چین ۔۔۔ سپہدار نے پہر لکہا یہ جواب ۔۔۔ کرائے تا جدار زریا جناب

سخر کیا ملک توران و چین ۔۔۔ یہان ہم رہا اندیشہ ہر گز نہین ۔۔۔ بس اب آرزوئی تہ بوس شاہ ۔۔۔ مجہے ہے شب و روز در دشنام پگاہ

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن پدر

دگر بارہ جب نامہ پہلوان ۔۔۔ روانہ ہوا سوئے ایران دیار ۔۔۔ وہان جبکہ پہونچا وہ فرخ نہاد ۔۔۔ پڑہا شاہ نے نامہ لکہا آسمان

رہ ہفتخوان سے بہر اسفندیار ۔۔۔ تلے برف کے دیکہا تہا جو مال ۔۔۔ گیا جبکہ نزدیک شہر پدر ۔۔۔ ہوئی تہی جہان بارش برف باد

تو بس دو مہین یا تہا تمام دکمال ۔۔۔ وہان سنکر نزدیک ایوان گیا ۔۔۔ تو آیا جہانہ ار گشتاسپ بہی ۔۔۔ تو وہ مہین تکہم شہ نامور

بزرگان ایران گئے پیشوا ۔۔۔ کہ عالم ستان رہبو صبح دسا ۔۔۔ کیا ایک رتبہ جشن نشاط ۔۔۔ بغلگیر ہو کر لگے بہ طرب خوشی

کیا آفرین اور کی یہ دعا ۔۔۔ کئی آپ بہی با دشہ نے پے ۔۔۔ گہا نشاہ نے پہر کہ اے پہلوان ۔۔۔ پئے جام مے از رہ انبساط

او سے ہاتہ کو اپنے بہر کر دے ۔۔۔ تو کہہ مجہسے تا دل مرا شاد ہو ۔۔۔ وہ بولا کہ اسدم ہون مست شراب ۔۔۔ بیان کر ذرا قصہ ہفتخوان

کی گشتہ جسطرح ارجاسپ کو ۔۔۔ سحر گہ مفصل کردن آشکار ۔۔۔ جہانذار گشتاسپ روزگر ۔۔۔ کہون کیا مین اسکے شاہ گردن جناب

کہ گفتار ستان ہی بے اعتبار ۔۔۔ جوان نے حضور شہ نامدار ۔۔۔ مفصل کہا قصہ ہفتخوان ۔۔۔ سر تخت زرین ہوا جلوہ گر

برابر تہا کرسی یہ اسفندیار ۔۔۔ ولیکن ہوا ولیعہد اندیشہ مند ۔۔۔ نہ ہرگز دیا اوسکو بہیم و تخت ۔۔۔ کیا ما جرا جنگ کا سب بیان

بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند ۔۔۔ ہوا سخت آزردہ اسفندیار ۔۔۔ کتایون جو تہی مادر مہربان ۔۔۔ کہ شاہ شاہ کو اوس سے دسواس سخت

جو دیکہی یہ بیہودی شہریار ۔۔۔ لفرزان شہ ہشیہ نام جو ۔۔۔ گرفتار تہین اوسکی ان خواہران ۔۔۔ حضور اوسکے جاکر یہ بولا کہ آج

کہ من نے کیا قتل ارجاسپ کو ۔۔۔ رہا کر کے نامین اوسکو یہان ۔۔۔ رہا کر کے نامین اوسکو یہان

اوٹھائی بہت سخت و رنج سخت
کتابوں نے لکھے از روئے نبشت
سیاوار کے پیر گرفتار بند
کہ محکوم ہیں تیرے سردار چند
گر گیا تو شاہی پس مرگ شاہ
کہا ایک دن وقت مستی نے
جو کچھ کام اس جانشاں نے کیا
بظاہر یہ دلجوئی پہلوان
طلب کر کے جاماسپ کو اپنے پاس
کہ ہی کس طرح مرگ اسفندیار
زبردست سے مرد اسفندیار
دلے پہلوان رستم نامدار
بہت کر کے تعریف اسفندیار
یہ سنکر سوئے سران سپاہ
کہا میں نے یہ رستم گرد کو
اطاعت سے پیر اہی اپنی نہ سر
تہتن ہے القصہ سیل و نہار
مرے دل میں کینہ ہی سابات کا
جوان سے کہا شاہ نے بعد ازاں
وہ بولا کہ میں پہلے اے بادشاہ
عوض لے سکے کرزم کے کہنی سے آہ
کہوں قصہ ہفتخوان یاد کر
زن پیر جادو وہ غول سیاہ
وہ سختی سراوہ باران برف
گذرتا جہاں سخت ہیں ان کو اعدا

پر الغائی دیو میں یان آن قدر
تو یہ بات ہرگز زبان پر نلا
نہ پدرکے ہی تارک پہ تاج ہی
مگر اضطراب اے ول منتظیر
خوش آئی نہ یہ پند اوسوز نہاد
کہا قتل دشمن کو اے یادشاہ
مگر حیف القائے وعدہ ہنوز
دلے دلمیں ناخوش ہوا تہمتار
ذرا دیکھ احوال اسفندیار
منظر کر سوئی گردش مہر و ماہ
جہانمیں ظفر مند و فیروز ہو
ہوا شاہ شادان یہ سنکر سخن
مبارک بخو تخت و تاج بشی
کہ گشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز او ہر
کہ ہی کابل خدا یل و فیروز
براہ اطاعت وہ آتا نہیں
مناسب ہے اب یہ کہ اسفندیار
تہتن کو یا کشتہ کر یا اسیر
شہ چین کو وقت دغا دہی تنگ
کیا کشتہ آنشاہ ارجاسپ کو
وہ گرگان جنگی و شیر ژیان
وہ سیمرغ آیا جو ہر ستیز
کروں گر بیان میں تو ہو بیدرنگ
بہانیکو ست کام فرمانتاب

تو کہہ جا کے انصاف سے ہر دو در
کہ ہو بدگمان شاہ کشور کشا
ولے فی الحقیقت ہے تجکو خوشی
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
اوٹھا ہو کے دلگیر اسفندیار
کہا میں نے ناموس تیرا نگاہ
نہ تو نے کیا اے خنہ نیک روز
یہ گفتار آئی بہت ناگوار
تو کر مجھے راز فلک آشکار
کہا میں کہ اے شاہ گیتی پناہ
سخن کر کہ حیف اقلیم کو
دہمیں ایک ترتیب کی آجمن
کہ زیبا ہی تجکو کلاہ مہی
ہو میں دختر ارجمن زنان بید سب
نہ لی اتنی مدت میں میری خبر
سطا کردہ ہنسر دخشم سوز
مجھے کہہ یہی خاطر من الملین
کرے رستم گرد سے کارزار
تو بہتر آ کے لے مجھے تاج سیر
لیا لک یکایک سوئی کر کے پشت
کہ شاہ ان ہو ساہنشہ نامجو
وہ کافر بلا اژدہائے دمان
تو کینہ خواہ اوسے بھی تہتنج تیز
روان مثل دریا دل خاکرنگ
رہ لطف سے کر مجھے کامیاب

کہ پیمان سے پھرے تین نہ نہار — شہان فلک قدر عالی وقار
حوالے کیا پھر مجھے تخت و تاج — پدر نے ترے از سر اہتماج
اگر میں کروں فخر شائستہ ہے — بزرگی مجھی آج بایستہ ہے
شہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا — کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا
کمر بستہ حاضر تھے جو بندگان — یل زال اور رستم سپہ وان
بڑا حیف ہے سخت ہے ہار و ننگ — کہ ہو نامور تو و فیر و زرنگ
تصرف میں انصاف ایران کہ میں — سر خلافت کا دعوی کریں
شہانبدہ ہوں پھر سے سیستان — کروں جنگ رستم سے میں ناگہان
شہانبان ہو تو یہ کے گنج و سپاہ — تھن سے ہو جاب زر نخواہ
زوارہ فراہم زر کوہی نہ چھوڑ — بداندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
نہیں جائے اندیشہ کچھ زینہار — کہ تو ہے جہان میں یل نامدار
کیا قتل اور جانب تورزرنگ — و زرد میں آخر سا پہ زرنگ
اگر یگانو اکدم میں لوسکوا سیر — تجھے پہ میں دونگا یہ تاج و سریر
دلاور جوان نے دیا یہ جواب — کہ رستم کو پہر گز نہیں ہے یہ تاب
جہان کا دلے تربیت کردہ ہے — ہماری بزرگوں کا پروردہ ہے
بہت اوسنے کارنامان کئے — زبون نامداران توران کئے
زبون رہے نزدیک میدان پاک — کہ ایسے دلاور کو کیجئے ہلاک
مگر مجھکو اندیشہ کچھ اور ہے — سہلا یہ بھی شاہا کوئی طور ہے
نہیں خوب شاہا جو پیمان سست — یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست
بزرگوں کی تھے نین حاضر رہا — نکوئی مرے ساتھ اوسنے کیا
رہ سیستان لے بفوج گران — گرفتار رستم کو کر جا کے ان
کہ عبرت ہو اور زنگو پہر زینہار — نہ کوئی کرے سرکشی اختیار
یہ مقصد ہو تیرا کہ ہو یاں سے دور — رہو نہیں نہ زینہار سیر حضور
یہ کہکر جوان ہو کے چین جبین — شہانبان ہو اسو خانہ دہین
خبر لاکہ اوسکا ارادہ ہے کیا — یہ سنکر وہ دستور دانا گیا

سہلا ردم میں تو نے شاہنشہا — کہ کیا کشتہ اک گرگ اک اژدہا
کہی میں نے اب کار ہاے کلان — ملائے تہ خاک خوی دشمنان
سناسب ہے یاد رلائیں تجھے — وے سخت غم ہی کہ ہر صبح و شام
اور اب سرکشی ہمسے کی اختیار — کہ اوسکا ہوس خسروی آگے مدام
ترے آگے اسطرح شام و سحر — نہیں حکم لائے بجا زینہار
لگا کہنے یوں گرد افاق گیر — کہ دیکھے مجھے آپ تاج سریر
وہ بولا کہ تیرا ہی ہیہم و تخت — نہ بدلو ہو اسو سے ہرگز نکیخت
گرفتار کر رستم زال کو — تصرف میں لا ملک رسال کو
نہ رکھے بدیگالان کا نام و نشان — کہ ہو پھر کوئی کینہ آور جہان
کیا ہفتخوان قطع تو نے تمام — بلند اس جگہ نہیں ہوا تیرا نام
نہیں تاب رستم جو ہو ہم نبرد — تو ہے شیر نیستان گرندہ ہی شیر مرد
قسم نہ ندا اوسکی اے پہلوان — کہ یہ نہیں نہ زنہار پیمان شکن
جو مجھسے کرے آکے میدان میں جنگ — کرونہیں زبون اوسکو پیش ننگ
سناہے کہ رستم یل نامدار — رہا ہاں نخت و درخت شکنار
یہ ایرانیان دیکھتے رہی سخت — تہتن نہ کرتا اگر کارسخت
مخالف نہ اتنا اگر پور زال — تو مہمان ہو کیھوں تو اوسکا دوسال
مری حق تہین ہی بدیگال سیان — مرے حق میں ہی سوئے ستیان
مجھی بھیجتا ہی سوئے ستیان — بلا سے اگر رستم پہلوان
یہ گشتاسپ بولا کہ سن اے جوان — تمنائی اورنگ افسر ہے گر
نہ لا در میان عذر ہی نا مور — پڑی ہو سو گردن میں اوسکی کمند
پیادہ اوسے لا جہان کے سپرد — بہانہ نکرنا ہی پس بیگمان
وہ بولا کہ اے یا دشاہ جہان — جہان سے ہی بس ایک گوشہ مجھی
سیارک یہ اورنگ افسر تجھے — کہ جاؤں تو پیش اسفندیار
لگا کہنے جاماسپ سے شہریار — وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال
ہوا جا کے جب اوس سے پیمانگاں

جو کچھ یہ مصلحت ہو وہ مجھے بتا
خردمند نے تب یہ پاسخ دیا
بجا لاکتابی سے حکم پدر

وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ
سوئے سیستان ہو روانہ بگاہ
نہ سر پہ زنہار اے نامور

کہ راضی ہی رویین تن اسفندیار
بجنگ یل رستم نامدار
کیا جائے جا سے نہ پیمان

کتابون سے بولا شہ نامجو
کہ اسفندیار جہان گرد کو
گیا پردہ پیش کتابون فتاد

رضامند ہے گرچہ وہ نامور
دلیکن بنسلی ذرا تو بھی کر
بے جنگ رستم بفتح گران

کتابون ہوئی سنکے اندوہگین
جوان سے کہا جا کہ او نسوہین
تو بخشو نہ بہر دو بین تاج و سریر

نہ جا اوسطرف ہرگز اے ہوشمند
ذرا گوش جان سے تو سن میری پند
مگر مقصد زرم اوسے تو زنہار

دلے مقصد بیکراں اوسے نہ تہا
کہ ہے وہ نکوخواہ سرکار کا
کہ رستم سے ڈرنا نہیں زنہار

بذیرا کیا جس نے اسبات کو
اگر بعد اقرار انکار ہو
کہ ہوں رستم گرد سے کینہ خواہ

رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان
ہوا شہ سے رخصت سوئے سیستان
سجا لاکے فرمان حضور

وہ اشتر روان تہا جو پیش نظار
گیا بیٹھ واں اور پہر زنہار
شتابان بصد کروفر

لگے کہنے مردم ہوئی قتل بد
سواد اکہ پیش آوی کچھ حال بد
گیا منصل سیستان کے وہ جب

وہ بولا یہ موقع ہے اور ہی بجا
دلیکن حبا ندار کشور گشا
تو پہر زال نے بازوان سرور

گیا جبکہ رستم سے رخصت ہوا
روانہ کیا اوسنے بہمن تب
گیا پیش رستم کہا ماجرا

کہا ہے طلب رستم گرد کو
ادب سے جھکا یا سر اوسکے حضور
تو جا شوق سے پیش اسفندیار

وہ بولا کہ پیوستہ اے پہلوان
یہ بہمن سے سنکر یل نامجو
کیا جبکہ یہ زال زر نے بیان

اوسے شاہ گشتاسپ لائے گہر
رہے ہم کمر بستہ پیش کیان
تو قرنف کنان ہو تو اہی نامور

وہ پہونچے کنارہی پدر بانے جب
تکلف سے مہمانی اوسکی تو کر
کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے

یہ کہکر گیا بہمن نامدار
لگا کہنے بہمن سے تن سے تب
گیا سر پہ سہدار اسفندیار

کہا جاکے یوں پیش اسفندیار
کہا جاکے یوں پیش اسفندیار
جو کچھ پیشہ طا خدمت نہی لایا جا

خبر سنکے آنے کی تیری جہان
مرے ساتھ آیا ہی وہ پہلوان
ترے قد پہ زیبا قبائی شہی

اور ترخش سے رستم پہلوان
جھکا کر سر عجز چون بندگان
ترے سر پہ شایان کلاہ مہی

کہ اے وارث تخت و تاج کیان
سر سرفرازان گیتی ستان
ترے سر پہ شایان کلاہ مہی

وہ ہے نیک طالع جو بخیر ہے حضور
پرستش کنان ہو بفرط سرور

ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
طرح مہر کے عالم افروز ہو

فرود آ کے گھوڑے سے اسفندیار
ہوا رستم گرد سے ہمکنار

سزاوار تحسین و صد آفرین
جہان مین تو اوسکا ہو مانند چین

وہ بولا کہ مجھکو سرافراز کر
تو رونق فزا چلکے ہو سیر گہر

وہین رستم گرد کو لے گیا
وہان جاکے رستم سے کہنے لگا

بس اب تو بھی راضی ہو اس بات پر
کہ دان بیجلون تجھکو پابند کر

نہ اکدم رکھے شہ گرفتار بند
نہ پہونچا دے ہرگز بجی گی پند

کہ راضی نہین ہے اگر بند پر
تو بس ہو کے رخصت تو جا اپنے گھر

بیان شہنشاہ فرخندہ خو
مرے گھر تو مہمان ہو چلکے ہو

وہ بولا کہ آیا تہا یان شہریار
بطور دگر اے ستودہ شعار

اگر میرے فرمان سے پھر جائے تو
سر جنگ از روی کین آ فرے تو

تجھے بند کرکے نہ بیجا دن گر
تو کیا فدر یا دن حضور پدر

سہراب نے پھر دیا یہ جواب
کہ پی اور دیکھے مجھے صہبا ناب

تہتن یہ بولا کہ رخصت ہون اب
کہون زال سے جاکے احوال آب

جوان نے کہا یون کہ آیا تہا
بیان بھیجنا صاف اور نہ جواب

کہا اے سپہدار آفاق گیر
کیا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر

لگا کہنے اوس سے یہ اسفندیار
کہ پھر آوگا رستم نامدار

کتاب مصلحت سے کہ اے نامدار
بساتھ اوسکے ہونگے ہزار نہ یار

ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
گیا سوچ مین سرور ارجمند

کہا زال نے یون کہ اے نامدار
بلکہ اوہ اپنا ہے اسفندیار

بجوے سپہدار عالی گہر
شتابان ہوا گرد دشت دگر

وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور

مرے ساتھ بیش آتشہ ارجمند
روان ہو تو ہو کر اسیر کمند

کہ مین کام تیرے بہت آؤنگا
سدا تیری خدمت بجا لاؤنگا

کرے سرکشی تجھسے جو خسرو بخت
شتابی گرفتار خواری ہو سخت

یہ آئین و رسم ادب دیکھکر
ہوا شاد مان سرور نامور

لگا کرنے رستم کی بہ یون ثنا
کہ اے نامور گرد و زور آزما

قوی اوسکی ہو پشت پہل دہمار
نہو وے ادسی کہ یہ غم روزگار

پدیرانہ اوسنے کیا زینہار
ولے اپنے لشکر مین اسفندیار

یہ ہی حکم گشتاسپ شاہ دلیر
کہ رستم کو لے آو کر کے اسیر

پہونچکر حضور شہ کامگار
کہ رہ مین رہا تجھکو اے نامدار

رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
کیا پھر سپہدار نے یون بیان

یہ للہ زبان پر پھل پہلتین
کہ یکبار اے سرور انجمن

جو کچھ مجھسے فرماوگے تو بعد ازان
بجا لاؤن فرمان تر الجوان

ولیکن مین آیا بعزم دگر
بہلا کینہ نکہ سمان ہون اب خبر

تو مین کس طرح کہلے کے نان و نمک
کرون تجھسے پیکار زیر فلک

وہ بولا کہ زینہار مین ہی یہان
کہان دنگا اب آ سپہدار زمان

طلب کرکے پھر جام و مینا و مین
کئے نوش باہم کئی شادمین

جو کچھ مصلحت دے مجھو زال زر
گزارش کرون مین یہان آنکر

سوی خانہ رستم چو رخصت ہوا
تو تسوین نے اندیشہ اوسدم کیا

نہایت زبون سخت بیچا کیا
کہ دشمن کو یون ہاتھ جانے دیا

لگا کہنے تسوین کہ اے شیر گیر
زبردست ہے وہ سوار دلیر

سبا دا کہ پھر کار دشوار ہو
نہو بے دگر دور آزار ہو

گیا رستم گرد جب اپنے گہر
یقصہ کہا زال سے سر بسر

سحر اوسکی خدمت مین پھر جائیو
نہ سو اوس سے لین در لائیو

اوسے لیگیا آکے اسفندیار
کیا خوب رستم کا عزو وقار

کیا اوسنے انکار اور یون کہا
کہ اے پہلوان تو ہی یہان سے بجا

کہا اوسنے اے گرد فرخ شیم
تو کہہ مجھپہ مصروف لطف و کرم

کئے مین نے کار نمایان مدام
کئے پست گردان تو ران تمام

جہان میں سر افراز گردان ہوئیں
مروت سے کرتا ہوں انکسار
یہ چاہا زروئے غضب بیدریغ
شقاوت بہت تو نے کی پیشتر
سورا ست بیٹے ہیں پوستہ ہم
سنا بن نے اے رستم نامور
رکھا زال کو سیمرغ ایوان میں
جو ناپاک بدنگل دیکھا اسے
وہ مردار کھا کر ہوا جب کلاں
بزرگوں کی سیری جو چاہی کرے
یہ سنکر ہوا خندہ پیلتن
نہیں ہے یہ گھفتار اے نامور
بزرگان تھے واقف تری سر بسر
بزرگان جنگی تہا ہو تنگ سے
مری مان بھی تھی وخت مہراب کا
دلیران ایران زمین چند بار
یہ بیانہ زنہار مین نے کیا
دلیری یہ اپنی نہ معغرور ہو
گئی شاہ کیخسرو تہ تیغ تیز
وہ دیو سفید اور اکوان دیو
چھوڑا یا شہنشاہ کاؤس کو
گئی بار دی بن نے اوسکو تمکت
نہ کر جنگجوئی جو کچھ ہے تمیز
یہ چاہا ہی تہا اوسدم کردان بیدریغ
ستم گر مدار کسیے مہمان پر

گمدار شاہان ایران ہوئیں
نہیں ورنہ تجھسے خطر زنہار
تہتن یہ کیسے رہا رستم تیغ
بس آرام سے بیٹھ مے نوش کر
یہ کہکر گیا بیٹھ بے رنج و غم
کہ ہی نسل سے دیو کے زال زر
بہن چھوڑ آیا بیابان مین
تو سیمرغ نے بہی نہ کہایا اوسے
تب آیا وہ پہر خانہ سیستان
تو حامل ہوا رتبہ سروری
زبان پر یہ تندی سی لا یا سخن
ستراوار شاہان عالی گہر
اور آگاہ سے خوب نیر ادیر
زبون شیر جسکی نہا جنگ سے
خداوند تمکین و اعزاز و جاہ
کیا چاہتے تے مجہی تہریار
نہ خواہان ہوا افسر و تخت کا
کیا تو نے بس کشتہ ارجاسپ کو
کیا قتل دیو سفید کو وقت تمیز
کہ تہا گرد عالم مین جسکا غریو
یل گیو گستہم اور طوس کو
گیا پیش اوسکا نکچہ زور دست
نہ کہو رائیگان اپنی جان عزیز
تہتن کو اب کہینچے زیر تیغ
تو لطف و مروت کی ہی دور تر

کیا دشمنوں سے جہان جن نے پاک
یل پیلتن سی یہ سنکر سخن
ولیکن تحمل کیا اور بہنسا
کہا پہر سوی دست چپ بیٹھے تو
ہوا پہر سپہدار چین چہین
سیہ جردہ و چہرہ سو کیفید
کہ کہا جائین اوسکو کہین جانور
دہین پاس بچون کے وہ لیگیا
پسر ایک بہی سام کہتا تہا
تو پیدا ہوا زال سی بیدزان
کہ حرف پراگندہ ناسزا
تو ہی طفل بیعقل نادان ابہی
کہ ہی پنجسے سام کی گرز زال
سمجہ سے سپہدار انجم خشم
کہ ضحاک نہا اوسکا نیچہ پسر
یہ کہتی تو رکہہ سر سے پا بہی
وگرنہ پہونچتی تہتن سب تہی
تو ماتد بیرے دلاور نہین
تنک کیا بن نے وہ ہفتخوان
تلائے وہ دم میں تہ خون و خاک
سپہدار تورا ن تہا و ارسیاب
کیا بن نے خاقان چین کو اسیر
سپہدار جنگ آور دکینہ جو
ولیکن یہ سوچا کہ ہی میہمان
یہ بولا کہ بن نے کہے حرف نرم

کیا رکشان جہان کو ہلاک
ہوا خشمگین سر ور انجمن
یہ ہنسکر تہتن سے کہنے لگا
یہ ہنسکر لگا کہنے اسنے ماجو
خفا ہو کے رستم سی بولا وہین
ہوا وہ یکہ سام اوسی نا امید
ہوا ایک سیمرغ کا دان گندہ
کہلا تا تہا مرد ار صبح و مسا
اوسے لاجرم پھر پدر کیا
کہ اب فخر کرتا ہے آنا یہان
تو زنہار اپنی زبان پر نہ لا
شین تجکو زنہار کچہہ آگہی
زبان سے تہا سام فرخ خصال
کہ بن یعنی یک جد ہی تم اور ہم
جہانگیر شاہنشہ نامور
تو اے ملک ایران مین شاہنشی
میسر نہ آتی یہ فرمان دہی
ولیری و گردی مین ہمسر تہین
مگذر سے جہان فیل و شیر ژیان
کیا شاہ مازندراں کو ہلاک
کسیکو نہی جنگ کی جسکی تاب
مری تیغ بران ہی آفاق گیر
ہوا پر غضب شکے اسبات کو
یہ گر آپ سے یعنی آیا یہان
تو کیون شیل آتش کے ہوتا ہی گرم

فلک رتبہ ہے گرچہ تو سیک ہے
پرستندہ بادشاہان کے

جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
تو حاصل ہو تجکو یہ عز و جاہ

تو کرتا ہا روز و شب چاکری
سخی ہیں نے کی بلکہ سچیتری

کہ ایران سے تا روم و تورانچین
مروج کیا تازہ آئین و دین

کیا ایک عالم کو آتش پرست
کیا میں نے گردن فرازوں کو پست

تہا حصن بانندران استوار
لیسان دژ و رود ہیں آسکا مدار

غضب پر بلا تہا مہ افغنوان
گمان ستھر رہتا تہا ہفتخوان

گئے تیرے ساتھ جنگی سوار
وہ بولاسوی ہفتخوان دہ ہزار

مراد ان نہ کوئی مددگار تہا
فقط رخش و گرز گران انبار تہا

کہ میں نے کیے کشتہ تہا وہان
وہ دیوان خونخوار و جنگ آزما

دلیران جنگی و مردان کار
نہ ساتھ انکے ہوتی تجو تاب جنگ

گرفتہ زندہ ہوتا تو بس بیدرنگ
کہ ہی اس حقیقت سے واقف جہان

کہ کنجسر و عدل گستر نے جب
رکہا سر یہ لہراسپ کے تاج سب

بزرگان ایران نہ خرسند تہے
یہی تہی تمنائے خرد و کلان

فرہیز ہو یا دشاہ جہان
نہ زنہار یہ خاش چہتے دیا

ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار
کہ میرے جگہ ہم یادر اینا مدار

نکر فخر آئین گشاسپ پر
یہی ہے ترے باپ کی آرزو

یہ مقدور ہرگز کسی کا نہیں
کہ میری طرف دیکھو آزردگین

ولیکن بخشائی یا دلپذیر
کسی سے نہ بن ہے ہرگز نہیں

تہا مست ہوکر ہوئیں چین چین
کلگر گشتہ تہا جگا تا اوج ماہ

سخنہائے دشوار کہکر ادہکا
ہوا یہ نہ مقدور اک گرز کا

اگرچہ وہ ہان ہی بہت زر مند
مری کرکے دلجوئی انجام کار

فزونتر کیا میرا تشنہ نے زار
یہ تندی و تیزی نکر مجھیے تو

سیہدار نے سن دیا یہ جواب
اے رستم آتشانہ کیا ہیچ و تاب

مرے زور و دست پنجہ پر نگاہ
مجھے جسقدر قوت و زور ہے

رکہے تہا کہان شاہ کا بس کے
جو دیکہا یہ نیروے اسفندیار

فشردہ کیا پنجہ پہلوان
سپہدار نے یہ کہا بدزبان

کہ زورآزمائی کرون تجھیے اب
ہوا زور معلوم تیرا مجھے

شتابان ہو پیر خسرو سے آنجا گہر
کہون جاکے قصہ سبھی بیخطا

نہ پیو پنجاون جانپر تری پنجہ گرتند
تو ہے گرچہ پرزور آور دلیر

وہ بولا کہ اے مرد بیکار جو
تو کل و دیکہنا تو کوشش کا زار

نہ پیو پنجے تجھیے بادگرز عنید
گردن تخت زر کا پر جلوہ گر

سوئی زال زر و دین لاون تجھے
چلون پہر تری ساتھ فرزند تیک شاہ

بجا لاون خدمت بخط سر تجھ
سخن پہر زبان پر یہ لایا جوان

نہ دنیا میں کوئی رہی تا جہار
کہ تا تک یہ گفتار ای پہلوان

کہ اب روز سبھی گذر ہی دو پاس

طلب کرکے خوان چکولا آگے کیا
تو رستم نے اکدم مین خالی کیا

کہ اس جام سے سیر ہونا نہین
رکھالا کے ناس کلان پر رہین

ہوے دام حیرت مین مرد اسیر
مرض ہوا پیر دہ گرد دلیر

جو ہو بند پر راضی اے ہوشمند
تو جانا پڑی کچھ نہ آوے گر گزند

مصاحب جو تیری مین آوے ذرا
ہم ملکے اب تو بھی کر شورا

چلون مین تری ساتھ بے نیدا
حضور جہاندار کیوان لوا

وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو
پذیرا مین کرتا پر اے نامجو

سبلا کسلئے کام ایسا کرون
کہ اس دہر مین جس سے پدنام ہون

یہ سنکر لگا کہنے جنگی سوار
کہ دیوان خونخوار و مردان کار

تری رزم سے کچھ نہین جو خلاص
ولیکن یہ اندیشہ ہی سر زمان

سمجھ دل مین اے مرغ فرخ سفید
کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار

تراہے شمن جان سے تا جور
تجھے کسلئے اوسنے بھیجا ادھر

نہو کار فرما جوانی کو تو
نہ کر سیلوانی مرے رو برو

وہ بولا کہ دیتا ہے تو کیا فریب
خطر مین ہی میری فرار و نشیب

پسر کو برادر کو اور باپ کو
تو آیا ہے کیدان مین اکینہ جو

لگا کہنے رستم کہ اب کیجیے کیا
نہین چارہ گر آئی تیری قضا

یہ سنکر سوخانہ رستم گیا
حضور پدر پر یون گزارش کیا

کہنے زال نے پیر سخنہائے پند
لگا کہنے تب رستم ارجمند

نہین صبر کی تاب اب زینہار
کرون جنگ ساتھ اوسکے اوتار ا

کہے کسلئے تو نے دیدے پر آب
وہ بولا اُن نے تب اُسے یہ جواب

جگر گشتہ ہو اسفندیار جوان
تو ہو نام بدپیش اہل جہان

تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
کہ جیتا پکڑ لاون اُسے بیر حضور

لگا کہنے ہنسکر وہ مرد کہن
کہ ہر گز زبان پر نہ لایو سخن

زبون جسکے آگے ہو مغفور چین
جہان مین کوئی ایسا رکھا ہے نہین

یہ ہے عقل سے دور اے مرد گرد
جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

تو دیتا ہتا رستم یہ اودسے جواب
بلانے تھے جبدم کہ جام شراب

پیا پے لگا پینے وہ پیل تن
کہ آتی تھی جسمین نشہ اب لگن

کہ کر مصحصت نال سو جا کے تو
لگا کہنے یہ سور نام جو

دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار
وگرنہ ہوا آمادہ کارزار

قدم رنجہ فرماوے تو پیر مرے گر
وگرنہ کرون صبحدم آکے جنگ

نہ لاون تری جنگ مین کچھ دریغ
یہ فرمانیکا تھا کہ بس در گیا

نہ پاوے یہ رستم کو یہ کر سکا
نہین جنگ سے تیری مجھکو غرض

کہے یا نہ لینا تر اسہل تر
جو مین نے کیے کشتہ تنگا رسین

تو رنہا رانکے برابر نہین
کہ ہو کشتہ گردنت پیکار تو

تو ہو پیش تنہا ہان مرا زور رہ
ہوا سا لخوراب تو گشتاسپ شاہ

تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
کہ ہو کشتہ ہو دی مری ہاتھ سے

نہین آگہی تجھکو اس بات سے
گزند اپنی جان پر توست کردہ را

نہ بد نام کر مجھکو بہر خدا
حضور پدر یہ بیان باندکر

کروں یا تجھے قتل وقت سحر
کہ آنکھون سے دیکھین ترا حال زار

کرین نیم سے ماتم وہ بسل دنمار
بوقت دعا آبگا یہ نظر

کہ ہو ن نوحہ گر کسکے پور و پدر
کہ ہے سر کیا سفندیار

نہین اور چارہ سجز کارزار
کہ نالایق و بخت کہکر مجھے

کہا بچہ دیو اد سنے تجھے
یہ سنکر کیا خشم کو اوسنے تر

لگا پو چنے تب بل نامور
کہ گر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ

تو خانہ خرابی ہو بہر پدر ننگ
رکین پہر کیان ہمے کینہ سا

تہمتن نے سنکر یہ پاسخ دیا
کروں پیشکش اوسکی بہر گنج و زر

اطاعت سی پیرون نہ زنہار سر
وہ اسفندیار جہان پہلوان

دلیر و جہانگیر و کشور ستان
تو کہتا ہی سیدا تھین جب جا کے مین

اوسی نہیج زین سے اوسالا لون مین
سمجھ لین اپنے تو اوی سا لخورد

کیا صبح دم رستم پہلوان
سوے جنگ اسفندیار جوان

تہمتن نے جب دم کہ پہنی زرہ
توپہر زال نے اوسکی باندہی گرہ

زوارہ سے یون زال زر نے کہا
زوارہ کو نسا لارنگر کیا

اگر بروقت تو یاوری کیجیو
تغافل کو دان راہ مت کیجیو

شتابان ہوا جیکر وہ پیلتن
رگاب و عنان نے کیا راستہ

کہ یارب تو اسکا مددگار ہی
سوا تیرے کون اسکا اب یار ہی

زوارہ سے بولا یل نامور
یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار

روانہ ہوا سوے اسفندیار
یہ رستون نے جانا اوسے دیکہکر

لگا کہنے یون پیش اسفندیار
کہ رستم سے کر صلح اے نامدار

سوشہ بعید گونہ لطف و عطا
کہ آتا ہے بہر صلح نامور

کہا اوسنے تجکو ہی عزم ستیز
وہ بولا کہ لاجوشن اے نبرد

ہوا نکے پرو رود ل مرد کا
تو لیجا تہمتن کو بے نبد پا

مرے ساتھ کر تجکو ہی عزم جنگ
دو مرد دلاور جوہون زرنجو

بجے جی سے اگر اب اے شیر مرد
مرا دل ستیزہ سے ہے ریز ریز

دے کچہ نہ زنہار پاسخ دیا
تہمتن نے پہر یہ جو اعزاز کو

تو ہو کر سوار اب تو بیدر نگ
یہ رستون سے بولا وہ اسفندیار

کہ جاؤن ہون تنہا برای نبرد
تو ساتہ ہو دہ رہکر سپاہ

کرو تہمن اشارہ تو پہر بیدرنگ
مدد میری تم کیجیو آن کر

دے دیکہنا جہکا ہی وقت تنگ
تہمتن نے اوس سے کیا یہ بیان

دلیرانہ شبرنگ پر ہو سوار
کہ ایرانی اور سبنانی ہم

ست ہین سواران ایران دیار
کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو کا

کہ جو ہر ہو ہر ایک کا آشکار
ہوے گرم کین ہر دو شیر ژیان

مدد کو نہ آوے کوئی زنہار
شکستہ ہوئین تیغ بہی سر بسر

شکستہ ہوئی نیزہ ہر جا بیانع
اگر سے گرز بہی ہاتھ سے اکبار

کیا پہر دلیرون نے گرز گران
کیا زور گرچہ رہ کین سے

پکر کر دو ال کر بعد ازان
زرہ پارہ اور چاک برستوان

پراگندہ دل شیر دان ہو سے
زوارہ کو تہا جنگ مین کچہ عجب

جدا ہو سے دونون نے پہر دم لیا
خروشان ہوا شل غرندہ ابر

بسوے دلیران ایران گیا
تو ہو فوج زابل سے پیکار جو

یہ سنکر ہین پور اسفندیار
طرح خیزہ زنے کر خروشان ہوا

کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
کہ شاگرد ستار رستم گرد کا

دلیرانہ اوس سے ہوا گرم جنگ
لگا کہنے سید امین کر کے غان

نہ الوام ہرگز سمجہنا مجہے
ہوا کشتہ نوشتادر نامور

کزون غرق خون ایکدم مین تجھے
پہر اک گرز یا راجو بالای سر



کشتہ شدن اسفندیار از تیر دو پیکان رستم کہ ہر دو چشمانش انداختہ

جو اُمزد مہر یوشش پہلواں — دگر پور اسفندیار جواں
فرامرز داوس کے مقابل ہوا — فرامرز نے قتل اوسکو کیا
رہیم ہیش اسفندیار جواں — کیا جا کے بہن نے بکیر ملیں

دواں کر کے شبدیز کو بیدرنگ — شتابان ہوا سوئے میدان جنگ
نہ کشتہ ہوئے صرف دو نامدار — ہوئے قتل ایرانیاں بیشمار
کہ لشکر نے زابل کے بیخوف و باک — کیا آ کے ایرانیوں کو ہلاک

دو فرزند تیرے ہوئے کامیاب
سپہدار سنکر ہوا پر غضب

نہیں ہے یہ آئین گردن کشاں

بسر دو یکے نام آوران زمن
سزاوار نفرین ہے ہیماں شکن

لگا کہنے پہر رستم نیک بخت

کہ سو گند جاں و سر شہریار
نہیں ہے مجھے آگہی زینہار

نہیں ہیر پرخاش میری رضا

کیا جسنے اب جنگ میں ارتکاب
کروں اسکو قتل اور اسیر خراب

ہوا لے کروں تیرے آگے سور

اونہیں شوق سے قتل کر تو یہاں
برادر کو اور پور کو باندھکر

کہ تیرے گنہگار ہیں بیگماں

وہ بولا بفرمان یزدان پاک
یہ تیرے گنہگار ہیں بیگماں

کرونگا عوض اونکے تجکو ہلاک

یہ کہکر ہوے پہر وہ مشغول جنگ
خدنگ ہل رستم نامدار

سنوتا تہا کچھ کار گر زینہار

دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
خدنگ ہل رستم نامدار

ہوا اوس سے مجروح دریش و گلگار

دلے تیر اسفندیار جواں
کہ آئے پیاپے سوے پہلواں

تن رخش و جسم دلاور سوار

لگے زخم کاری جو اوس رخش پر
سوار دلاور تب آیا اوتر

ہوا رخش پہر سوکے خاندواں

زوارہ ہوا دیکہکر درد مند
گیا وہ وہیں پیش یل ارجمند

پیادہ رہا رستم پہلواں

بسوے بلندی گیا نامدار
لگا کہنے تب ہنکے اسفندیار

بدل سے تہن کے لہو یوں بہے

جہاں میں ترے زور کا تہا غریو
تری تیغ براں ہے کاہے تہا دیو

زبوں ہوکے میداں سے ہٹ گیا

ترا زور بازو گیا اب کہاں
کہاں ہے ترا تیر پہلو گزار

کہاں ہے ترا اب وہ گرز گراں

پیادہ ہوا آپ مانند شیر
گیا بہر خنگ آزمائی دلیر

کیا یوں اے گرد اسفندیار

یہ چاہے تہا اسفندیار جواں
کہ رستم ہوں ہر عزم پیکار میں

کہ احوال معلوم ہے سب ترا

وہ بولا کہ جاری ہے گردن سے خوں
اگر اب بھی راضی ہو تو بند پر

غرض رزم گہ سے وہ خنگ آزماں
ہوا رستم کو سوکے خانہ رواں

کیا اونکے تابوت کو ہمرہاں

سو شاہ گشتاسپ کیوں نشاں
خدا جانے کل پیش کیا آئیگا

ولیکن یہ تہا ماجرا آج کا
کہا یوں کہ آخر دعا کریں

پشوتن سے کہنے لگا بہلول
نہیں ہے یہ آئین گردن کشاں

لگا کہنے پہر رستم نیک بخت
نہیں ہیر پرخاش میری رضا

ہوا لے کروں تیرے آگے سور

برادر کو اور پور کو باندھکر
گروں گا عوض اونکے تجکو ہلاک

خدنگ ہل رستم نامدار
سنوتا تہا کچھ کار گر زینہار

تن رخش و جسم دلاور سوار

ہوا رخش پہر سوکے خاندواں
پیادہ رہا رستم پہلواں

بدل سے تہن کے لہو یوں بہے

زبوں ہوکے میداں سے ہٹ گیا
کہاں ہے ترا تیر پہلو گزار

کیا یوں اے گرد اسفندیار

ترے ساتہہ کرتا ہوں میں کارزار
تو بہتر ہے اے رستم نامور

ہوا رخ زآخر اب اے نامور
ہوا سے بہتونکے اسفندیار

کہا یوں کہ آخر دعا کریں

پشوتن سے کہنے لگا بہلول
کہ آدم نہیں رستم پہلواں

شرشت اوسکی ہے آہن و سنگ سے — مجھے اوسکی اذیت ہے خنجر سے تنگ — بہت رنج شمشیر و گرز گراں
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر — کسی سے نہ عاجز ہوا نامور — کیا تیر سے اوسکو آخر زبوں
یقیں ہے کہ جانبر نہ وقت شب — سپہ دار ہے زندہ گر بے غضب — ادھر تاختر دو میں اسفندیار
گریا جبکہ ایواں میں نزدیک زال — اور اوس نے تہمن کو دیکھا بحال — کہ مجروح و خستہ ہے سرتا بپا
کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم — ہمارے نصیبو نہیں تا بہ ستم — برادر پدر مادر و پور زن
کیا لبتہ زخموں کو مرہم لگا — تہمتن نے ہرزال سے یوں کہا — کہ رویں تن اسفندیار دلیر
تنومند مانند نخل بلند — مری تیغ براں تھی خلد الگا فنا — سناور تی تھی دل کوہ قاف
مرا تیر سنداں سے کرتا گذر — نہ ہرگز ہوا ویسا کچھ کارگر — نہ کچھ زور بازو گیا پیش پائے
اگر زور گرنامیں کہسار پر — تو برگشتہ کرتا اوسے آپ سر — کیا زور ہر چند پرزینہار
نہ وہ خنجر جو پشت نہیں سے ہلا — کہوں کیا میں اس قوت و زور کا — کہیں میں نے دیکھا نہیں زینہار
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام — وگرنہ مرا کام کرتا تمام — نکل جاؤں تا چار یار سے کہیں
کہ پہر یا نہ آوے نہ یار نشاں — کرے جستجو گرچہ جنگی جواں — کہ گر تو نکلجائے اے پیلتن
تو پہر آکے ایواں میں اسفندیار — کرے ہمکو یکسر گرفتار و خوار — کروں کیا کہ ہے اوسکو یزداں سہائے
جو ہو تا میاں آج وہ شیر مرد — تو بد خواہ کے ساتھ کرتا نبرد — فیل نامور بر دے پیل افگن
ترے واسطے اوس سے ہوتی جو جنگ — نہیں اسفندر زمرت آب — کہ اوس پہلو انکو کرتا تہ و تیغ
کرتی الغور پیچہ لگا یہ حضور — کیا اوس نے وعدہ یہ مجھسے کہ ہاں — جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہاں
گزارش کیا یوں کہ اے زال زر — بلندی پہ کر آتش افروختہ — جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
ہوا آکے پرخاش کا نو استگار — مجھے کسلئے اب کیا تو نے یاد — وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد
ہم رستم گرد اسفندیار — نیا زاوس سے ہے کیا پیشتر — نہ آیا سر رحم وہ کینہ ور
کروں چارہ اسکا میں اب دو دتہ — رہو اور رستم دو خوش مرغ ریش — بلا وقت پیری یہ آئی ہے پیش
خطاب خوش مرغ رستم کو کر کے فغاں — جو دیکھا تو ہے خون بدن سے رواں

پیاخواں کو اللہ لے اپنے پر — ہوئے زخم اسپے وہیں سر بسر — ہوا رستم دوش پہر تند رست — توانا دو زور آور و چابک چست

گیا کہنے سیمرغ سے نا بجو — کہ اے شاہ مرغاں مددگار ہو — یقین ہے اگر تو مرا ہو دے یار — تو ہووے ترا یوں گرداسفندیار

وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند — توانا و گردنکش و زور مند — مجھے اور بخشے ہے یہ قوت کمال — کروں سانہ اوسکے شیوں کٹا

سو نخت خواں یہ جواں جب گیا — مرا جعفت واں ایک سیمرغ تھا — مقابل جو سانہ اوسکے آ کر ہوا — تو سیمرغ ہر گز نہ حاضر ہوا

تو گر اوس جواں سے ہے دور تر — تو ہشیار ہے اے رستم نامور — یہ سنکر ہوا زال گریہ کناں — کہا یوں کہ گرد رستم پہلواں

کہیں زور جاوے تو اسفندیار — کریگا ہمیں باندھکر سخت خوار — بتا کوئی تدبیر پہر خدا — تو وام غم و رنج سے گرد ہوا

وہ بولا کہ اے رستم نامدار — مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار — گذر کر کے دریا سے پیر رنج و غم — گئے اک نیستاں میں دونوں ہم

غرض نخل گرز اک نیستاں میں تھا — تھنتے سے سیمرغ نے یوں کہا — کہ اک شاخ لیجا تو اب توڑ کر — اسے راست کر سکے تو اوس پر

بنا اسکا تو اک دو شاخہ خدنگ — سحر جا کے سیدان میں ہو گرم جنگ — پہر اوس تیر کو اے یل نامدار — رہا کر ہوئے چشم اسفندیار

کرے جو کوئی کشتہ اوس مرد کو — وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہو — نہیں خوب ہے قتل اسفندیار — خرابی ہے قاتل کی انجام کار

ہوے کور کرنے سے اوسکے ضرر — نہ ہو پہنچے ذرا تو قسے کور کر — یہ خاصیت اوس حوب کی ہے یہاں — تمنا ہو نا دک فگن کی جہاں

وہاں تیر بیٹھے بحکم خدا — یہ سنکر ہوا خوش وہ زور آزما — پہر آئے وہ دونوں ہی پیش دل — ہوا زال مسرور و شاداں کمال

وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازاں — گیا سیستاں سے سوئے آشیاں — جو اسفندیار رستم نے پہر یہ رنگ — مرتب کیا اک دو شاخہ خدنگ

گیا سے دو پیکان زہر آبدار — ہوا فتح و نصرت کا امیدوار — نہ تاباں ہوا تھا ہنوز آفتاب — حریف جفا کیش تھا گرم خواب

کہ میداں میں آیا سوار دلیر — یل نامور رستم شیر گیر — ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان — کہ اے مرد اسفندیار جوان

ذرا خواب نے پیش سے بیدار ہو — کہ آیا پہ رزم رستم خنگ جو — اوٹھا سنکے آواز اسفندیار — پشوتن سے بولا کہ اے نامدار

مرے دلیر تم وقت شب بیگماں — کہیں کیا یہ کہتا ہے نعرہ تیر — تعجب کہ ہے ہوشمند و دلیر

ندا دی کہ احوال اسکا ہے کیا — وہی رخش ہے یہ کہ رخش دگر — شتابی سے اب جلد لا یہ خبر

بسوی تہمتن پشوتن گیا — رکھو تمکو یزداں وہ دارو جہانوار — کہ ہر زخم کی یل میں ہے چارہ ساز

سو اسکے نہ زخم کاری نہ تھا — کہ یہ روز سے چاق ہے پہلواں — ہوا تھا توکل خستہ اے ناتواں

ولیعہدی سے اسکے مجھے ہو حظر
مناسب ہے اب یون کہا تو نے ہو

خفا ہو شوتن پہ اسفندیار
گیا دو ہن سید آہن ہو کر سوا

نہین زخم کا اب اثر زینہار
ترا باپ منتا ہے کہ ہو سحر کار

تجھے آج خستہ کرون اسقدر
کہ ہو نوحہ گر زال زر دیکھکر

مرے جسم پر اے بل نامور
نہ ہرگز کرے تیر تیرا اثر

کہ دست زنجہ ہو سب صلح آ
تو بخش از سر لطف میری خطا

قسم ہے یہ بہر خدا ہرگز کردن
ترے ساتھ بیٹھ نشستہ چلون

وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
اگر زندگی تجکو منظور ہے

مرے قید کرنے سے اب در گذر
عوض اسکے لے مجھسے تو گنج زر

تجھے بیکشش دون زر و سیم نیاز
تو کر رحم اے سرور سرفراز

خدا کے بھی فرمان سے ہو حکم شاہ
زیادہ ترا سے رستم کینہ خواہ

وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
ندے جان با میتاج و سریر

تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
یہ کمر کہ دہن لیکے تیر و کمان

تہمتن نے اوسدم یہ ماجی دعا
کہ کرتا ہو بہتر عاجزی یا خدا

پذیرا یہ کرتا نہین زینہار
کیا چاہتا ہی مجھے سخت خوار

عقوبت نہ دیکھ پھر تو مجھ بیردا
مگر مجھپہ ثابت گناہ و خطا

رکھا مرد نے سر کو زین پر نگون
روان اوسکی آنکھون سے بہنے لگا خون

ولیکن نہ ہرگز گرا بیجان
ہوا مین نہ زینہا زالا کنان

یہ دیکھا تو توسین سے بہمن نہین
ہوئے سخت غمناک و اندوہگین

کیا چارہ چشم اسفندیار
ہوا کیچہ نہین فایدہ زینہار

نہ تنہا ہوا زال زر رشاد کام
ہوئے خرم و شاد مردم تمام

کہ دنیا مین خونریز اسفندیار
نہ زندہ رہی دیر تک زینہار

جہان آفرین ہر زمان یار ہو
شب و روز و تیر امد گار ہو

یہ فردوسی پیش اسفندیار
گیا زال اور رستم نامدار

لکھا تا یہی ملک تقدیر کا
سنے کینو کہ لوح جہین کا لکھا

تہمتن کیا تھا آشتی ہی ضرور
تو پرخاش کو دیسے کر انپہ دور

ہوا تہا تو کل خستہ اسی ناتوان
تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان

کہ آیا تو سید ان مین بر چار ناچار
کیا اوسنے جادو سی پہر تندرست

اوٹھا خیال ایسے دستی تو کس
وہ بولا کہ جیسین نر کہ یہ ہوس

گذ ارش یہ کرتا ہو سین بار بار
کرونگا تجھے کشتہ انجام کار

کہ ایوان مرا تم تک بستان ہو
مرے گہر ذرا چلکے مہمان ہو

جو چاہے کرے خسرو ارجمند
کرے لطف یا قتل ما تجکو بند

تہمتن نے اوسکو یہ پاسخ دیا
تو پا بند ہو کر مرے پاس آ

کنیزان مطلعت و گلعذار
در بے بہا تاج گو ہر نگار

نہین چاہیے مجھکو یہ گنج و زر
کہا اوسنے بیہودہ کوئی نکر

کہ بخشے تجھے تخت و افسر پدر
تجھے لیچلون دست و پا باندہکر

کہا یون نکر او رکہیے گفتگو
ہوا پر غضب سر پر رکینہ جو

بطرز پسندیدہ و دلپذیر
کیا سوچے رستم روان ایک تیر

خوشی سے سین دی بتا ہون سر ایک چیز
زرہ گو سر و تاج و گنج و کمر

مخالف کی آنکھین نشانہ خدنگ
تو اوسپر ہو میر کہ ہون بیدرنگ

سو ہی تیر تم اسفندیار پر چلان
یہ سنکر کیا تیر گز کو روان

صد و سعت کہان تو ہی تیر خدنگ
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ

رکہا زین پر سر تو ذرا ہی آر خمید
تو تک تیر کہا کر ہوا در دمند

ادہے لیگئے بی خشمگین و شتاب
کیا اپنی آنکہون کو نشانہ پر آپ

یہ دی زال زر کو نوید ظفر
تہمتن گیا پھر حضور پدر

یہ اختر شناسون نے دی ہی خبر
دلے زال بولا کہ اے نامور

کہ پیر سر سے دور از بد بھے
تری جان کا ہے خطر اب مجھے

کیا جو کچہ اپنی کنیہ جو نے کیا
وہ بولا کہ سیری نہین کچہ خطا

وہ بولا نہین کچہ گناہ و گناہ
ہوئی دونون جا کر دہان غلطہ

ادہے اب تو اے رستم نامجان
مرا بو ہے ہے بہمن نوجوان

سکھا پہلوانی کے سارے ہنر
تبارسم دولت او سپرد سر سپر
نہتن نے دو ہین پدر کو کیا

رکھوں اسکے تارک پہ تاج کلاہ
کروں تختہ او کی بجگشتاسپ شاہ
یہ تسوین سے بولا پسر اسفندیار

روانہ ہو تو سوئے گشتاسپ شاہ
یہ کہکے چلا اے خسرو دین پناہ
مجھے تو نے بھیجا پی قتل یان

ہوئی ہار ہو اب تیری حاصل لو
تو کر سلطنت نشتوں سے شاد شاد
ولیکن بروز جزا بیگمان

سری مان سے کیونکر کہ ہو کے سبو سہ
اگر دل سے اپنے غم و رنج دور
نہین خایدہ گریہ سے زینہار

کہا پسر و ہن کہنچکر سر و دم
اگر گشتاسپ سے بھلکو پہونچا تم
کیا طاہر جان نے پرواز سپہر

لگے رونے تسوین و ہین و ہان
ہوئی رستم زال گر فغان
او وہ رہ گئے نابوت اسفندیار

او وہر آئے بہمن کو اپنے گہر
یل نامور رستم زال زر
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار

کیا باپ کو اسکے تو نے ہلاک
وال اسکا نمود گاہ کینہ سی پاک
برادر بہی اسکے ہوئی قتل مرد

مناسب نہی تربیت اسکی یان
کہ بدخواہ اپنا ہی یہ بیگمان
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا

جو تسوین حضور رشہ نامدار
گیا لیکے نابوت اسفندیار
ہوا شاہ گشتاسپ آلہ کمان

نہ رستم یہ میرغ ذزال زر
کشندہ ہی تو پور کا اے پدر
روا رکھکے جان پسر رستم

خجالت سے نہا بادشہ سر فرو
کہ نفرین تہی ہر ہمت سے شاہ کو
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار

لکھا نامہ رستم نے پہر شاہ کو
کہ ہون بجیطائے تہنہ نامجو
حضور سپہدار اسفندیار

بہت او سکو دیتا تہا ہین گنج و زر
یہ کہتا تہا ہر دم کہ اے نامور
چلون پیش سلطان کشور کشا

نہین چارہ تقدیر سے زینہار
ہوا وہ جو ہونا تہا انجام کار
کیا ترتیب پور کو اوسکے اب

جو کچہہ حکم ہو او سکو لاون بجا
کہ ہون بندہ شاہ کشور کشا
جو نامہ پڑہا شاہ نے سر بسر

کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
تہتن ہی اس امر مین بیخطا

او سے پند کی مین نے بہی چند بار
اثر کچہہ نہ ہر گز ہوا زینہار
نہ آیا وہ ہرگز بحالت باز

اجل نے او سے سخت جاہل کیا
یہ کہکر تہتن کو نامہ لکہا
کہ رکھہ جمع خاطر تو اے نامدار

بیان آیو جب کر بہمن کو با
روان کر تو بہمن کو با بالفعل آپ
تہتن جیئے بہمن کو با صد وقار

ہوا دلمکیر شاد فرمان روا
او سید بہمن کو شہ نے کیا
نہ انہ کیا سوئے ایران دیار

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشته شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکہے ہی یہ فردوسی بے نظیر	کہ آزاد سرو ایک تنا مرد پیر	یہ کہتا تہا او پیر مرد سترگ	کہ سایہ فگن ہی تہے پر برگ

اوسے قصہ خسروان یاد تھا
کہا او سنے مجھسے یہی ماجرا

کبھی بعد زمان دستان شناد
کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد

کہ زال اک کنیزک پہ مایل ہوا
اور اک اوس سے فرزند حاصل ہوا

یہ لطف نگون بخت جب ہو جوان
کری خانمان سب تبہ بیگمان

بدی اسکی طینت سے ہو دور تر
مبسوط نے نکوئی تو ہو راہبر

وہان کا جو تہماتن شاہ بنکو سپہر
قرابت وہ رکھتا تہا با زال زر

اوسے ایک دی تخت خسروستان
کیا اسکو تخت او سکو با عزو شان

سپہدار کابل سے بولا شناد
اے بادشاہ بخشندہ نہاد

قرابت پہ سیری نکی کچھ نظر
لحاظ او سے بس کم کیا سر بسر

یہ بولا کہ مجکو ذرا اب بتا
کہی قتل کی اسکے تدبیر کیا

کردن جاکے رستم سے تیر اگلا
غضبناک ہو کر یہان آئیگا

وہان رکھکے تیغ و سنان و تبر
سر چاہ جنس پوش کر سر بسر

غرض شاہ کابل سے وہ فور بخت
لگا کرنے اک روز گفتار سخت

سپہدار کابل ہوا تند و گرم
وہ بولا کہ آتی نہین تجکو شرم

کہے ہی یہی رستم شیر زاد
کہ سیر ابر او زمین سے شناد

برادر جو تیرے ہین دار و رسن
تجے چاکرون سے سمجھتے ہین کم

کہا یون کہ نالایق و ناسزا
سپہدار کابل نے مجکو کیا

چلو شہر کابل مین لے کر سپاہ
کردن بقتل او سکو بجال تباہ

سو شہر کابل شتابان ہوا
سپہدار کابل ہر ارسان ہوا

برہنہ سر و پا ہو گریہ کنان
یہ بولا کہ اے نامدار جہان

سر رحم آیا یل نامدار
کیا شاہ کابل کا افزون وقار

شناد نگون بخت نے بعد ازان
کہا یون کہ مین چلکہ کندہ جہان

نگاہ کرنے معزف بخچیر گاہ
کہا سپر کہا ی گرد باعز و جاہ

زوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
شناد سپہدار بہی ساتھ تہا

سوچ گیا رستم نامور
کہ حنس پوش تہی چاہ کندہ مگر

کہ رستم سے اسفندیار جوان
ہوا اسطرح سے تینو کمان

سپہر اوس قصہ کو نظم مین لیا
نثر اوس طرح سے بیان کیا

کہا اوسنے یوسہر و چشم پر
یہ بولا کہ اے نامدار دلیر

ہوا جبکہ القصہ جسدم جوان
مناجات کی زال زر نے مین

ہوا جبکہ کابل مین داخل شناد
ہوا اوسکو کابل کا افزون وقار

حضور یل رستم کینہ خواہ
کیا زال نے سوئے کابل روان

ہوا مین تہمتن سے نا شاد اب
تو اوس شاہ نے تب بجب مراد

یہ چینی ہے رستم سے ہون کینہ خواہ
سدا باج بہیجے تہا کابل کا شاہ

کہا اوسنے یون آہستہ نیکر وزیر
شنا آئی اوسے شرم ہرگز نہ غیب

تو آزردہ ہون مجھے مین نیکر وزیر
کردن قتل اوسکو بحال تباہ

اور اوس راہ مین کندہ کر چاہ
سپہدار نے اوسطرح سے کیا

سنین پوچہا گاہ تیری جہز
تری ذات مجھسے نہین خوبتر

سنین کچھ تری زنہار آبرو
نہین نسل سی سام یل کی ہی تو

حضور تہمتن گیا یہ سناد
ہوا اوسنے اندیشہ کو دور کر

دیا داد سنے یوسہر و چشم پر
یہ کیکر ہین رستم نامدار

کردن تجکو کابل کا بہیر شہریار
پیادہ حضور یل سرفراز

ہوا آکے حاضر زر دی نیاز
تو کر لطف ازراہ لطف و عطا

ہوئی مجھسے ستی مین صادر خطا
بجا بندگی لاکے نمان کیا

اوسے شاہ کابل نے نمان کیا
غرض ایکدن وہ شہ کینہ جو

وہان بیچلو رستم گرد کو
یہ سنکر وہین رستم نامجو

کہ مشغول صید افگنی چلیے ہو
سوار اوہ دونون شقاوت نشان

ہوے جیاسازی سی نیکر دان
غرض شاہ کے پاس جسدم گیا

تو پہر رخش خنجر گذار اوسنے

نی خاک کی مان جو کچھ پائی لہو
ہوا اگرم و پھر خشم جون شیر مست
دوبارا کہ آیا جو پھر باد پا
دے رخش نے جست کی انتہا
ہوا پارہ پارہ سراپا بدن
ہوے دشمن جان زرستی جفا
تری کام کی خاطر آیا بیان

ہوا تشنہ خشم صبا گام کو
ولیکن گرا چاہ مین کر کے جست
تو پھر دو سر سے چاہ مین جا پڑا
کہ آیا نظر پھر یہی روے کبھی
ہوا سخت درماندہ وہ پلنگ
دغا سے یہان قتل مجھ کو کیا
کہ ہو دے ذرا تیری تقصیر نشان

ہوا رستم پہلوان شرنگین
ہوا خستہ و پیش خشم و سوار
وہان بھی لگے زخم تیغ و تبر
کنوئین سات اسطرح سے تھے وہان
یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ
لگا کہنے منہ کر کے سوی شغاد
مرد ساتھ کیون تو نے کی یہ دغا

جڑا رخش پر تا زمانہ وہین
کہ تھے چاہ مین خنجر آبدار
ہوا چاک و خستہ بدن سر بسر
کیا گرد آخر ہوا ناتوان
شغاد دلاور کابل کا شاہ
کہ تا بھائی تیرا مین ہے اعتماد
مجھے کس لیے ہاے ضایع کیا



وہ بولا کہ تیری سر راستی سبی — بہت تو نے خونریزی خلق کی
کہتن یہ بولا کہ اے چلو گر — نیک نو شد ارد کو تو اپنے سر
کہ کاؤس کیخسرو کیقباد — گئے بادشاہان فرخ نہاد
جو پہیو تو مین یاں بہت دن نرہا — بسراب بایں سے جا ہون ملک بقا
شتاذ نگون بخت سے پھر کہا — ہوا وہ کہ چاہی تھی جو کچھ قضا
تو پھر خدا دے خدا گی کسان — کہ ایمن رہو مین نہ دون سے یہان
پس نخل گرچہ چہ پاید نہاد — ہوا سفتہ بیکس بحق نخواہد
تہتن سے پھر جان رخصت ہوئی — تو قفل کی اکدم نہ رخصت ہوئی
دیکن سوار ایک باقی رہا — سو وہ سیستان مین شتابی گیا
لگی رونے رستم کی مان زار زار — یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار
فرامرز نے سخت ماتم کیا — غرض زال نے اوس سے پھر یون کہا
فرامرز جنگی ہوا پھر روان — سو شہر کابل بلغچہ گران
فرامرز کو جب ہوئی آگہی — کہ ہی شاہ سے شہر کابل تہی
بیان کیجیے کیا صورت گشتگان — تنہا نام گو گشت جز استخوان
ترا رہے کے اور رستم گرد کے — وہ لشکر گیا استخوان گشت سے
ہوا گرم پکار کابل کا شاہ — ہوئی فوج کابل سراسر سپاہ
فرامرز نے اوسکو اندر گزین — کیا ہاتھ سے قتل اپنے وہین

سپہدار کابل نے پھر یون کہا — کہ اب نہ شما رہ بنجودن بجا
سد اکون قایم ہے زرنگ — جہان مین رہو مین ہلاکت تلک
دلیران و گرزنکش و نامجو — گئے اس جہان سے مرے روبرو
فرامرز جنگی دلاور جوان — مرا کینہ لے بجھسے اگر یہان
وے تا جنبش نہین اب مجھے — درندون نے چیڑا ہلا کر تجھے
وہین اوسنے مارا اوسی سا بدنگ — ویا اوسنے ہنسکر کمان خدنگ
کیا دہین رستم نے شکر خدا — کہ بدخواہ سے اپنا کینہ لیا
زوارہ بھی اور سارے ہمراہیان — ہوئی جاہ مین کشتہ زور کلان
کہا اوسنے یہ اجو اسر بسر — یہ لشکر ہوا زال زر نوحہ گر
ہزار و صد و سیزدہ سالہ مرد — گیا اور باقی رہا پنج و درد
کہ جا سوی کابل تو لیکر سپاہ — سپہدار کابل سے ہو کینہ خواہ
وے شاہ کابل ہر اسان ہوا — سو کوہ دہین گرزنان ہوا
گیا لاجرم جانب صیدگاہ — جہان پہلوانان ہوے تتہ تباہ
وہ دو دام کہنے تہتر صبح شام — بیابان مین گوشت اوکا تمام
کیو دفن زابل مین جاکر دہین — سپہر آیادہ کابل مین از رہی کین
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا — سنطفر سپہد از زابل ہوا
سو شاہ گشتاسپ آیا ہون پھر — خبر شاہ ایران کی لایا ہون پھر

رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بصد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

گرا شاہ گشتاسپ از یکدو روز — کہ یزدان مورز بہمن فیروز
ہوا کشتہ او سکا پدر بیگناہ — اوسے چاہی تخت و تاج و کلاہ
کیا پھر بہمن کو اوسکا وزیر — کہ شاہ دانش و فہم مین بینظیر
جہان مین رہے شاہ یا یون خیال — کہ شاہ رہے اوسکو بستسال
لگا کرنے داد و دہش جیسے شام — رہا حکمران یکصد و بیستسال
سو لاسکے شاہی کا شہرہ سنے — کلاہ و سہی کے سزاوار ہے
کہ سر پر بہمن کے دیہیم زر — یہ کہکر سہا یا اوسے تخت پر
سو شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم — ہوا سپہر روان سے ملک عدم
ہوا تخت شاہی پہ جلوہ گر — جہاندار بہمن شہ نامور
کہ زال فرامرز سے چلکے اب — ارادہ کیا پھر زرو نے غضب

سیاہ چاہیے کین افگندہ یار
سوار ان غرض لشکر کیصد ہزار
ہوا عازم سیستان بادشاہ

پیغام سیجا سوی زال زر
کہ آیا ہو نین بہر کین پدر
بیا با نین اب لشکے تیغ و سنان

فرستادہ نے جاکے جیپ پیش زال
کہا یہ تو سنکر ہوا پر ملال
کہا زال نے پھر غریبٹ ہی کین

ہوا اب جو رولق فرا تا جور
کزون پیشکیں اسکے گنج و گہر
کزون بجز خون از کین ردان

یہ کہکر بہت مال اوس کو دیا
فرستادہ پھر ہو کے رخصت گیا
مرا قتل منظور ہے اب اگر

کہ جز طاعت خسرو نامدار
نہین کچھ ارادہ اوسے زینہار
ہوا چاپشن بہن ثناخوان زال

ہوا جانب شہر بہن روان
دہین پیشوا زال آیا دوان
ہوئی آتش قہر شاہی فرو

یہ پوچھا فرامرز ہو اب کمان
وہ بولا کہ اے با دشاہ جہان
گیا زال کے گھر شہ نامدار

کیا پھر وہین زال زر کو اسیر
لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر
گیا ہے فرامرز بہر شکار

نہین زندہ اب رستم نامدار
کہ تو جس سے لیکین افگندہ
کہ اے شاہ میری ہی تقصیر کیا

کہ مین آج جون کمترین بندگان
پیادہ ہوا تیرے آگے دوان
برائے خدا مجھپہ اب رحم کر

ہوا بہن اسبات سے خشمگین
رکہا زال کو بند از روئے کین
روا رکھ نہ بیداد و انصاف کر

تو فارا ن ایران و زابلستان
ہوے از سر کین ستیزہ کنان
یہ سنکر فرامرز جنگے سوار

بر روز چہارم چل باد سخت
ہوے تیرہ گردان زابل ز بخت
رہا تین دن گرم بازار جنگ

دلیران ایران و زابلستان
کہ اونکے پس پشت تھی تند باد
ہوئی چشم تیرہ پڑی منہ پہ خاک

شکستہ شدند آمد جوا یرانیان
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
ہوے حملہ آور جو ایرانیان

کہ تا شاہ بہمن سے ہو کینہ خواہ
ہوا شیر جنگی مذ روبہ مزاج

دلیران ایران نے برسے تیر
دلیرانہ پھر کھنچکر تیغ کین
ڈرے پہلوان کہ تہ تھی بخت یار

کئے قتل گردان ایران زمین
رہا ہوش اوس کو نہ کچھ زینہار
ہوا آشفتہ تو سن فرامرز کا

ہوا پھر گرفتار انجام کار
کیا حکم پھر یون زروے غضب
فرامرز خستہ ہوا بعد ازان

رواں رطہ تہ تہار اون پر چلا
نہین مردم سیستان کی خطا
سر دار کھینچا اوسے پھر زمین

کہ حاصل ہوئی فتح ای شہریار
بجا لائے شکر پروردگار
وہ تسوین کہ دستور تہا شاہ کا

کیا شاہ نے حاکم سیستان
بدستور پھر اوس کو با فر و شان
رہا زال کو بھی تو کر نہ سے

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شبستان مین ایکدن رات کو
یہ گفتار سنکر زروی خطا
رہا بند سے زال زر کو کیے

بفتح و ظفر سر دین پناہ
گیا سیستان سوے تخت گاہ
گیا تھا نہ شہ بہمن نامجو

پڑا تھا کمین راہ مین اژدہا
شہنشہ کو ناگاہ اوسنے ڈسا
نہ زنہار چارہ ہوا کارگر

یہ سمجھا وہین بہمن نامدار
کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار
دیا اوس کو اژدہ نے لقمہ اجل

وہ تھی حسن مین رشک شمس و قمر
تصرف مین لایا تھا اوس کو پر
ہماد اوسکی دہشت خرد مند تھی

غرض اوس پر پھیرہ کو حمل تھا
جہانمار بہمن نے اوسکی کہا
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی

وصیت یہ کرکے بسوی عدم
خباثت ہوا شاہ انجم حشم
کہ جب اوس سے پیدا ہو کوئی پسر

ہما دخت بہمن بجائے پدر

بر تخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

شہی بہمن سی جہانمین جہاندار

کیا خلق مین عدل اہل و نہار
ہما بعد نہ ماہ پیدا پسر

نہ زنہار چارہ ہوا کارگر

نو کر پرورش بالنشاط و سرور
دئے پیش مردم یہ ظاہر کیا

دیا اوس کو اورنگ و تاج شہی

کیا پھر اوسے اوسنے اکلیل طلب
یہ سوچی ہما اپنے دلمین کہ گر

کہ تخت و کلاہ شہی اوسکے ہو زیب سر

خلل میری شاہی مین ہیگا گمان
اوسے ایک صندوق مین بند کر

شہی بہمن سی جہانمین جہاندار

بہا دو اسے بھیجکے دریا مین اب
بجا مردمان لائے حکم سہا

کہ شاہی سر پر ہوئی جلوہ گر

کمین ایک گاذر کو آیا نظر
نکال اوسکو گاذر دہن لیگیا

فقیرون کو یکسر تونگر کیا

جو دیکھا تو گاذر ہوا شاد شاد
خوشی سے اوا ہی پیش تن لیگیا

حوالہ کیا دایہ کو زود تر

عوض اوسکے طفل رشک قمر
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج

کہ رکھتے ہی پیدا پسر مر گیا

تو پھر زود حبہ مسرور خوشتر ہوئی
رکھا طفل کا اوسنے دارا بنام

رہے شہر مین یہ ہمایون پسر

مبادا کہ کچھ مجکو پہنچے ضرر
تو اس شہر سے جاے دیگر گیا

گئی رکھکے یاقوت لعل دگر

دلیر و جوا مرد و نر آرما
زبون تھے تمام اوس سے خود فکلان

دیا جاکے صندوق کو پھر بہا

گریزندہ اوسکا کام سے تھا دارا
پنجھ تا تھا اک پارچہ ہاتھ سے

کنارے پہ لاکے اوسے وا کیا

عجب طفل نالایق و ناسزا
کہ پیدا نہین کرتا ہے ایکدام

کیا و اسکو لاشکر ایز دجا

کہ ہو دیگا یہ شاہ روے زمین
بیٹھایا جو مکتب مین لایا معلم

تو ہو مائل بجنت و ایمان ہما

کہ او ستاد حیران رہا دیکھکر
جو کچھ علم تھا یاد استاد کو

کیا و علمین اندیشہ خاص عام

لگا کہنے گاذر سے وہ نیکبخت
خدا نے کیا علم مین مجکو طاق

زن و کودک و مال لیکر گیا

کمان سی مین لاون یراق و سمند
ہوا اسکے دلگیر وہ ذوالکلام

نہ تھا اوسکے ہمسر کوئی نوجوان

دیا اوسکو یکسر یراق و سلاح
اوسے بیچکر ایک اگوڑا لیا

وہ گاذر تھا دلگیر اس بات سے
جو کچھ چاہیئے تھا سو کیا کیا

مشقت لگاکرنے وہ صبح و شام ۔ ہنر پہلوانی کے سیکھے تمام ۔ نہ ٹھہرے تہا گھر میں فرخ نہاد
زن لگا ذنا کرو زمیٹی تہی شاد ۔ وہان آسکے داراب فرخ نہاد ۔ یہ بولا مرا ماجرا کر بیان
حقیقت وہ صنعت وق اد بال کی ۔ سنی جب ہوئی اوسکو دلکو خوشی ۔ یہ سمجہا جو امر و فرخ نہاد
دو لعل جو کچھ تہا اوسنے لیا ۔ تصرف مین سب مال اپنے کیا ۔ معصم کیا دلمین عزم سفر
کہین قیصر سوم از روسے کین ۔ شتابان رہوا سوئے ایران زمین ۔ حضور رہاے خجستہ نہاد
ہجانے کیا حکم اوس کو کہ ہان ۔ فراہم کرو لشکر بیکران ۔ یہ بہیجا پیام اوسنے پھر جا بجا
ارادہ جنجیعین چاکرکی ہان ۔ تو حاضر شتابی سو ہون بیگمان ۔ ہوا اسکے داراب مسرور و شاد
وہان جبکہ داراب فرخ گیا ۔ تو وہ لیگیا اوس کو پیش ہما ۔ کہ رکہتی تہی چاکر ہما دیکہکر
تو کہنے لگی دل مین اپنے ہما ۔ کہ ہے یہ عجب شکت و شان کا ۔ عیان اسکے رخ سے ہی فرمریان
لکھا یون کہ اوس کو مقرر رکھو ۔ ہوا جب ابہی اسکا زیادہ کرو ۔ ہوا تا نزل اوس بقصر باران وہان
شتابان پے جنگ قیصر ہوا ۔ فرود اک بیابان مین لشکر ہوا ۔ گیا تو اب مین جبکہ داراب وہان
جو داراب کے پاس تہمینہ تہا ۔ تو یہ زیر طاق شکستہ گیا ۔ نگہدار اسکا تو رہیو یہان
کہ اے طاق رہیو ذرا ہوشیار ۔ کہ خفتہ ہی یہان شاہ ایران و تار ۔ یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
سہ بارہ آئی آواز یان سی یہی ۔ سنی رستہوا و دلاور نے ہی ۔ کہ وہ طاق لشکستہ ہی سر بسر
ہما آکے پھر یون کہا ہی تہا دار ۔ تلے طاق کے خفتہ ہی ایک آدہ ۔ وہ بولا کہ لاؤ جوان کو یہان
نہ زنہار تہی مردمان کی صدا ۔ یقین ہی کہ تھی غیب سے یہ ندا ۔ حقیقت لگا پوچہنے رستہوا
جو داراب اوٹھکر وہان ہی گیا ۔ تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا ۔ جو کہولا تو اوسمین سی یہ بایا مجھے
وہ دریا مین گاذر کے ہاتھ ایک در ۔ لگا ایک صندوق اہی خنکر نہ ۔ کیا جو اسب مفصل بیان
صندوق مین فرخ کیخسرو مین ہی تہا ۔ کئی لعل و یاقوت تہے بے بہا ۔ کہا پھر کہ گاذر کو لاؤ یہان
سے خلعت و اسپ و خیمہ دیا ۔ کیا وسپہ مصروف لطف و عطا ۔ رکھے پھر وہ یاقوت پیش نظر
سپہدار نے قصہ داراب کا ۔ جو پوچہا تو اوسنے مفصل کہا ۔ فرزند کہا رتبہ داراب کا
ہوا اپنے دلمین کہ یہ نوجوان ۔ پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان ۔ تو بولا یہ داراب ہے رستہوا د
روزد گر قیصر کینہ خواہ ۔ سپہ لیکے آیا سو رزمگاہ ۔ ہوا روئیون سے بیزد آزما
قیصر سے اب جاکے ہمگر جنگ ۔ یہ سنکر گیا وہ جوان بید رنگ ۔ ولیہ ہی یہ داراب کی رستہوا د
سر شام میدان سو دہ تا جور ۔ سو خیمہ آیا بفتح و ظفر ۔ ہوا دیکہکر دل مین مسرور و شاد

بہت آفرین کی جوانمرد پر
رہوا پھر بہم گرم بازار کین
گیا نیزہ لیکر جوان جبطرف
ہراسان لگے سر پر سر دیمان
جدھر حملہ آور ہوا کیسنہ جو
سوئے روم پھر چلے تاچار اب
بفضل خدا فتح پاوینگے ہم
ہوئے آکے میدانین گرم ستیز
ہزاران دلیران کے فرق و گلو
کہ یان آن کے کمین نشان ہوا
غرض صلح کرکے وہین پھر گیا
ہما کو لکھا قصہ داراب کا
کیا پھر طلب اوسنے داراب کو
جہانین لعبد جاہ و حشمت ہما
ہوا لعبد ازان جلوہ گر تخت پر
بہت خلق پر لطف احسان کیا
کیا پھر یہ اوسنے ملطف رواج
شبیب و لاور سپہدار تا
ہوا دو ہین لکھر سپاہ گران
رہی جنگ قایم سہ روز شبہ
ہوا لشکر تازیان سب خراب
سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس
دلیران ایران ہوئے فتح یاب
ہوئی بحر خون ایک قسم رزم گاہ
گریزان ہوئی بے قیاد کہ
کہ میدان مین تھا اوسکو پا
زر و گنج و دراندہ انکے

ہوا جلوہ گر جبکہ روز دگر
گلستان ہوا خون سے رشک ارجمن
بسان مژہ اوٹھلی بہ صف اول
لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان
پریشان کیا لشکر روم کو
کہ ہرگز نہین تاب پیکار اب
تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم
ہوئی ایک برپا دوان رستخیز
ہوا لشکر روم آخر زبون
پریشان ہوا سخت حیران ہوا
سوئے روم فرمانروا روم کا
وہ یا وقت بہیجا حضور ہما
حضور اوسکے آیا جو وہ ناجو

جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

سپاہ و رعیت کو شاداں کیا
تو لشکر پیشہ گاذری ترک اب
سپاہ عرب کا وہ سالار تا
شتابان سو لشکر سیستان
بروز چہارم شبیب عرب
دلیران ایران ہوئے فتح یاب
خروشان بڑھے ہر دو لشکر بہ جوش
کئے رومیون کے پراگندہ ہوش
زن و بچہ بھی اونکے کیے اسیر
کہ قایم رہے ملک اور نگ و تاج

تو لشکر سپاہ گران پھر گیا
جو انمرد و اراب ہر چار سو
سرشاہ کشان رہی کار زار
عجب نوجوان آیے تھا ہم بنو
وہ ہے کچھ فیل یا شیر نر
لگا کہنے قیصر کہ ہیدل نہو
ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان
جہانگیر داراب مرد دلیر
تھہنا رومیون کا نہ زنہار گام
جو کچھ چاہیئے مجھسے اب لیجیے
مظفر ہو داراب فرخ نہاد
ہمانے یہ سمجھا کہ ہان ہمگیان
تو وہ بین ہمانے بصد اہتمام

طلب کرکے گاذر کو پھر زود تر
یکایک سپاہ گران پھر کمین
سواران تازی تو یکصد ہزار
ستینزہ بھر ہر دو لشکر ہوئے
ہوا کشتہ میدانین بے قدر و فا
شہنشاہ داراب لے بعد ازان
بہم ہر دو لشکر ہوئے کینہ خواہ
شہ فیلقوس اور یکسر سپاہ
ہوا فیلقوس آنکے قلعہ بند
دیا شاہ داراب کو بیشمار

سو زرگہ مرد جنگ آزما
طرح شیر نر کے ہوا رزم جو
گئے پھر سوئے خیمہ انجام کار
مقابل نہین جسکے یان کوئی مرد
کہا پھر یہ قیصر سے اے تاجور
سحر حملہ یکبارگی تم کرو
تو پھر رومیان اور ایرانیان
ستینزہ میدان تھا مثل شیر
یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
نہ پرخاش بہر خدا کیجیے
جب آیا تو شاداں ہوا شاہ ہما
مرا نور دیدہ ہے یہ نوجوان
حوالے کیا تخت زین و تاج
رہی ہی دو سال فرمان رو
جہان دار داراب فرخ سیر
عنایت کیا خلعت و سیم و
شتابان بڑھے سوئے ایران زمین
یہ سنکر جہاندار گردون وقار
نثار روم تیغ و خنجر ہوئے
سب اسباب لشکر کا غارت
کیا جانب روم لشکر روان

کسی نے کہا اے شہ ذی اکرام — شہ روم کی بیٹی ناہید نام — پر بچہرہ اور غیرت ماہ ہے — ہنروار ہم بزمی شاہ ہے
گیا دو ہین پیغام شاہ جہان — کہ دیدے مجھے دختر نوستان — شہ روم نے بادل پر صفا — کیا بخت کو شاہ سے کختدا
جاندار کہتی ستان بود آن — ہمارو م سے سکے ایران زمین

آگہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانۂ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار — تو آئی نہ بوئے دہن خوشگوار — ہوئی دو لیکن نہ بوئی دہان
ہوا اوس سے ناشاد داراب شاہ — ہوا پھر تہ زنہار ہمخواب شاہ — شبستان مین اپنی نہ پھر گیا
غرض حاملہ تھی وہ رشک قمر — ولیکن نہ داراب کو تھی خبر — شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا — عیان حمل اوس کا نہ ہر گز کیا
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر — کیا اوس کو قیصر نے اپنا پسر — سپاس خداوند لایا عجب — اسکندر رکھا نام اوس طفل کا
سکندر رہا مانند رستم دلیر — حکیمون کا وہ تربیت کردہ تھا — کوئی علم باقی نہ اوس سے رہا
ہنر ایسکو از بسکہ تھے خوبیاد — از سطوی دانائے فرخ سیر — نقطہ جس نامور کا پسر
کہ تھا تحقق دانش مین مشہور عالم — یہ قصہ بیان کا بیان چو رہے — سمندقلم کی عنان مو رہے

حرکت داراب شاہ از نیجان و جلوس او در اورنگ سلطنت

بس اب آیئے پاسے یا بوس گر — شوشاہ داراب فرخ سیر
کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو — مرخص سو قیصر نام جو
کوئی اور چاہے زن گلعذار — ہوا البطن سے او سکے پید اپسر
ہوا شاہ ولی شاہ داراب کا — ملے جب وہ بارہ برس کا ہوا
تو پھر شاہ داراب کشور کشا — نگہبان عالم شدین پناہ
رکھا سر پہ دارائے پنجم تاج — بر سنتخت داراب شاہ سے
لیا خسرو نامور نے خراج — دیا اوسکو ہر تاجور نے خراج

نشستن اسکندر بر تخت روم بجای فیلقوس و لشکر کشیدن سوی ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر — سکندر نے سر پہ رکھا تاج زر — سکندر رہا بادشاہ جہان
ارسطو سی دانشور بے نظیر — ہوا شاہ کشور ستان کا وزیر — خرد مند دانا و صاحب ذکا
با فزونی لشکر و ملک و مال — سکندر جہان مین تہا فرخندہ فال — یہ پیغام لایا کہ باعث ہے کیا

جواب تک نہیں تو نے بھیجا خراج
مناسب ہے یہ جلد پہونچا خراج

سکندر نے لشکر یہ پاسخ دیا
شہ فیلقوس اب جہان سے گیا

خدا نے دیا مجکو جاہ و حشم
سر جز پہونچاؤں گا میں علم

مجھے عزم یہ ہے کہ ای نامجو
مسخر کروں ہفت اقلیم کو

خبردار کرتا ہوں تجکو خبر
سپہ لیکے آیا لصد کر فر

چلا لیکے اقصای ایرانکی سمت
چلے شیر جیسے نیستانکی سمت

سکندر جہاں زد گیتی ستان
پہنکر لباس فرستادگان

سکندر نے بھیجا یہ تجکو پیام
کہ مجکو نہیں ملک سے تیرے کام

تو آیا ہی کیوں کر کسی امان نہم
نہیں ہم نہیں کچھ تجھسے خواہان رزم

اگر خواہ ناخواہ ہی عزم جنگ
تو یاں بھی ہی موجود تیغ و خدنگ

لگا کہنے دارائے فرخ نہاد
ترا نام کیا اور کیا ہے نژاد

مگر ہے تو اسکندر رتاجور
کہ آیا ہی یاں تنکے پیغامبر

سکندر نہیں بے خرد اسقدر
کہ ابسطح آئے مخالف کے گھر

پیا اوسنے صہبائے گلفام کو
لے پاس اپنے رکھا جام کو

وہ بولا کہ اے خسرو نیکنام
یہ ہے ملک میں اپنے آئین عام

لگا کہنے ہنسکر یہ نامجو
کہ اک جام تم لا کے اب اور دو

رکھا لا کے خوان جیغا و قشلاق
سکندر بھی کھانے لگا وان طعام

لے دو میں اسکندر نامدار
یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار

عقب ہو لے دارا کے بھیجے سوار
دلیران پرخاش جو کینہ زار

سکندر نے چار و نچ جام طلا
ندیموں کو دو کھلا دا دو یوں کہا

کیا مینے معلوم یہ جبکہ وان
کہ دارا کے ہی پاس فوج گران

کہ میرا جہان آفرین یار ہے
شب و روز میرا مددگار ہے

ہمارے اطاعت سے گیتی پسر
نہ سر باتہ سے راہ و رسم پدر

لے مجھسے ست ہو تو خود وان بیا
جو دیتا تھا ہر سال تجکو خراج

زر و زور و شمشیر گیتی ستان
مرے پاس ہے لشکر نیکران

رہے ورنہ تیر انداز و رزمگہ تاج
یہ لازم ہی تجکو تو بھیجے خراج

سکندر راہ سے سپاہ گران
ہوا ایلچی لیکے نامہ روان

وہ جمجاہ بھی فوج کو جمع کر
یہ دارا کو جسوقت پہونچی خبر

کہا جاکے دارا سے اے شہریار
گیا پیش دارائے فرخ تبار

مہ و مہر سان گرد عالم پھرون
ارادہ یہ ہے سیر دنیا کرون

کہ گھنٹون شتابی سے لیکر سپاہ
ذرا ملک سو دو کرو تو تجکو دلا

تو حیرت مین دارا سے ایران گیا
جو شوخی سے پیغام اوسنے کہا

ہمانین رکھے کون ہی چرخ کیان
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان

بہت مجھسے ہین چاکر شہریار
وہ بولا کہ میرا وہان کیا شمار

فرستادہ کو پھر کے ساغر دیا
طلا شب نے پھر جام و مینا کیا

تہی کر کے ساغر تو لے رکھا
یہ دارائے پوچھا کہ عیش ہی کیا

فرستادہ کو دیکے پھر سا تگین
کہ پھر باز پس داسکو کر تمین

ہر اک جام زر بہتا جو اہر نگار
غرض اوسنے داسنے لی جام جا

جھکا یا طرف گوش دارا کے سر
کیسنے سکندر کو پہچان کر

طرف اپنے لشکر کے آیا وہ ان
شتابی سے راہ ٹھکر ہوا بیدمان

وہ ناکام نا چار یکسو گئے
شب تیرہ تھی راہ گم کر گئے

یقین ہی کہ دارا سے لونگا ملک
کہ حق مین ہمارے نہین آسمان

میسر مجھے فتح ہو بے درنگ
ولے ساتھ میرے نہین بخت جنگ

نہ ٹھہری بہم آشتی زینہار
غرض جنگ پیکار پائی قرار

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو روز دگر
دو لشکر مقابل ہوے آن کمر

ادھر تو سکندر صف آرا ہوا
ادھر گرم پیکار دارا ہوا

خروشان ہوئی ناے ترکی دہاں — گیا ہوش کا آسمان پر فغان — بھلے رہ جو کینہ خواہان ہیہم — کیے تیغ برندہ نے قلم
ہوے سینے وقف خدنگ و سناں — ہوے غرق خون ہر دو جنگ آزمان — بہا سات دن گرم بازار کین — گئی موج خون تا بچرخ برین
ہوا آٹھویں روز دارا سپاہ — پریشان ہوئی اوسکی کیسر سپاہ — گریزان وہ دارا کے فرخ صفات — گیا تالب رود بار فرات
گئے رود میان بھی تعاقب کنان — ہزاروں رہے کشتہ ایرانیان — تو حاصل سکندر کو نصرت ہوئی
دگر بار کرکے فراہم سپاہ — سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ — سپہ لیکے آیا سوم بار پھر
ولیکن نہ اقبال یاور ہوا — تباہ و پراگندہ لشکر ہوا — ہوا آکے ہر بار وہ تاراج یاب — سکندر تو اتر ہوا کامیاب

رواج دادن سکندر سکہ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبہ چہارم برای جنگ و بازتباہ شدن

ہوا جب مظفر بفضل خدا — سکندر جہاندار کشور کشا — ہوا مالک تخت و تاج کیان
کیا شہ نے ایرانیوں کو تمام — بصد گونہ لطف و کرم شاد و کام — تو کرتا تہا دارا یہ لطف و عطا — کیا سکہ ایران میں اپنا روان
سکندر رہا کتا تہا ہر کہ آیہ سے — کہ بیگانہ تم مت سمجہنا مجھے — تمہارا ہوں شہزادہ اے مرزبان — سکندر نے ساتھ اوسکی بھو کیا
نہیں غیر میں وارث تخت و تاج — جوانمرد ہوں اور جوان بخت ہوں — رہو شاد تم جمیع خاطر رکھو — کہ ہوں بیشت دارا سے سکہ مان
تمہیں لطف و شفقت سے شاد و کامران کرون — شب و روز مرہون احسان کرون — یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ — اطاعت مری جان و دل سے کرو
جو دارا کے ایران نے دیکھا یہ حال — لگے جانے ہر روز ایرانیان — بوے آکے حاضر سران سپاہ
اور اب یون ہوئے ہلکے کیسر سپہر — نہیں گردش چرخ سے کچھ گزیر — یہ بولا کہ اے مرزمان بیشتر — زبون تیسے تھے رومیان سریسر
فریب اوسکے مت کھائیو زینہار — وگرنہ کریگا تمہیں سخت خوار — حق کہ رسے یہ نہیں گفتگو — جو کرتا ہے اسکندر کینہ جو
یہ دارا سے اسوقت کہنے لگے — زن و بچہ ہونگے گرفتار بند — بہت تملو ہوکر پکارا اوس سے کہ گرند
دہ مرد موافق جو دارا سے تہے — کہ ہم روبیوں سے ہین پھر زر خرید — کرین جہد الشاہ و کیتی پناہ
جہاندار دارا پھر آیا ادہر — سکندر رہی آیا بہ فوج گران — ہوے گرم پیکار جنگ و جدان
ہوئی تیغ رانی دہان اسقدر — بشمشیر و خنجر سر و کار تہا — قیامت کا دان گرم بازار تہا
سواران ایران لے وقت وغا — ولیکن تھی دارا کی گرشہ بخت — ہوا وہ پراگندہ و خوار تخت
نصیبے سے کب پہر ہی ہر میت ہوئی — گریزندہ ہو کر بحال خراب — گیا سکے اسطرح دارا شتاب
سکندر رہو بتال اوسکے گیا — زن و بچہ و طفل ایرانیان — ہوے قید سر پنجۂ رومیان
جو آتا تہا پیش شہ داد رس — سکندر نے بڑہکر یہ پیغام دیا — کہ گر تو مرے پاس آوے شتاب
تو دون ملک ایران سراسر تجھے — یہان سے مین جاون تیرے نظر — کرون ملک گیری میں تیری مدد
بزرگان و گردان ایران زمیں — سکندر سے جا کر ملاقات کر — کہ پھر ہاں قایم رہے سریسر

وہ بولا نہیں لائق سروری
لکھا فور ہندی کہ یون بولا زان

یہ دارا کو اوسنے لکھا یہ جواب
جو پہونچی خبر پیش شاہ جہان

کئے بند ہر چار سو بیگذر
کہ نام ایک ظالم کا تھا ماہ یار

کوئی دن کو ہوگا گرفتار بند
کہ ہو شاد اسکندر نامدار

کہین لاہ مین رات کو ایکبار
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر

لگے ختم کاری تو پھر تا جور
گیا پھر شہنشاہ مایہ خواب

کردن چو سکندر کی فرخبری
کہ ہون مین ستم دیدۂ آسمان

غم جان نہین مجکو زہتا ہی
کوئی یار میرا جہان مین نہین

کشتہ شدن دارا از دست وزیران ونکاح دختر دارا با سکندر

سوا ران جنگ آزما بھیجکر
اور اوس دوسرکا تھا جاو پا

کہ اب پھر گیا اس سے ہیچ نبلند
فرونتر ہمارا ہو عزو وقار

جدا اپنے لشکر سے تنہا شہر
تو پھر ایک نے شاہ کی سینے پر

گرا پشت زین سے بین خاک پر
سو مقتل شاہ دارا شتاب

سپہدار دارا کے تھے دو وزیر
لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ

یہی مصلحت ہو کہ بس ہیدرنج
دکھا الغرض ظالمون نے روا

نتہا پاس دارا کے کوئی سوا
روان تیر خنجر کیا ہیدرنج

خبر کی سکندر کو یہ بعد زان
ہنوز اوسکے قالب مین تھی جان کی

فدے طاعت رہسپان عارہی
تو بہر خدا ہو محمد دمعین

کہ پہونچی یہان آپکو تو شتاب
کہ دارا کو ہے عزم ہندوستان

ستم پر زرد بد نہاد دشریر
گیا اور لشکر بہا سب تباہ

شہنشاہ کو کیجئے زیر تیغ
خداوند نعمت پہ جو رو جفا

فقط تھے وہی دو یلعین خالکا
رہا دو سکے نے کیا زخم تیغ

کہ دارا کو ہمنے کیا قتل یان
کہ پہونچا جہانمذ ارگشتی ستان



سکندر رئے گھبڑ ایسے دہن اور
رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر

سکندر کو دیکھا جو بالین پر
تو سینے سے کی آہ مارنے سر

کہ دیکھوں تجھے اسطرح سرنگون
تنی خستہ سر تا پا غرق خون

کریں چارہ سازی ترے ہمسری
جو حاصل شفا ہو تو باصد خوشی

سنا بینے مان سے کہ یعنے بہم
پسر اک پدر کے ہین تم اور ہم

کشندہ کو تجھے کر دنین ہلاک
ملا دُن ہلاک کو تہ خون خاک

سکندر سے دارا یہ کہنے لگا
کہ زاری و گریہ سے کیا فائدہ

خدائے کیا تجکو شاہ جہان
تو کر یاد شاہی بصد فر و شان

بآرام جاتا ہون کہے عدم
تو رہ اس جہان مین بجاہ و شکم

سکندر یہ بولا زروے صفا
کہ لاؤن ترا حکم کیسر بجا

مری دختر اک روشنک نام ہے
پریچہرہ خوش گل اندام ہے

تو اسفندیار اوس کا بھی تو نوام
مری روح کو کیجیو شاد کام

کہ تا یم رہے دین لہراسپی
رہ و رسم دا ئین گشتاسپی

رکھا اپنے دہن پر سکندر کا ہاتھ
لگا کہنے وا ہا فرخ صفات

ہوئی چشم دارا کی جب بقت بند
لگا رونے اسکندر ارجمند

پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ
کیا لاکے مدفون سو دفن گاہ

بزرگان ایران تنا خوان ہوئے
دل و جان سے محکوم سلطان ہوئے

سیہ اور روشنک لعبد ایشان
کیا نامہ بر دیکے نامہ روان

روان او سنے اوسکا ہوش کو کیا
حضور رجہاندار کشور کشا

جہاندار بر طبق آئین و دین
ہوا تخت دا سا تھ اوسکے زمین

کیے چشم سے اپنی آنسو روان
ہوا درد سے اوسکے نا کر کنان

سکندر یہ بولا کہ ای نا مجو
نخفی یہ تمنا مجھے زینہار

یہان سے مین بیجاون اب اپنے گھر
بٹھا تجکو ایران کر پھر تخت پر

مجھے اسلئے درد و غم ہی بڑا
شتابان یہان سے ہون سوے دگر

یہ کہکر لگا مونے پھر زار زار
کہ تو ہے حقیقی برادر مرا

گذر اب گیا چارہ سازی سے کام
ہوا درد و غم سے بہت بیقرار

شہا تیری گفتار شیرین ہے آب
مرا کام لینے ہوا بس تمام

پذیرندہ ہے ہو تو اے تاجور
غم و درد و دے ہوا دور اب

مرا تنگ ناموس رکھنا لگاہ
مرا تنگ نا موس رکھنا نگاہ

اوسے عقد مین اپنے لانا فخر
اگر بطن سے اوسکے پیدا ہو پو

نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار
یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار

سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا
سکندر نے یکسر نذیرا کیا

کہ رخصت ہوئی جسکی جان حزین
نگہدار تیرا ہو جان آفرین

کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر
اوسے عہد زرین مین پھر ڈالکر

سر دار کھینچا پھر از روے کین
کشندون کو دارا کے تہ نے دہین

سکندر نے مرحون احسان کیا
بلطف و کرم سبکو شاداں کیا

لکھا روشنک کو یہاں بھیجدو
کہ چون شمع روشن کرے بزم کو

پرستار ساتھ اوسکے تہین گلعذار
زر و گہر و لعل تھے بے شمار

رہا شہر ایران مین کیخسرو شاہ
سو ہند پھر و اپسے کینہی سپاہ

رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تہا کید اک نامور
ادسے خواب پر ہول آیا نظر

کہا مرد مان نے کہ درویش ایک
خرد مند و صاحبدل و مرد نیک

حکیمون سے پوچھی جو تعبیر خواب
کسی سے نہ کچھ راست آیا جواب

بیابانین رہتا ہی عمران ہزار
کہیگا وہ تعبیر شا با تمام

حضور اوسکے پھر کہ بہندی شاہ
کہ ایوان بلند اور رہی کلان
دوم شب یہ دیکھا کہ ہر جلوہ گر
اوسے کہنیچے ہین ہم مرد و جا
تو پھر ایک ماہی ہوئی جلوہ گر
شب پنجم اک شہر آیا نظر
ششم روز سو یا جو ہنگام شب
سو آزر دہ جان سے ہین یون ملے
شب ہفتم اے پیر مرد کہن
سوم ہشتمین شب کو آئے نظر
نہ کم آب ہوتا ہے ان کا ذرا
وہ کہانی ہی تیسرے لاغر ہی تن
بیان کیجئے مجھے تعبیر خواب
تو زنہار مت ہو جیو گرم جنگ
خرد مند دانا دعا قل طبیب
ندی گرمی آتش آفتاب
تو دنیا سکندر رکو یہ ہر چار
دیا مرد درویش نے یہ جواب
وہ ہاتھی ہے اسکندر نامدار
یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا
اوسے کہنیچے ہین جو وہ مرد جا
جو وہ ایک آئیگا یان بعد از ان
حکیمون کا مذہب کرے آشکار
وہ تشنہ جو آیا نظر تجھے
گریزندہ خلق اوس سے یان ہوئیگی

کہا اور کہا اپنا یک دست خواب
اور اک خرد سو رہا بھی ہی وہان
کوئی نوجوان ایسے اور نگ پر
وے پارہ ہوتا نہین زنہا
گریزان ہوا اوس کو وہ دیکھکر
کہ ہین کو روان مردمان بسر بسر
نظر ایک آیا مجھے شہر تب
شب روز یہ غم ہین رنجور وار
نظر اسپ آیا کہ ہین دو دہن
دو پر آپ ہین اک تہی بسر بسر
نہم شب نظر مجکو پھر یہ پڑا
وے فربہ گو سالہ کا ہی بدن
کہ دسے مے دور ہوا مضطرب
غرض آشتی کیجیو بید رنگ
قبح ایک تحفہ عجیب و غریب
رہے سرد و ہر گز نہو گرم آب
تجھے ملک بخشیگا وہ تا جدار
کہ ہے پہلے دنکی یہ تعبیر خواب
ترے شہر سے جو کرلیگا گذار
خرابی تیرے ملک مین لائیگا
کرون اوسکی تعبیر مین آشکار
کریگا وہ آئین موسی روان
کرین اوسکا آئین سب اختیار
گریزندہ ماہی ہوا اور آب سے
یہ خواب چہارم کی تعبیر تہی

کہا یون کہ اے پیر فرخ سیر
اور اک پیل مست آیا اوسکا کمین
سوم شب مجھے خواب آیا نظر
شب چارم اک شخص ہی تشنہ لب
عقب اوس گریزندہ کے پہر شتاب
بسان بصیران ہین وہ صرف کا
کہ رنجور رہین یک قلم ساکنان
اونہین دیکھکر مسلمان اوداس
وہ کہاتا ہی دو دن سے آب گیاہ
تہی کو وہ بہرتے ہین ہر چند پر
کہ اک گاؤ مادہ ہی گو سالہ وار
دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر
وہ بولا کہ اسکندر نامدار
وہ دخت پہ بچہرہ ادراک وزیر
کہ گرادس کو کرکے لبا لب بہو
غرض یہ تمے پاس ہر بار چیز
کہا کید ہندی نے یہ بدزبان
کہ وہ خانہ دنیا ہی اے نامور
یہ پھر تو نے دیکھا جو نوبہ دگر
سوم شب جو کر پاس آیا نظر
کہ وہ شان آتش پرست آئیگا
پھر اوس ملک مین آوگا رنگ
پھر اوس ملک مین اہل دین آئیگا
رسول خدا ایک آئیگا یان
شب پنجم آے جو کو ران نظر

شب اول آیا یہ مجکو نظر
گیا پھر نکل ہو کے سوراخ مین
کہ گر پاس ہوا ئے خجستہ سیر
وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب
روانہ ہوئی دانشے ہی سوار
نہین غم ہی کوئی سی کچھ زنہار
اور اچھے پہلے ہین یو بعضے کسان
خبر لینے آتے ہین ہر اک کی پاس
ولیکن نہین اوسکے سرگین کی راہ
نہین ہوتے اوسکے کنارے بہی تر
کہ گو سالہ کا شیر لیبان بہار
کہ اختر شاسی مین ہی یہ نظیر
تو زنہار آب قدح کم ہو
کہ ہین طرفہ ای شاہ عالی تمیز
کہ تعبیر ہر خواب کیجیے عیان
کہ اک مرد بیگانہ ہے تخت پر
سمجھ تو خدا اوس کو اے نامور
رواج اوسکا دین پہلوان پائیگا
حکیم خرد مند یونانی ایک
رواجی پرستی وہ پہلائے گا
کریگا ہدایت طلب تشنگان
کہ محفوظ کو ہی سے ہین سرسبز

زمانہ اک آوے کہ سود و زیان — ندر نہار سمجھیں ندر امتحان — کرے کور چشم کسان اندگار — نہ فہمید ہو کچھ او نہیں زینہار
ششم شب جو بخور آئے نظر — کہ پوچھے تھے اچھے بھلونکی خبر — زمانہ اک آوے کہ دانشوران — سر اسر ہوں محتاج بیدانشان
زمانہ او نہیں سخت حیران کرے — تمسخر ہنر ور سے نادان کرے — جو دیکھا شب ہفتم اسپ دوسر — یہ تعبیر اوسکی ہے اے نامور
کہ آوے زمانہ اب اس طور کا — کہ لطف و مدارا نہو وے ذرا — دو چندان ہو ہر ایک حرص اہل — یہ چاہے کہ سب ست کر کو دلل
دہن مین ہر اک چیز کو لیجے — نہ اک حبہ محتاج کو دے سجھے — جو دیکھا شب ہفتم ایرونیک — کہ پر ہین وہ خم اور خالی ہاکیک
زمانہ کوئی آوے اسطرح کا — دو حصہ تو آگر ہو لینے شہا — تہیدست اک حصہ ہووے جہان — زر و سیم برسائے گر آسمان
تہیدست کو تو بھی سیری نہو — فزون تر ہو خواہش تہیدست کو — نہم شب کو دیکھا جو تو نے شہا — کہ کھاتی ہو وہ شیر گو سالہ کا
حریص اتنے دنیا مین ہووین عیان — کہ مسکین سے خواہش کہین ہر زبان — دہم شب جو آیا نظر تجکو خواب — کہ اک چشمہ ہے خشک گر دا سکے آب
جو اوس چشمہ سو آب چشمہ کو لین — تو آئے نہ پیمانہ دست مین — زمانہ جو ایسا اوسکے ہوگا عیان — اوسی عصر مین ہوگا اک حکمران
بڑی عقل و فرہنگ سے سرسبز — رہیگا وہ سلطان عالی گہر — رعایا نیائیگی اوس سے پیلو — جہان ظلم سے اوسکے ہوگا تہلو
کبھی فیض اوسکا نہوگا عیان — نہوئیگا تیل اوسکا اوسمین نشان — زمانہ کریگا یو نہین انقلاب — رہیگا اسی طرح عالم خراب
یو نہین تازہ اک عہد پھر آئیگا — کہ ہوگی نئی فوج آسرینیا — مآل اوسکا ہوگا یہ اے نوجوان — نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان
سکندر رہی اس عہد کا بادشاہ — کہے وہ شہنشاہ عالم پناہ — سکندر کا نامہ یہ پہونچا وہین — کہ ہوآ سکے صورد آفرین
کیا مینے ہندوستان مین گذر — ملاقات بہتر ہے اسر تاجور — لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب — کہ اے بادشاہ ثریا جناب
ارادہ نہین اور جز جا کری — کرو نین دل جان سے فرمانبری — کرون پیشکش تجے اب جا بجا — تو رکھنا او نہین جان و دل سے دریغ
کہ ہر ایک دنیا مین ہو بیمثال — نہین دوسری ہی شہ و شہنشاہ — ترے پاس آوے تو دی نیاز — تمسے لطف سے تا کہ ہون سرفراز
غرض چار پیرین کہ تہین بینظیر — فتح اور دختر طبیب و وزیر — سو شاہ بھیجین خوشی سے شتاب — ہوا شادمان شاہ عالیجناب
سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا — کیا ساتھ اپنے اوسے کتخدا — بیا ہاتھ سے دلربا کے وہ جام — ہوا وصل سے اوسکے دل شاد و کام
گیا کید پھر تا جور کے حضور — شتر بار و رلیکے با صد سرور — دیا جب سکندر کو گنج و گہر — سکندر نے بخشا اوسے سرسبز
سکندر سے پھر کید رخصت ہوا — قرین نشاط و مسرت ہوا — سو فور ہندی ہوا پھر روان — سکندر رجا نذر گیتی ستان

رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو — کہ تو آکے حاضر مرے پاس ہو — لکھا اوسنے پاسخ کہ اے تاجور — کیا کشتہ دارا کو تو نے اگر

کہا کیا ہوا کیا ہے اتنا غرور
تو مست آپکو اسقدر کیونکے دو

اطاعت تری کیہ ہندی زکی
نہ رکھتا تہا دوری دھروا نگی

نہیں تجھے مجکو خطر زینہار
مرے پاس ہے لشکر بیشمار

کہ رکھتا ہو نہیں عزم جنگ آوری
نہو مجھے خواہان فرمانبری

ولیکن میدان میں آن رزمخواہ
کروں لشکر دمیان کو تباہ

گیا سنکے قنوج لیکر سپاہ
یہ سنکر ہوا پر غضب بادشاہ

سواران جنگی تھے اسی ہزار
ازانجملہ ایرانیان سی ہزار

کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سے موم
دلیران مصر و سامان رزم

سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار

شہنشاہ علمانے چاکر رکہی
سواا سکے تہی ہندکی فوج بہی

غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران ہندوستان دو ہزار

مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
عمل فوج ہندی بہی قنوج سے

سواران جنگی تھے سترہ ہزار
جوانان جنگی و مردان کار

نبرد آزمایان جویاے نام
بے کینہ خواہی تھے ایکمل تمام

نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
کہ پیلان جنگی بہی تھے نہ ہزار

تو فوج سکندر ہوئی پر خطر
یہ پیلان جنگی جو آئے نظر

سکندر سے مردم یہ کہنے لگے
کہ پیلان سر کا جنکی کہنیں

بہلا اسطرح جنگ کیجے شہا
مخالف کے ہاتہی ہین جنگ آگے

ارسطو کو کر کے طلب زود تر
ہوا چارہ جو خسرو نامور

ہنر دو ہین اوسکی کیا آشکار
شکم اوس کا یکدست خالی رکہا

وزیر خردمند نے بہدانان
سراسر اوسے نقطہ سے پر کیا

بنایا اک آہن کا اسپ سوار
وہ اسپ سوار اوپہ قایم کیا

کیا ایک طیار گردون کلان
کے بستہ گردن سی پھر باد پا

ارسطو یہ بولا جہان سی کہ ہان
تو اب خوب سی اسمین آتش لگا

خریدش عظیم اک اوٹہانا گمان
بسوی سپہر برین ایکبار

ہوا تیرہ روجب سپہر بلند
وہ آتش لگی اوسمین جسدم ہان

ہوا گرم باز ار پیکار دان
بنائے پھر اوس طرح کے یکہزار

لگے کشتہ و خستہ ہونے جہان
جو دیکہا وہ گردون وہ اسپ سوار

یہ کیا ہے کہ دیکھے آگے بیان
دہین مردان نے کیا اشکار

یہ اسباب ہی رزم و پیکار کا
حقیقت سی اوسکی ذرا نہ نہار

نہ ہر گز کیا دلمین کچھ خوف جان
اودہر سے جو ایرانیون نے یکبارگی

زمین یک قلم مثل گلخن ہوئی
سواران ہندی و پیلان مست

سپہدار ہندی ہوا رزم جو
رہا شام تک گرم باز ار جنگ

دلیران گئے پھر سو خیمہ سب
سحرگاہ پھر فوج جنگی سوار

کہ تو ہے شجاعت مین بے تو ہم
اودہر تہی جنگ آور و پہلوان

ہوئے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو
جو پھر فوج ہوگرم باز ار کین

کہ ضایع ہون کیون بندگان خدا
متا سب یہ ہوا ے شہ سرفراز

وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت
کرے جس کی میدانین فیروز بخت

سپہ در ہندی نے یہ سنا جواب — کہ بہر ہے اے شاہ عالیجناب — جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ — کہ تنہا ہو مین تجھ سے جنگ آزما

ادہر سے سکندر غرض مثل شیر — ادہر سے گیا فور ہندی دلیر — وہین کی سپہ پھر فور ہندی نے تیغ — روان کی سو بادشہ بیدریغ

نہ لیکن رہی کار گر زخم پر — نگہدار تہا شاہ کا کردگار — رہا فور پر زخم شمشیر تیز — کہ تہا یا رقبال و بخت بلند

دو پارہ ہوا کتف سے تا کمر — گرا فور ہندی نگون خاک پر — مظفر ہوا خسرو ارجمند — کماندیشہ مت کیجیو تم ذرا

جو تے نامداران ہندوستان — طلب شب نے اون کو کیا بیزبان — دلاسا بہت دیکے اونسے کہا — بسوئے دگر ہو نہین یا نسوے روان

کردن فور ہندی سے مین بیشتر — مراعات و الطاف ہر ایک پر — حوالے تہین کر کے ہندوستان — وہین لیگئے تحفے مین شاہ کو

یہ سنکر گئے سر بسر نامدار — سخنہاے شیرین سے مسرور ہو — عنایت کیا اون کو وہ گنج و زر

درگنج و لعل و گہر وا کیا — زر و روے کرم شاہ نے بسر — کیا لیغے فتوح کا تاجور

سکندر ایک سردار کا نام تہا — بہٹایا اوسے تخت زر کار پر — سکندر جہاندار عالم پناہ

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ — سہ شہر فتوح مین تین ماہ — کہنے کیا شاہ سے یون بیان — بنایا خلیل اللہ نے اک مکان

کہ کعبہ ہے نام اوسکا مشہور عام — پرستشگہ خلق بیت الحرام — زیارت کی سنکر ہوئی آرزو — روانہ ہوا خسرو نامجو

سماعیل مرد خجستہ سیر — کہ گذرا ہے پیغمبر نامور — بنیرہ تہا اوسکا جو نفر قتیب — شریف اوسکا تہا وہ نقش نصیب

سکندر چو پہونچا تو با صد سرور — وہ نفر قتیب اوسکے آیا حضور — سکندر نے نذر و نیاز اوسکو دی — بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی

زیارت کو پہر ساتھ اوسکے گیا — بیاوہ جہاندار کشور کشا — سماعیلیان پھر گئے داوخواہ — کہ نسل جراغہ تے اے بادشاہ

ملیا جہین ہمسے حجاز و یمن — تو ہو داہس زیر چرخ کہن — جراغہ کی اولاد کو قتل کر

سماعیلیان کو حجاز و یمن — دیا اور وہین بادشاہ زمن — شہنشاہ عالم نے پھر زور و تر

سکندر رہا مصر مین ایکسال — ہوا لشکر شاہ آسودہ حال — سوے کشور مصر دان ہے گیا

زن ہوشمند ایک قیدافہ نام — بہ پیچہرہ درشک ماہ تمام — روانہ ہوا مصر سے لجران

فراوان تہا اوسکا خشم و رجاہ — گیا ایلچی بنکے وان بادشاہ — سپہدار قلیم اندلس تہی

سکندر سے بولی زن ہوشیار — تو ہی شاہ اسکندر نامدار — گیا جبکہ اسکندر نامجو

کہ مین بندہ شاہ آزادہ ہون — سکندر نہین ہون فرستادہ ہون — صری جنگ سے باب رہائی نہین

سکندر رہا دیکھکر سہمگین — ہوا رنگ چہرہ کا پر ان دین — شبیہ جہاندار کر کے طلب

دلاسا بہت دیکے وہ تہین — دلاسا بہت دیکے اونسے کہا

یہ بولی کہ اے بادشاہ زمن

کہیں اور اسطرح مت جائیو
بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو

مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یاں
نہ ہرگز کروں راز تیرا عیاں

اگر کینہ ہو کچھ تو کر دے دور
تو سوگند کرتا ہوں میرے حضور

لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم
کہ دین اور ایماں کی کھاؤں قسم

نمودن باتمہ سے رسم وراہ وفا
کروں تجکو مرہون لطف و عطا

سکندر رہا اوس سے رخصت طلب
سواد ان نہ زنہار ہنگام شب

وہاں سے غرض بادشاہ زمان
یہ قصیدہ بولی کہ اے تاجور

رچ بادشاہان عالیجناب
کہ پہنان نہ ہرگز ہوا آفتاب

تو فرمانبر اپنا سمجھ اب مجھے
نہ آسیب پہونچا دیں کچھ تجھے

نہ چھوڑے تو رسم ورہ نیکوئی
کہ ہرگز نہ مجھسے کرے کچھ بدی

تو رکھ جمع خاطر کو اے نازنین
ترا مین برادر ہوں ہرگز نہین

مے گھر تو کر جمع شبکو سحر
یہ قیدانہ بولی کہ اے تاجور

سکندر نے یکسر نہ دیا اسکے
بہت تحفے اوس ماہ وش نے دیے

بھر آیا سو چینہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر بسرائے

سیر جہان و رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از انجا

و طیار نمودن سد سکندری

یہ تھا لبکہ قصد شہ نامور
بہت دیکھی معمورہ و کوہ و دشت

کہ سیر جہان کیجیے سب سر بسر

کیا خوب شاہ سکندر نے گشت
یہی دانکے فرانروا کو لکھا

کیا سکہ اپنا روان و ہر ہین

گیا جس طرف شاہ کشور کشا
کہ ہر اک ملک کے خوبیان ہر نگہ

ہر اک ملک کے خوبیان ہر نگہ

ملاقات مجسے کرو آن کر
کہ ہرگز نہین مجکو آہنگ رزم

کہ ہر اک سے ہے صلح صدا ما کا عرم

بہت قطع کی راہ پست و بلند
کہ مطلق کسیکو نہ پہونچے ضرر

جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ

پھر اہفت اقلیم مین بادشاہ
گئی جا ہوئی شہ کو بیم و گزند

عجائب غرائب بھی سکے نظر

اشارہ تہا عالم کا یعنے جہان
کہ تہا یار و اقبال و فضل آلہ

تو پہونچا وہان خسرو نامور

کرے جو کوئی نوش چشمہ کا آب
کیا سرو ان فرنیہ آکر بیان

وہان چشمہ ہے اے شہ نامور

سیاہ عدو سوز سے دو ہزار
تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب

کیا پھر وہین قصد آب حیات

لیکساتھ اپنے دلاور سوار
خضر سے شہ نامور نے کہا

روانہ ہوا خسرو نامور

خضر سبز ظلمات تہا رہنما
تو پھر مارو کرتہ دم گرینہ ہو

کہ ہو ایک سے روشنی جلوہ گر

عیان گر کروں دوسرے لعل کو
ہوا کرتہ دم مارسے بے ہراک

کہ اک لو ترس سے ہوا آشکار

رکھا دوسرے لعل کو اپنے پاس
سوم روز آیا دوراہا نظر

عقب اپنے لشکر تہا شاہ خجستہ کیش

دور و زد و شب تھے ہم رہسپر
خضر پھر گئے چشمہ تہا گیا

پکارا بہت خضر نے گرچہ وہان

سنی پر کسی نے نہ ہرگز صدا
یکایک ہوئی روشنی آشکار

جدا ہو گئے خضر سے ناگہان

اندہیرے مین سر گشتہ تہا شہ ولے
وہان جاکے آب بقا نوش کر

پھرا تنے مین ظلمت نمایان ہوئی

بہر آیا سو لشکر شہ خضر

بہت خاطر شہ پریشان ہوئی

کہین راہ مین اک سیہ کوہ پتا
سیہ کہہ سے وان یہ آئی صدا

اور اون کو اٹھاکے بہی کوئی اگر
تو وہ بہی پشیمان ہو بیشتر

پھر آٹھہ دن شاہ لیکن کہین
ملا چشمۂ آب حیوان نہین

نہین چاہیے مجکو اس بات
رہائی ہو ظلمت سے اب یا خدا

سو سنگر یہ بڑی جب نظر
تو یاقوت و گوہر تھے وہ بیشتر

رہے تھے جو محروم بولے وہ یون
کہ ایوائے ہمنے اٹھائے یہ کیون

رہے ساکن شہر حیران تمام
لگے کہنے یون مردم خاص و عام

یہان آئی کس راہ سے یہ سیاہ
یہ آکر بزرگان گئے پیش شاہ

کہ رونق ہوئی تیرے آنیسے یہان
جہان مین تو رہ جینگے ہمبہی جان

وہ بولے کہ اے شاہ فیروز بخت
عجائب ہین اس شہر مین درخت

سمجھتا نہین کوئی اونکی زبان
مگر ہے چو خردمند عالم ہین یان

وہ دو دن جو ہین برگزیدہ و شجر
اسی لو ہین سے ایک مادہ اور نر

یہ سنکر طلب کرکے دانائے شہر
گیا وان سکندر شہنشاہ دہر

تو اس راز کو مجھسے کر آشکار
وہ بولا کہ کہتے ہین ای تاجدار

سنے چار دہ سال باتاج و تخت
رہا اس جہان مین یہ فیروز بخت

لگا کہنے ولمین کہ زیر فلک
ہوئے منقضی دن برس آٹھ تک

ہوا شاہ حیرت سے گریہ کناں
یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان

جو پوچھا تو وان سے یہ آیا جواب
فلان راہ سے جا کے پہنچے شتاب

کہ باقی رہی عمر کہتر شما
شب و روز کرو دل سے یاد خدا

سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار
یہ دل مین تمنا ہے اب اکیا

خردمند نے مدعا شاہ کا
در ختون کو یکدست ظاہر کیا

نہ خویشون کو دیکھے نہ مادر کو تو
بر آوے نہ زنہار یہ آرزو

بتائی جو تہی اون درختون نے راہ
روانہ ہوا اسطرف کو وہ شاہ

حضور سکندر رہے داد خواہ
لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ

وہ ہر سال لاتے تہے لشکر ادہر
بہت اونسے پہنچی ہے ہم کو ضرر

کہ افتادہ ہین سنگریزے ہموار
نہ لیوین تو پہنچاوین پھر روان

کسینے لئے سنگریزے اوٹھا
کسینے کہا دل مین کیا فائدہ

ہوا سخت حیران وعاجز بہکا
لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال

نوین دن ہوئی روشنائی عیان
ہوئے شاد و خرم دل مرد و زان

لگے کہنے ہوکر پشیمان بہم
کہ افسوس سہنے اوٹہائے یہ ستم

جب اوس روشنی مین گئے پیش تر
تب اک شہر آباد آیا نظر

کہ ابتک یہ ادب ہوا زینہار
کبہی فوج بیگانہ کایان گزار

غرض شرط خدمت کی لا کر بجا
لگے کرنے یکسر دعا و ثنا

لگا کہنے یون شاہ کشور ستان
عجائب ہے اس شہر مین چیز کیا

کہین عالم غیب کی سب خبر
اور احوال آئندہ کا بسر

وہ سمجھین درختون کی آواز کو
کرین آشکار اونمین راز کو

سخنور سحر سے ہو تر تا بشام
جو مادہ ہو کرتا ہے شب کے کلام

درختون سے جا کر سنی یہ صدا
سکندر نے دانا سی پہر اون کہا

کہ یہ سکندر شہ نامور
پھر اگر د عالم بصد کر و فر

کرے پہر سفر سوی ملک بقا
ہوا پر الم سنکے فرمان روا

کہ مجکو مسیر ہے تخت شاہی
کروں چار سال اور فرمانبری

کہ پوچھا ان درختون سے اور زمین
کہ پہونچون گا کشکر مین اب یا نہین

لے میل سہر جہان اب نگر
بس اک گوشے مین زندگی کا بسر

سنا تہا جو عالم نے وہ بیشتر
کیا عرض پیش شہ نامور

کہ اقلیم مین روم کی جایئے
غرض جا کے وان ماتو دیکھے آئیے

یہ آواز آئی کہ اے شہریار
نہو دے گذر روم مین تو نہمار

کیان کے تو کشور مین یاوہ فنا
اسی سنکے غمگین شہ نیکذات

جو اک شہر مین جا کے پہونچا وہان
تو باشندۂ شہر آئے دہان

وہ دیوان ہین یاجوج و اجوج نام
کہ سخت اور تنسی عاجز ہین مردم تمام

بزرگا و دمردم ہین اتکی خور اک
غرض اک جہان کو کرین ہین ہلاک

سکندر نے پوچھا کہ صورت ہے کیا
بیان مرد ہان نے یہ قصہ سے کیا

زبان تیز دہ ان مثل گرانہ
قد اون کا ہی چون پیل بینی مدام

جو سو دین تو لک گوش بسر کرن
وہ گوش دگر سر پہ چادر کرنا

یہ کہکر لگے کہنے اے بادشاہ
تو شاہ جہان ہے بفضل الہ

کہ تا پا دین ہم اس بلا سے نجات
ہماری رہائی ہے اب تیر ہات

یہ سنکر ہوا دان اقامت پذیر
سکندر رجہا مدار آفاق گیر

بنا ایک دیوار کیجے بلند
کہ ہو راہ یاجوج باجوج بند

بنے ہر دو سو سد اک استوار
فراہم تھے کاریگران دیار

وہ سد سکندر بنا جب ہوئی
خلایق کو اہسود گی تب ہوئی

شتابی سے خاقان کیا پیشوا
زر و مال و نعمت بہت لیگیا

جو یونان مین ہیو نجا شہ ملک گیا
کئی دن ہوا دان اقامت پذیر

حکومت تھی اسکی شخص کی ہند مین
کہ تہا فور کا جانشین ہند مین

نہ ہر گز ہوا دان توقف کنان
یمن سے ہوا سوئے بابل روان

بیابان مین تہا اک کوہ بلند
وہان جب گیا وہ شہ ارجمند

سوا اسکے تھے کان نمک نون کلان
پکڑلائے اوسکو دبن مردمان

لگا کہنے وہ پیش شاہ جہان
کہ اک شہر کہنہ ہی نزدیک یان

شہنشاہ کیخسرو خوش سیر
وہ آفراسیاب شہ نامور

کہ مین مردم آبی آتے یہان
وہ لاتے ہین ہر صبح ہم ماہیان

وہ رہتے ہین پانی مین لیکن نہار
ولے روز آتے ہین یان کیطرح

حضور شہنشاہ گیتی نورد
گرفتار آئے وہ ہو شیار مرد

سکندر نے کی حیرانی کمال
دیا اون کو از بہر انفعال مال

یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر
کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر

عمارت کو مسمار یہ کیا
در و صل و گنجینہ زر لیا

وہ جمجاہ پیر دانسے آگے چلا
وہان اوسکو گم کردہ لشکر ملا

کہ جون چہرہ وہ تابان ہیو
سزاوار ہمچشمی جام خون

دو چشم اونکی ہین بمثل الماس
کہ کوئی کس طرح اون کا شمار کرے

تو بیچارگان کا ہو اب چارہ گر
لہ جتنی ہے ہر ادہ بچے ہزار

دگر نہ ہم اس شہر کو چھوڑ کر
برائے خدا کوئی تدبیر کر

حکیمون سے تدبیر پوچھی تہین
چلین ہمرہ خسرو نامور

یہان کچھ آہنگران سخت کوش
وہ بولے کہ ای شاہ روئے زمین

دیا بھیجنک پھر کوہ کو بسر
کرین صرف ابواب ہین نفت کوش

پھر اوس شہر مین شاہ روئے زمین
ہوئی سند یاجوج کی رہگذر

کئی دن رہا شاہ کواپنے گھر
روان ہوکے پہونچا سو ماکیتین

بہر آیا سو سند ہ شاہ جہان
روانہ ہوا واسطے وہ تاجور

بہت پیشکش مال اوسنے کیا
گیا پیشوا سند کا حکمران

ہوا دشت بابل سی بہ نمونہ زمین
بسیکے مین پھر سکندر گیا

کوئی مرد اک پیر آیا نظر
وہان بھی نہ نظر آدمی روئے زمین

سکندر نے اوس شخص سے یون کہا
سفیدا دنکے تھے تن بے بسر

عجائب ہین ایوان رنگ بہا
بیان کر حقیقت یہانکی ذرا

ولایت ستان رستم بہلوان
کہ ہر ایک مکان مین ہزار نقش نگار

کہ وہ شہر آباد ہے یا نہین
سوا انکے گنبد ہے جو نام آور

بچاتے ہین اس شہر مین آنکر
یہ پاسخ وہ لایا زبان پر کہ مین

سکندر نے بھیجے سوار دلیر
اوسے کہا کے جاتے ہین بس نفوتر

وہ تھے سالخوردہ اور ہشیار تھے
کرین تا کہ سیطرح انکو اسیر

کہا یہ کہو اجر اس شہر کا
حقیقت سو اونکی خبردار تھے

تہا ہر مکان گنج زر ہی نہان
وہ بولے کہ الیشاہ کشور کشا

لگا اس قدر ہاتھ اسباب مال
یہ سنکر شہنشاہ انجاکے وان

سکندر نے دست کرم وا کیا
کہ تہا بر ترازو ہم و فہم و خیال

کیا گنج لشکر کو یکسر عطا

سکندر جہانگیر گیتی فروز
کہ پیش درخشاں گیا تابہ صبح

کروں بعد ازاں سرگذشت اسکے گذر
ہا زیست میں باقی ایکسال کی

شہنشاہ فرزند رکھتا نہ تھا
دے بیٹے اور سبکو ہلاک

ارسطو نے پڑھکر لکھا یہ جواب
تو ہر ایکے ملک تقسیم کر

ارادہ نہ کوئی کرے رزم کا
جداگانہ ہر اک کو سلطاں کیا

نہ باہم کریں قصد کین و فساد
ہوا بعد ازاں انکا گماں سکندر

وزیروں کو اپنے وہ دانا بیس
بٹھانا اوسے روم کے تخت پر

کیانی ملکزادے کو دیجیو
سپاہ و جیحیوم امیر و وزیر

نہیں چارہ دانی سرا سپنج
ملکزادہائے خجستہ نہاد

سکندر نے اونکو دیا ملک جسکو
کہیں اونکو اشکانیاں کہتے تھے

لکھے ہے کہ جز نام اشکانیاں
کہ یعنی دو صد سال تاج و تخت

کیا اونکو ساسانیوں نے تباہ

دفعات یافتن سکندر بادشاہ

یہ آئی نبی مجکو ندا دانسی تب
کہ ہوئے خلل بزم سے دور تر

قرین ہے دولت کا میری زوال
یہ ناچار شہ نے ارادہ کیا

کہ فلسفے سے عالم ہو خاص پاک
کہ اے تاجدار قریا جناب

کہ تا ملک میں اپنے شاہ و بخور
رہے بے خلل روم عیسی سا

پھر اک عہدنامہ رقم واں کیا
رہیں ملک میں اپنے آباد و شاد

جہاندار اسکندر ارجمند
یہ بولا شہنشاہ سے زیں

اطاعت سے مست پیمانہ اوسکو
اوسے بادشہ روم کا کیجیو

ہوئے تو حمہ گر سب صغیر و کبیر
نہیں ہیچ فادار اورنگ و گنج

سکندر کی آخر ہوئی دہ سال

ذکر سلطنت اشکانیاں

رہے واں بادشاہان اشکانیاں
ملوک طوائف بھی ہے اونکا نام

نہیں ہے تواریخ میں کچھ بیان
رہے اس جہانمیں وہ فیروزبخت

لیا چھین اورنگ و تاج و کلاہ

لگا کہنے اس طرح اکروز
رہوں شاد و بافرہ و اقبال میں

رہا دہر میں خوش و بخ و گہر
بہت تھی ملکزادہ ہائے کیان

کہ ہیں آجکے بادشاہ جہاں
ارسطو دانا کو یکسر لکھا

اونھیں لطف و شفقت سے کر شاہ یاں
نہ ہنگامہ پرداز ہو زینہار

دہ مالکھے کے فرمان ہر اک کو ہم
رہے اوسپہ وفائق ہر اک نامور

ملوک طوائف رکھا اونکا نام
ارسطو دانا بھی آیا وہاں

جو پیدا پسر ہو تو بیشہ بہ شک
تو بھیجو اوسکو بطریق آئین و فن

سکندر جہاندار اینجم حشم
چہل روز ماتم رہا شاہ کا

جہاں میں دائم ہمیشہ نہیں

کہ تخم کیان سے بھی جنگی نژاد
مجے جلوہ گردہ بہ تخت شہی

سخن سنج فردوسی پاکزاد
بس اتنا ہی شہ نامے میں ہے لکھا

نہ ہر گز بہ تخت نے ملک مال
کروں گے احوال اونکا بیاں

کہ شاہی کروں جاودانہ سوال میں
گئے سیزدہ سال اب تک گذر

حضور شہنشاہ عالمستان
کہ قبلی ہیں شہزادہ پاک کیان

سکندر کو جو کچھ کہ مرکوز تھا
مناسب نہیں قتل شہزادگان

رہے ہر سپہ دار مشغول کار
کیا ملک تقسیم شہ نے تمام

کہ جسکو ملا ملک اب جسقدر
ہوئے بادشہ نامداران نام

ہوا جبکہ بیمار شاہ جہاں
کہ ہی حاملہ اندنوں رودابہ

تولد ہو گر دختر نازنین
بہ کہکر ہوا رہ نورد عدم

بہت گریہ و شور و نالہ کیا
گیا شہنشاہ عالی تبار

اب آتا ہو نہیں سے اشکانیاں

کہ ہر سر پہ ہر اک کے تاج مہی
دے پیر مرد خجستہ نہاد

نہ احوال ہر گز سنا جنگ کا
پھر اقبال کا اونکے آیا زوال

ہوئے مالک ملک سکسانیاں

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پوردار اتھا ساسان نام
پرستارزادہ تھا ساسان نام
سکندر ہوا گرم پیکار جب
جہاندار ارا ہوا کشتہ تب

گریزاں سو ہند ساسان ہوا
بہت مثل میں اپنے سرساسان ہوا
وہاں سے ہوا سوئے کابل رواں
گیا شہر کابل میں وہ بیش شتاں

وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا
شباں نے اوسے دیں چاکر رکھا
چلنے لگا بکرواں ہر سحر
لگا کرنے اوقات ساسان بسر

سپہدار بابک شہ نامدار
جو انمرد بابک حجستہ شعار
بہنگام شب دیکھتا کیا ہے خواب
کہ اک مرد زیشاں عالی جناب

خوشی سے ہے پھولیں وہاں پر سوار
یہ کہتا ہے بیشک کہ اے شہریار
مبارک ہو اورنگ شاہنشہی
ہمایوں تجھے تاج فرماندہی

لگا پوچھنے بابک ہوشیار
یہ کیتا ہے کیا نام اے نامدار
اوسے مرد ماں نے یہ ہنس کے دیا
کہ ساسان ہے نام اس جوں سرکا

دگر رہ نہ پھر خواب آیا نظر
کہ آتش ہے افروختہ سر بسر
وہی بخص کہتا ہے سب سے کہ اب
کرو آکے آتش پرستی یہاں

کہ یہ ہے بزرگوں کا آئین ہے
یہی اپنی رسم و رہ و دین ہے
یہ سنکر زردی نشاط و طرب
ہوئے گرم آتش پرستی وہ سب

سپہدار بابک نے پھر یہ کیا
کہ ہے اس جو انمرد کا نام کیا
لگے کہنے عروم کہ ساسان ہے نام
لگا پوچھنے پھر شہ ذوالاکرام

کہ کسکی نگیں یہ جواں ہے کہاں
وہ بولے کہ کابل میں ہے یہ شباں
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
کیا شاہ بابک نے اوسکو طلب

شباں کو جو ہمراہ ساسان کیا
تو ساسان کو پہچان شمع دیا
یہ خلوت میں لیکر اوسے شہ نے کہا
تری ذات کیا ہے ترا کیا ہے نام

خطر ہے نہ ساسان سے پاس دیا
لیو نکو نہ ہرگز وہاں وا کیا
نہ اندیشہ کو راہ دی ایجواں
نکوئی کرو نہیں ہے ساتھ اب

تو اظہار کر مجھسے احوال سب
لگا کہنے بابک کہ تر نہاریاں
مرا نام ساساں ہے اے نامور
جو نام و نژاد آشکارا کیا

تو بابک نے لطف و مدارا کیا
وہ بولا کہ دارا کا ہو نہیں پسر
کیا کنتخدا اوسکو باصد خوشی
ہوئی حاملہ دختر سیمبر

ہوا اوس سے پیدا پریوش پسر
اوسے اپنی دخت پریچہرہ دی
رکھا بابکان اردشیر اوسکا نام

قضا آئی ساسان کی بھی اجل
پہ کھے ملک عدم وہ رواں
ہوا شاہ بابک بہت شادکام

سپہدار بابک نے با صد طرب
ہنر ہائے شاہانہ سکھلائے سب
جواں طفل پاکیزہ پیکر ہوا
خرد مند دانا دلاور ہوا

ولیعہد و قومی نام ہمدار شہر
کہ دارا کی ہے نسل سے وہ دلیر
شہ ملک ہے ایک اقلیم تھا اردوا
خبر اوسکو پہونچی کہ اک نوجواں

سپہدار بابک کو اوسنے لکھا
کہ ہے اشتیاق اوسکے دیدار کا
ہوا اسکے مشتاق سلطان رے
اقامت گزیں شہر کابل میں ہے

خداوند غفار ہے درمیاں
کہ میں اوسکو جلد انکو دکھلاؤں واں
کروں تربیت اوسکی شہم پر
بھیجا ہے نامہ اوسکا پڑھا

لکھا یوں کہ اے نامدار جہاں
وہ کیونکر کہ ہو لائق خسرواں
سمجھے رمز جواں کو روانہ کیا
تو شاداں ہوا دیکھکر اردوا

گیا جب وہاں اردشیر جواں
وہ جاتا تھا ساتھ اوسکے بہر سفر
کسی طرح اوسکو نہ پہونچے گزند
رکھا اوسکو ممتاز مثل پسر

شہ اردواں کے پسر تخت و جہاں
لگا کرنے الطاف شاہم دمسحر
شکار ایک دن اوسنے کیا واں
تو بس دو ہیں پہونچا رشہ اردواں

یہ بولا کہ میں نے یہ مدا نشکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار

تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
ہوا اوس جہاں پر نہایت خفا

بصد رنج واندوہ وغم ناگہیں
طویلے میں سنی لگا اردشیر

گل گلشن حسن گلنار نام
حوالے تھا اوسکے خزانہ تمام

گئی وقت شب پیش مہ جواں
کیا ماجرا عشق کا سب بیاں

بہت احترازو بوسہ جواں نے کیا
وے باز آئی نہ وہ دلبر با

ہوا اوس سی آنخواب انجام کار
برآئی مراد دل بے قرار

لگی کہنے اگدن کہ ای نا مجو
مجھے یا نسی لیکر گریزندہ ہو

ہوا دلمیں اندوہگین بیشتر
گریزندہ پہنچے تھے اک چشمہ پر

گئے سوی اصطخر پارس دواں
روان اس مکاں سی ہوئے بیشتر

ہوئے تھے جو درماندہ وہ پہلوان
گئے صبح دم پھر سوار دواں

کہ ٹھہرو تو یاں تم سوار آنکر
فرود آئے ناچار اوس چشمہ پر

ہوا اردواں سخت اندوہگین
شہنشاہ عالم ہوا کرو فر

سپہدار اصطخر کو ناگہاں
جو انمرد کا نام ہے اردشیر

کہ اسنام کا اک لاور جواں
خدا نے دیا اوسکو نیروی بخت

ہوا اوس سی آنخواب انجام کار
بتایا ہراک کو نام و نشاں

منادی ہمہ القصہ پہونچا واں
کہیں اردواں نے یہ پائی خبر

کیا سخت بیقید رو حیراں اوسے
بہت نازنین و لبر نوجواں

پر ستار رکھتا تہا اک اردواں
ہوئی دام الفت میں اوسکے اسیر

نظر اوسکو آیا کہیں اردشیر
ہوئی اوس سے خواہاں بہ تسخیر

بصد شوق و رشک و حسد رہ بری
وہ لائی زباں پر کہ وہ نامور

سخنہای مکر و فریب اشتہار
حضور اوسکے آئی بتعجیل و زار

وہ گلنار اس طرح چند شب
خزانے سے لائی وہ خنگ قمر

یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
غرض مثل صرصر شتابان ہوئے

وہانسے وہ دونوں گریزان ہوئے
گئے اونکے دنبال وہ بہ دواں

کئی پہلوانان جنگی جوان
وزار و دیہہ میں ٹھہر جائیے

یہ جا ہیں تھے یاں اب فرود آئے
وہاں آپکو جلد پہونچاؤ تم

سو شہر اصطخر اب جاؤ تم
گئے تب یہ اونکو ہوا آشکار

سر چشمہ جب اردواں کے سوار
نہ طاقت تھی اونکو کہ ہوویں دواں

ہوئے تھے جو درماندہ وہ پہلوان
کیا جاکے احوال یکسر بیان

گئے صبح دم پھر سوار دواں
وہ بولے کہ شاید یہ مرد دلیر

کہ ہیں کس طرح طالع اردشیر
ہوا اونکے غمگیں بہت ناجو

کہ کرتے نقطع یہ تری نسل کو
شتاب اوسکو لے آو کرکے اسیر

کہ ہوئے پئے قوی اردشیر
دلیر و جوانمرد و دار انژاد

ہوا اوراد اک مرد فرخ نہاد
نصیب اپنے سکے ہے تخت و تاج کہی

گرو ملک ایران میں فرماندہی
منادی یہ کی شہر میں اسقدر

ہو خواہ اسے صبح بیداد جب
کہ اوتر اکہاں ذرہ عالیجناب

خبر اوسکی پہونچاؤ سکو شتاب
اطاعت گزیں خلق ہو کیفیم

کریں اوسکی توقیر و تعظیم ہم
ہوئے تھے تمام اوسکے فرماں پذیر

وہاں جسقدر تھے صغیر و کبیر
وہ آیا حضور اوسکے باصد طرب

خبر جب کہی جاکے حاکم سے جب

جوانمرد کو اپنے گھر لے گیا | بہت عزو اکرام او سکا کیا | بزرگان اصطخر کو کر طلب | کہا یوں کہ طاعت کرو اسکی
وہ بولے کہ جان ہمیں تجھ پہ نثار | کریں اسکی فرمانبری | نصہ اردشیر جوان سے کہا | کہ چاکر ہیں ہم تجھ فرمانروا
جدھر چاہے علم ہوا ہی بلند شاہ | پے جانفشانی ہے حاضر سپاہ | لو ہے ۔ | امت اونسے شاداں ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطخر پر ۔

ہوئے جب رضامند سب مرد و ماں | کہ ہو بادشہ اردشیر جواں | کہا کیا ایک زرین سریر | کہ او پر ہوا جلوہ گر اردشیر
رکھا سر پہ دیہیم گوہر نگار | مگر بستہ حاضر تھے سب نامدار | ہوا خطبہ و سکہ شہ روداں | بہ ٹھہرا وہاں مشورہ بعد ازاں
سو ملک کی کھینچے اب سپاہ | وہاں کیجئے اردواں کو تباہ | شہ اردواں کو ہو پہونچی شکست | تو فرمانروایاں ہر جا ہوں پست
نہ لائے کوئی پھر ذرا تاب جنگ | قصر ہو سب ملک میں ہیبت تنگ | پھرتے میں پہونچے یہ اوسکو خبر | کہ بھن شہ اردواں کا پسر
ادھر لیکے آتا ہی فوج گراں | ارادہ ہی فاسلد کی بیخ و بیگماں | یہ سنکر وہیں لیکے جنگی سپاہ | رواں سوئے بھن ہوا بادشاہ
ادھر سو بتاک ایک گرد دلیر | سپہ لیکے آیا سوار دشمگیر | اوسے عہد دیا شاہ کا | اوسے عہد دیا شاہ کا
صف آرا ہوئی جب یہ ہر دو سپہ | نہ کوئی ہوا شاہ سے زم جو | دلاور بتاک اور یکسو سپاہ | ادھر سے وہ پہلوان مل گیا
یہ بھن کو جسوقت پہونچی خبر | تو غمگین ہوا بھن نامور | لکھا اردواں کو یہ احوال سب | ہوئی شامل لشکر بادشاہ
شتابان ہوا پھر پے کارزار | سو لشکر شاہ عالی وقار | تباک لاور بقربان شاہ | کیا پھر امداد لشکر طلب
ہوئی گرم کیں جبکہ فوج تباک | ہوئی پیشتر فوج بھن ہلاک | خدنگ ایک ناگاہ آکر لگا | مقابل ہوا اوسکے لشکر پناہ
پھر اوسکی سپہ اور سران سپاہ | ہوئے چاکر شاہ گیتی پناہ | اوسے بھیس شہ نے مرہوا جا ملا | کہ بھن کو میدان میں خبر کی دلا
جہاندار عازم ہوا بعد ازاں | سو شہر ری با سپاہ گراں | شہ اردواں جمع کر کے سپاہ | زر و سیم و گنج و جواہر دیا
جوانان جنگی و مردان مرد | رہے تا چہل روز گرم نبرد | لگی چلنے پھر باد صرصر وہاں | ہوا لشکر شاہ سو کینہ خواہ
ہوا یار بخت شہ ارجمند | غرض جنگجویان فیروزمند | ہوئے حملہ آور سواران دو اتی | بسوی رخ لشکر اردواں
سپہ اردو انکی گریزاں ہوئی | خراب و تباہ و پریشاں ہوئی | شہ اردواں زندہ آیا اسیر | کئے قتل گرداں جنگ آوراں
ولیکن بحکم شہ کامگار | ہوا کشتہ تیغ زہر آبدار | پسر چار اوسکے کہ تھے نامجو | نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر
ہوئے وہ گرفتار آوردہ واں | گریزاں ہوی سوئے ہندوستاں | منظفر ہوا خسرو ذوالکرام | سپہدار و جنگ آور و کینہ جو
مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیاں و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

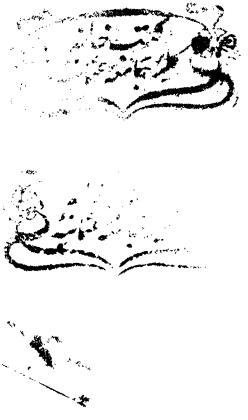
جہاں میں نصیب اردشیر | چہل سال تھا تاج زرین سریر | ہوا ملک ایران کا پھر تاجور | سپہدار شاپور اوس کا پسر

رہا سی دو سال فرمانروا — سپاہ و رعیت کو راضی رکھا — ہوا رونق افزائے تخت کیان
پسر شاہزادہ سلطان شاپور کا — کہ یکسال و نہ ماہ حاکم رہا — پھر اوسکا پسر شاہ جو بہرام شاہ
پسر شاہ بہرام کا بعد ازاں — ہوا مالک تخت با فر و شاں — دے نام اوسکا بھی بہرام تھا
ازاں بعد بہرام فرخ جواں — کہ تھا بیتی و ابن بہرامیاں — با سال دو مت ہوا بادشاہ
ہوا بعد ازاں نرسی اوسکا پسر — خدا وند اورنگ با کرد فر — نصیب اوسکے سی سال فرمانروا
پھر اوسکا پسر اور مزد دلیر — ہوا مالک ملک و تاج و سریر — بہ نہ سال حاکم رہا بعد ازاں
ازاں بعد شاپور اور مزد نام — جہاں جسکی انصاف سے شاد کام — سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
پھر اک بھائی سلطان شاپور کا — شمار دشیر نکو کار تھا — ہوا زینت افزائے تخت شہی
پسر شاہ شاپور کا بعد ازاں — کہ شاپور تھا نام مرد جواں — ہوا مالک افسر و ملک و مال
ہوا پور شاپور بہرام باعز و جاہ — جہانبین جاندار فرخندہ بخت — جہانبین جاندار بہرام نام
پھر اوسکا پسر یزدگرد جواں — ہوا مسند آرا بصد فر و شاں — سر یر خلافت بجاہ و جلال
ہوا بادشہ پھر بہرام گور — خداوند مکنت خداوند زور — رہا شصت و سہ سال فرمانروا
پھر اوسکا پسر یزدگرد جواں — اٹھارہ برس تک رہا حکمراں — ہوا بعد ازاں جانشیں پدر
دو سال اوسکی سلطنت بعد ازاں — برادر ہوا شاہ کا حکمراں — سپہدار سلطان فیروز نام
رہا یازدہ سال وہ حکمراں — ہوا بادشہ پھر بلاش جواں — نصیب اوسکے بھی سلطنت بیس سال
ہوا مسند آرائے شاہنشہی — چہل سال کی اوسکی فرمانروا — ازاں بعد کسریٰ شہ دادگر
بصد عشرت و عیش و جاہ و جلال — رہا مسند آرا چہل و ہشت سال — ازاں بعد فرشیروان کا پسر
ہوا ملک ایران کا بادشاہ — ولیکن رہا حکمراں چند ماہ — پھر اوسکا پسر شہ نژاد الکرام
ہوا جلوہ فرمائے تخت شہی — سی و ہشت سال اوسکی فرمانروا — ہوا بعد ازاں جلوہ گر تخت پر
ولی شاہ شیرویہ کہ ہفت ماہ — میسر رہا تاج و تخت و کلاہ — ہوا بادشہ آخر شاہ اردشیر
گرازندگو اختر و خلم سوز — رہا حکمراں تا بہ پنجاہ روز — ہوا بعد سلطان بوران دخت
سپس دخت آزرمیدخت ماہ — میسر رہا تاج و تخت و کلاہ — ازاں بعد فرزند فرشیر داں
ہوا مسند آرائے فرماندہی — نصیب اوسکے یکماہ شاہی رہی — ہوا مالک مملکت بعد ازاں
یہ پرویز خسرو کا فرزند تھا — جہاندار سلطان کشور کش — غرض یزدگرد مجستہ خصال
کیا میں نے ختم سخن اب یہاں — کہ یس لکھ چکے نام سب ایراں — جو تھا میرے خانی میں تسطیر تھا

خاتمۂ کتاب

سپاس خدائے جہاں آفریں — ہوا گلشن آرزو تازہ تر — ہوئی مشکل آسان ہوا شاد دل
کہ نخل تمنا ہوا بارور — برآئی بزریر سپہر بلند — ہوا گو ہر کامرانی نصیب
مراد دل منشی مستمند — بخوبی ہوا شاہنامہ تمام — نہیں ہم کو کیکوتباہت مدار
غرض نظم دلکش نے پایا نظام — کہ یہ نامہ جسکے ہوا نام پر — خرد پرور قدر دان سخن
الٰہی شہنشاہ والا گہر — جہاندار عادل رعیت نواز — ابو نصر اکبر خدیو زماں
سر تاجداراں گردن فراز — برآرندۂ آسمان و زمین — ہوا بند محنت سے آزاد دل
ہوئی بہجت و شادمانی نصیب — یہ ــــ ماند رہے یادگار
شہ نامہ بر بادشاہِ زمن — جہانمدیر ہر تبلک ہے جہار

تمام شد



قصہ طوطا مینا

یہ وہی مشہور اور پر لطف قصہ ہے جو ملک میں بہت مقبول ہو چکا ہے مولوی اورنگ کے سوال و جواب قابل داد ہیں علاوہ تفریح طبع کے اس کتاب کے مطالعہ سے استعداد بڑھتی ہے۔ اصلی قیمت ۱۲ رعایتی ۸ ر

گلدستہ حکایات

اس کتاب میں بیکمار یونانہ پرشنا حکیم نوشیروان سقراط نیز خلیفہ ہارون رشید و دیگر خلفاء بغداد کے تاریخی حالات درج ہیں جنکے مطالعہ سے عقل تیز ہوتی ہے اور قوت استعداد بڑھتی ہے اصلی قیمت ۱۰ ر رعایتی ۸ ر

سوانح نور جہاں بیگم

نور جہاں کے نام سے کون واقف نہیں ہے یہ وہی بیگم ہے جسکو شہنشاہ جہانگیر کے دلپر قابو حاصل تھا اس سوانح عمری میں اسکی پوری لائف موجود ہے اس شاعری پر بھی ایک مبسوط ریویو کیا گیا ہے اسکی تصویر بھی دیگئی ہے اور اس کے علاوہ رجسٹر تاجگنج اعتماد الدولہ وغیرہ کے نقشے بھی دئے گئے ہیں دیکھنے کے قابل کتاب ہے۔

قیمت اصل ۸ ر رعایتی ۵ ر

کتب سوانح شاہان و راجگان

تاریخ فرشتہ اردو کامل	۴ ر
سیر المتاخرین	۳ ر
آئینہ اکبری	۳ ر
طبقات اکبری	۳ ر
شاہنامہ فردوسی	۳ ر
تاریخ فرخ آباد	۱۲ ر
جنگ طرابلس	۱۰ ر
عجائب القصص اردو	۳ ر
قصص الانبیا کلاں	۱۲ ر
مجموعہ واقدی	۵ ر
سوانح عمری حضرت علی کرم	۳ ر
معارج النبوت کامل	۳ ر
مدارج النبوت	۳ ر
فردوس آسیہ	۸ ر
اخبار الاخیار	۱۲ ر
سفرنامہ شبلی	۸ ر
صحیفہ زرین	۵ ر
عجائب المخلوقات	۳ ر

سوانح زیب النسا بیگم

خاندان تیموریہ میں زیب النسا بیگم ہی ایک ایسی مقبول خاندان آنجہانی ہے جسکے واقعات زندگی پڑھ کر دل بیچین ہو جاتا ہے اسکی مکمل لائف ہے اسمیں اسکی تصویر بھی موجود ہے اور اسکی شاعری کے نمونے بھی دیے گئے ہیں محنت تالیف قابل داد ہے۔ قیمت اصلی ۸ ر رعایتی ۴ ر

قصہ جات

مذہب عشق	۴ ر
شاہنامہ	۱۲ ر
کلیات نظیر	۱۲ ر
تفسیر سورہ یوسف	۱۰ ر
یوسف زلیخا	۴ ر
قصہ گل صنوبر	۴ ر
داستان امیر حمزہ	۴ ر
الف لیلہ ہزار مسئلہ	۸ ر
اندر سبھا	۱۰ ر
روایت بسم اللہ	۱۰ ر
جور و نامہ	۱۰ ر
انوار سہیلی	۱۲ ر
بہار دانش	۱۲ ر
گلزار ابراہیم	۴ ر
بہرام گور	۱۲ ر
آرائش محفل	۸ ر
باغ و بہار	۶ ر
قصہ چہیلی بھٹیاری	۱۰ ر
" شاہ روم	۱ ر
" علی بابا	۲ ر
" سندباد جہازی	۳ ر
" شہزادہ قمر الزماں	۳ ر
" کل کا کھوڑا	۱ ر
" چراغ الہ دین	۳ ر
" سوتے جاگتے کا	۳ ر
ممتاز	۸ ر
قصص الانبیا خورد	۱۲ ر

ملی کاوش شیخ غفور بخش و خواجہ بخش تاجران کتب و مالک ابو العلائی اسٹیم پریس آگرہ